JANUARY-2026 Rs. 30/-

رجب المرجب ۱۴۴۷ھ جنوری ۲۰۲۶ء

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

مدیر اعلیٰ: جانشین تاج الشریعہ مفتی محمد عسجد رضا خاں قادری نوری بریلوی مدظلہ العالی

سلطان الہند خواجہ غریب نواز، احترام وعقیدت اور اعلیٰ حضرت

فتنۂ صلح کلیت کی نحوست! سد باب اور شرعی احکام

سلطان الاولیا! سلطان الہند کی نظر میں

دور سیدنا صدیق اکبر میں اسلام کا عروج

وندے ماترم! عقیدۂ توحید پر کاری ضرب

مدارس میں کتاب! کتاب سے رجال

سیرت طیب اور ضعیفوں کے حقوق

وندے ماترم اور اسلامی نظریہ

امام مہدی کون ہیں؟

مدیر:

مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

مرکز الدراسات الإسلامیة جامعة الرضا بریلی شریف یوپی، ہند

CENTER OF ISLAMIC STUDIES JAMIATUR RAZA

MARKAZ NAGAR MATHURAPUR, C.B.GANJ, BAREILLY SHARIF (U.P.)

Imam Ahmad Raza Trust

82-Saudagran, Raza Nagar, Bareilly U.P.-243003 (India)

امام احمد رضا ٹرسٹ

۸۲/سوداگران رضا نگر بریلی شریف یوپی (الہند)

E-mail: imamahmadrazatrust@aalaahazrat.com
imamahmadrazatrust@yahoo.co.in
Website: www.aalaahazrat.com, jamiaturraza.com, hazrat.org

Contact No. +91 0581 3291453
+91 9897007120
+91 9897267869

State Bank of India, Bareilly.
A/C No. 030078123009
IFSC Code : SBIN0000597

HDFC Bank, Bareilly
A/c No. 50200004721350
IFSC Code : HDFC0000304

بیادگار امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خاں قادری بریلوی، اعلیحضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی، مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفٰے رضا خاں قادری بریلوی، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بانی و سرپرست روحانی

وارثِ علوم اعلیٰ حضرت عکس حجۃ الاسلام ثانی
مفتی اعظم نور دیدۂ مفسرِ اعظم تاج الشریعہ
بدر الطریقہ حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد اختر رضا
خان قادری ازہری بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست و مدیر اعلیٰ

نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادہ و جانشین تاج الشریعہ
قاضی القضاۃ فی الہند پیر طریقت رہبر شریعت
قائد ملت حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد عسجد رضا
خان قادری نوری بریلوی
مدظلہ العالی

مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنّی دُنیا

بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

مدیر: مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

رجب المرجب ۱۴۴۷ھ | جنوری ۲۰۲۶ء

شمارہ نمبر ۱ | Issue No. 1

جلد نمبر ۱۱ | Vol. 11

قیمت فی شمارہ ۳۰ روپیے	سالانہ ۳۵۰ روپیے سادہ ڈاک سے	سالانہ ۶۰۰ روپیے رجسٹرڈ ڈاک سے	پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے ۱۲۰۰ روپیے	امریکہ اور دیگر ممالک سے ۱۳۵ امریکی ڈالر

انتباہ

کسی بھی طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف بریلی شریف کے کورٹ میں قابل سماعت ہوگی، مضمون نگار اور اہل قلم کی آرا سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

ہدایت

قارئین کرام رسالہ سے متعلق کسی بھی طرح کی شکایت یا معلومات کے لئے صبح ۹ بجے سے دوپہر ۲ بجے تک موبائل نمبر 8755096981 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

التماس

اہل قلم حضرات اور شعرائے اسلام سے التماس ہے کہ اپنے کمپوز شدہ مضامین و منظومات کی ان پیج یا ڈوک فائل رسالہ کی ای میل آئی ڈی پر بھی بھیج سکتے ہیں۔

تزئین کار

عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک) آئی ٹی ہیڈ: جامعۃ الرضا

محمد تمہید خان عرشی فائزہ پرنٹرس، حامدی مارکیٹ

رابطہ کا پتہ

ماہنامہ سنّی دُنیا
۸۲/ سوداگران، درگاہ اعلیٰ حضرت
بریلی شریف پن نمبر ۲۴۳۰۰۳

Email:

sunniduniya@aalaahazrat.com
nashtarfaruqui@gmail.com
atiqahmad@aalaahazrat.com

Visit Us:

www.sunniduniya.com
www.aalaahazrat.com
www.cisjamiaturraza.ac.in

Contact Address

MAHNAMA SUNNI DUNIYA
82-Saudagran, Dargah Aalahazrat
Bareilly Sharif (U.P.) Pin - 243003

Contact Numbers

0581-2458543, 2472166, 3291453

ایڈیٹر، پبلیشر، پرنٹر اور پروپرائٹر مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری نے فائزہ پرنٹرس، بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲/ سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی سے شائع کیا۔

Editor, Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Opp. Lala Kashinath Jewelers, Hamidi Complex, Gali Wazeer Ali, Bara Bazar, Bareilly, Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Shareef (U.P.)

مشمولات

اس شمارے میں

کالم	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
اداریہ	وندے ماترم اور اسلامی نظریہ	مفتی غلام مصطفیٰ نعیمی	۵
اسلامیات	امام مہدی کون ہیں؟	ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن	۷
	سیرت طیبہ اور ضعیفوں کے حقوق	مفتی سبطین رضا مرتضوی	۲۵
□	دور سیدنا صدیق اکبر میں اسلام کا عروج	محمد انس رضا حامی برکاتی	۲۸
اسلاف واخلاف	سلطان الاولیا! سلطان الہند کی نظر میں	مولانا قمر الزماں نوری مصباحی	۳۳
□	سلطان الہند خواجہ غریب نواز، احترام وعقیدت اور اعلیٰ حضرت	غلام مصطفیٰ رضوی	۴۸
احوال وطن	وندے ماترم! عقیدۂ توحید پر کاری ضرب	حافظ افتخار احمد قادری	۳۷
احوال قوم وملت	مدارس میں کتاب! کتاب سے رجال	مولانا پٹیل عبد الرحمٰن مصباحی	۴۳
□	فتنۂ صلح کلیت کی نحوست! اسباب اور شرعی احکام	مولانا توصیف رضا قادری	۴۵
ترغیبات	فکر آخرت	علامہ مفتی محمد صالح بریلوی قادری	۵۰
منظومات	دو عالم میں بٹتا ہے فیض ان کے در کا	سید خادم رسول عینی	۵۱
□	حقیقت آشنا مرد خدا مسعود غازی ہیں	مولانا جسیم اکرم مرکزی	۵۱
□	مانگنے والا در پاک پہ آیا خواجہ	مولانا شمس تبریز خاکی مرکزی	۵۱
□	اپنے رب کی رضا غریب نواز	مولانا محمد اشرف رضا قادری	۵۱
خیر وخبر	باویری کرناٹکا میں دو روزہ سنی تربیتی اجتماع	اراکین جماعت رضائے مصطفیٰ	۵۲
□	حضرت علامہ نعیم اللہ خاں صاحب رضوی کا انتقال پر ملال	مولانا محمد تحسین رضا قادری	۵۴

شانِ غریب نواز

فیض سلطانِ سخاوت ہے نرالا تیرا — کبھی محروم نہیں پھرتا ہے منگتا تیرا
تیری چوکھٹ پہ جو آیا وہ بنا شاہِ زماں — خسروا دہر میں فرمان ہے چلتا تیرا

[حضور تاج الشریعہ]

مہمان اداریہ

از: مفتی غلام مصطفیٰ نعیمی*

وندے ماترم اور اسلامی نظریہ

ان دنوں ہمارے ملک میں وندے ماترم کو لے کر گرما گرم بحثیں جاری ہیں، بحثوں کا سلسلہ پارلیمنٹ سے لے کر میڈیا چینلوں اور مذہبی اداروں تک چل رہا ہے۔ بحث ومباحثے کی وجہ یہ ہے کہ اس گیت کو لکھے ہوئے 150 سال مکمل ہو گئے ہیں، جس کی بنیاد پر حکومت ہند نے اس گیت کو عوامی سطح پر مقبول بنانے کے لیے مختلف تقریبات کے انعقاد کا فیصلہ لیا ہے۔

پارلیمنٹ میں ۸/دسمبر کو اس گیت کے متعلق دس گھنٹے کا سیاسی مباحثہ بھی رکھا گیا۔ حکومتی ادارے اس گیت اور اس کے مصنف کے متعلق لوگوں کی ذہن سازی کے پروگراموں میں مصروف ہیں۔ حکومت اور میڈیا ہاؤس اس گیت کو حب الوطنی سے جوڑ کر ہر شخص پر تھوپنے کی پرزور کوشش کر رہے ہیں۔

ایسا ماحول بنایا جا رہا ہے کہ جس نے یہ گیت نہیں گایا اس کی حب الوطنی مشکوک ہے یا وہ اپنے ملک سے محبت ہی نہیں کرتا۔ ایسے ماحول میں ضروری ہو جاتا ہے کہ ہم اس گیت کے متعلق اسلامی احکام کو واضح کریں تاکہ مسلمانوں پر اس گیت کی تفصیلات علم میں رہیں۔ اسی کے مطابق عمل کریں اور معترضین کا تشفی بخش جواب بھی دے سکیں۔

کیا ہے وندے ماترم؟

وندے ماترم بنگلہ زبان میں لکھا ہوا ترانہ ہے۔ اسے بھارت کا قومی گیت بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ ترانہ بنگلہ زبان کے شاعر بنکم چندر چٹوپادھیائے نے لکھا ہے۔ یہ ترانہ پہلی مرتبہ سات نومبر 1875ء کو بنگ درشن نامی ماہانہ رسالے میں شائع ہوا۔

اس رسالے کے بانی اور ایڈیٹر بنکم چندر ہی تھے۔ بنکم چندر نے سن 1882ء میں آنند مٹھ نامی ایک ناول تحریر کیا تھا۔ اس میں بھی مذکورہ ترانہ شامل تھا۔ ناول بنیادی طور پر مسلم دشمنی پر مبنی ہے۔ اسی ناول کے ایک حصے میں کچھ افراد اپنی دیوی درگا کی مورتی کے آگے یہ ترانہ پڑھتے ہیں۔ اشاعت کے اکیس سال بعد کلکتہ میں کانگریس پارٹی کا سیاسی کنونشن منعقد ہوا۔ اس کنونشن میں پہلی مرتبہ روندر ناتھ ٹیگور نے اس ترانے کو گایا۔ جس کے بعد یہ ترانہ بنگال میں اور بعدہ ملک بھر میں پھیل گیا۔

کانگریس نے اس ترانے کو سیاسی طور پر استعمال کرنا شروع کر دیا۔ جب اس گیت کو قومیت کی علامت بنا کر پیش کیا جانے لگا تو رَوندر ناتھ ٹیگور نے اس کی مخالفت کرتے ہوئے سن 1937 میں سبھاش چندر بوس کو ایک خط لکھا کہ:

"وندے ماترم کا بنیادی عقیدہ دیوی درگا کی پرستش ہے اور یہ اتنا واضح ہے کہ اس پر کسی قسم کی بحث کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ بیشک بنکم نے درگا کو متحدہ بنگال کی ایک علامت کے طور پر پیش کیا ہے مگر کسی مسلم سے یہ توقع نہیں کی جانی چاہیے کہ وہ حب الوطنی کے نام پر دس ہاتھوں والی درگا کی عبادت کرے۔" (بحوالہ: رَوندر ناتھ کے منتخبہ خطوط، مطبوعہ کیمبرج یونیورسٹی)

یعنی اس گیت کو پڑھنے کے باوجود رَوندر ناتھ ٹیگور بہت اچھی طرح جانتے تھے کہ اس گیت کی بنیاد ہندو دھرم کے عقیدے پر رکھی ہوئی ہے۔ اس لیے قومیت اور وطنیت کی بنیاد پر کسی مسلمان کا اسے پڑھنا درست نہیں ہوگا۔ اس لیے انہوں نے اس پر نقطہ نظر واضح کر دیا کہ مسلمانوں کو اسے پڑھنے پر مجبور نہ کیا جائے۔ آزادی کے بعد دستور ساز کمیٹی میں ملک کے قومی ترانے کو لے کر مباحثہ ہوا تو کچھ لوگوں کی رائے تھی کہ وندے ماترم کو بھارت کا قومی ترانہ مقرر کیا جائے اور کچھ لوگوں کا رجحان "جن من گن" کی جانب تھا۔

* مضمون نگار ماہنامہ سواداعظم دہلی کے چیف ایڈیٹر ہیں۔

بحث ومباحثہ کے بعد جن من گن کو بھارت کا قومی ترانہ تسلیم کرلیا گیا۔ مگر چونکہ وندے ماترم کے حامیوں کی تعداد بھی اچھی خاصی تھی اور یہ گیت عرصہ دراز سے ہندو عوام میں مستعمل تھا، اس لیے اس کے ابتدائی اشعار کو قومی گیت کا درجہ دے دیا گیا۔

وندے ماترم کا مفہوم کیا ہے؟

ان دنوں ایسا ماحول بنایا جارہا ہے جیسے وندے ماترم ہی حب الوطنی کا پہلا اور آخری سرٹیفکیٹ ہے، اس لیے ضروری ہوجاتا ہے کہ پہلے ہم اچھی طرح وندے ماترم کے مفہوم ومطلب کو جان لیں۔ وندے ماترم بنگلہ زبان کا ترانہ ہے، ہم اس کے چند اشعار کا اردو ترجمہ نقل کرتے ہیں:

"اے ماں! میں تیری عبادت کرتا ہوں۔ جو اچھے پانی، پھلوں اور فصلوں سے بھرپور ہے □ جس کی ہوا جنوبی پہاڑوں سے آنے والی ٹھنڈی اور بھینی بھینی خوشبو کی طرح ہے۔ جس کی دھرتی ہری بھری فصلوں سے لہلہا رہی ہے □ اے ماں! میں تیری عبادت کرتا ہوں۔ وہ جس کی رات کو چاند کی روشنی زینت دیتی ہے۔ وہ جس کی زمین کھلے ہوئے پھولوں سے، سجے ہوئے درختوں سے مزین ہے □ ہمیشہ ہنسنے والی، میٹھی زبان بولنے والی، راحت دینے والی، برکت دینے والی ماں! میں تیری عبادت کرتا ہوں □ اے میری ماں! تیس کروڑ لوگوں کی پرجوش آوازیں، ساٹھ کروڑ بازو میں سمٹنے والی تلواریں، کیا اتنی طاقت کے بعد بھی تو کمزور ہے □ اے میری ماں! تو ہی میرے بازو کی قوت ہے، میں تیرے قدم چومتا ہوں۔ اے میری ماں، تیری ہی محبوب مورتی مندر میں ہے، تو ہی درگا □ دس مسلح ہاتھوں والی، تو ہی کملا ہے، تو ہی کنول کے پھولوں کی بہار ہے، تو ہی پانی ہے، تو ہی علم دینے والی ہے۔"

وندنا کا استعمال اور ہندو میتھالوجی

اس گیت میں لفظ "وندے" بار بار آتا ہے۔ یہ لفظ "وندنا" کے معنی میں ہے۔ وندنا کے ہندی لغات میں درج ذیل معانی لکھے گیے ہیں: 1/ پوجا کرنا۔ 2/ غایت درجہ عقیدت کا اظہار کرنا۔ 3/ پرارتھنا [دعا] کرنا۔ 4/ پرنام [سلام] کرنا۔

درج بالا معانی سے ظاہر ہوجاتا ہے کہ لفظ وندے مشترک لفظ ہے، لیکن یہاں بات ذہن نشین رہے کہ مذکورہ سبھی معانی صرف لفظاً ہی مختلف ہیں حقیقتاً سبھی ایک بنیادی معنی دیتے ہیں اور وہ معنی خود کو کمترین اور سامنے والے کو معظم ترین ماننا۔ جیسے بندہ اپنے آپ کو خدا کے سامنے کمترین اور اپنے خدا کو معظم ترین مانتا ہے۔

اسی لیے ہندو دھرم میں اپنے دیوی دیوتاؤں کے لیے لفظ وندنا بہ کثرت استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً انہیں اپنے دیوتا شو (शिव) کی پوجا کرنا ہوتی ہے تو اس کے لیے شو وندنا (शिव वंदना) کا استعمال کرتے ہیں۔ درگا دیوی کے لیے درگا وندنا (दुर्गा वंदना) سرس وتی دیوی کے لیے سرس وتی وندنا (सरस्वती वंदना) غرضیکہ اپنے ہر دیوی دیوتا کے لیے لفظ وندنا ہی کا استعمال کرتے ہیں۔

کبھی وہ اس سے بھگوان کی پوجا مراد لیتے ہیں۔ کبھی بھگوان سے پرارتھنا کرنا اور کبھی اپنے بھگوان کی غیر معمولی تعریف کرنا۔ بہر طور یہ لفظ دیوی دیوتاؤں ہی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ ہاں کبھی کبھار لفظ وندنا انسانوں کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے کسی کے پاؤں چھونے کے لیے چرن وندنا (चरण वंदना) استعمال ہوتا ہے۔

ہندو سماج میں بڑے بزرگوں (ماں باپ، استاذ وغیرہ) کے پاؤں چھونے کو چرن وندنا سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ لفظ بھی حقیقتاً دیوی دیوتاؤں کے تصور ہی کے تحت استعمال کیا جاتا ہے۔

ہندو آستھا کے مطابق ماں باپ اور استاذ (गुरु) بھگوان کا روپ ہوتے ہیں اس لیے وہ لوگ ماں باپ اور استاذ کو بھگوان کا روپ مان کر ان کی چرن وندنا یعنی دیوتا کا غایت درجہ احترام کرتے ہیں۔

اس تفصیل سے صاف ظاہر ہوجاتا ہے کہ ہندو دھرم میں لفظ وندنا محض تعریف یا سلام کرنے کے لیے استعمال نہیں بقیہ ص ۴۰ پر

از: ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن*

امام مہدی کون ہیں؟

کتبِ اَحادیث میں قیامت کی کئی نشانیوں کا ذکر ہے، جن میں سے اکثر ظاہر ہوچکیں، جبکہ بعض بڑی علامات کا ظُہور ابھی باقی ہے، ان میں سے خاص طَور پر قابلِ ذکر حسب ذیل ہیں: (1) امام مہدی کا ظُہور (2) تین جگہ خَسف ہونا (یعنی زمین کے دھنسنے کے واقعات): مشرق کے علاقہ میں، مغرب کے علاقہ میں اور جزیرۂ عرب کے علاقہ میں زمین کا دھنسنا۔ (3) دُھواں ظاہر ہونا (۱) (4) دَجّال (۲) کا خُروج (5) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا (آسمان سے زمین پر) اُترنا (6) دابۃُ الارض (۲) کا نکلنا (7) یاجُوج ماجُوج کا نکلنا (8) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا (9) اور آخری نشانی جو سب کے بعد ظاہر ہوگی، وہ آگ ہے جو یمن (Yemen) کی طرف سے نمودار ہوگی اور لوگوں کو ہانکتی ہوئی محشر کی طرف لے جائے گی (۴) یہاں محشر سے مراد ارضِ شام ہے اور یہ مُعاملہ قیامت سے پہلے ہوگا۔ (۵)

زیرِ نظر تحریر میں ہمارا موضوع علاماتِ قیامت میں سے پہلی بڑی علامت "سیِّدنا امام مہدی کا ظُہور" ہے، اس کے بعد پے دَر پے قیامت کی بڑی بڑی نشانیاں ظاہر ہونا شروع ہو جائیں گی اور پھر قیامت قائم ہوگی۔

امام مہدی کا ظُہور اس دَور میں ہوگا جب مُعاشرے میں ناانصافی اور گمراہی عام ہوگی، غلط اَفکار ونظریات اور فتنے ہر سُو پھیل چکے ہوں گے اور مسلمان شدید ظلم وستم کا شکار ہوں گے۔* آپ دینِ اسلام کو اَزسرِ نَو زندہ کریں گے* ناانصافی کا خاتمہ کریں گے *زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے* بیت المقدس کو آزاد کروائیں گے* جہاد کے ذریعے مسلمانوں کو فُتوحات اور اُن کا کھویا ہوا مقام واپس دلائیں گے* ان کا عزّ ووقار بحال کرائیں گے* اور عالمِ اسلام کو اقوامِ عالَم پر غلبہ دلائیں گے۔

سیِّدنا امام مہدی کے تعارُف، حالات، واقعات اور قُربِ قیامت میں آپ کے ظُہور کے بارے میں متعدد احادیثِ مبارکہ شاہد ہیں، ان میں واضح طَور پر مذکور ہے کہ آپ کا اسمِ گرامی حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کے مطابق "محمد بن عبد اللہ" ہوگا، آپ کا تعلق اہلِ بیت کرام سے ہوگا اور آپ حسنی حسینی سیِّد ہوں گے۔

امام مہدی نہایت وجیہ شخصیت کے حامل ہوں گے، آپ کی رحمدلی اور سخاوَت اپنی مثال آپ ہوگی، امام مہدی مظلوموں کی فریادرَسی فرمائیں گے، آپ اپنے دَورِ خلافت میں لوگوں کو بے حساب مال عطا فرمائیں گے، آپ کی تشریف آوری حق ہے اور ہر طرح کے شک وشبہ سے بالاتَر ہے۔

آپ یمن کی ایک بستی "کَرِعَہ" سے نکلیں گے، البتہ باقاعدہ ظُہور آپ کا بیت اللہ شریف میں ہوگا۔ آپ کو گھر بیٹھے بادشاہت عطا ہوگی، آپ کو پہچاننے کے بعد لوگ بیت اللہ شریف میں آپ کے ہاتھ پر بیعتِ خلافت کریں گے۔ آپ کی خلافت کی خبر عام ہونے پر ملکِ شام سے ایک لشکر آپ کے خلاف جنگ کے لیے روانہ ہوگا، جسے مکہ ومدینہ کے درمیان مقامِ بیداء (٦) میں زمین کے اندر دھنسا دیا جائے گا، اس لشکر کی عبرتناک ہلاکت کے بعد ملکِ شام کے اَبدال اور عراق کے اَولیا حاضر ہو کر امام مہدی کے دستِ مبارک پر بیعت کریں گے پھر ایک سفیانی شخص (عبد اللہ بن یزید (٧) جس کا ننھیال قبیلہ بنی کلب سے ہوگا، امام مہدی اور ان کے مددگاروں سے جنگ کرے گا، اس میں فتح امام مہدی کے لشکر کی ہوگی۔

امام مہدی کے ہاتھ پر ابتداء بیعتِ خلافت کرنے والوں کی تعداد 313 ہوگی، نیز اللہ تعالیٰ ایک ہی رات میں امام مہدی میں خلافت وامارت کے پیچیدہ اُمور کو سمجھنے اور انہیں حل کرنے

* مضمون نگار وزارت اوقاف ابوظہبی کے مفتی ہیں۔

کی صلاحیت پیدا فرمادے گا۔آپ کے دَور میں مسلمان انتہائی خوشحال ہوجائیں گے، نیز ظلم وستم کا خاتمہ اور عدل وانصاف کا بول بالا ہوگا۔اہلِ مشرق سیّدنا امام مہدی کی خلافت وامارت کو تسلیم کرلیں گے، آپ کا ساتھ دیں گے اور بیت المقدس فتح کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔

مختلف روایات کے مطابق امام مہدی پانچ، سات یا نَو سال تک حکومت کریں گے، اس مختصر دَورِ حکومت میں آپ کفّار و مشرکین سے کئی بار جہاد کر کے، ان کے شہروں اور ملکوں کو فتح کریں گے۔"غزوۂ ہند" بھی امام مہدی کے دَورِ خلافت میں ہوگا،لشکرِ مہدی اسی میں فتح حاصل کرے گا۔"جنگِ عظیم" (World War)، دوبارہ فتح قسطنطینیہ (استنبول) اور خُروجِ دجّال کے واقعات بھی سیّدنا امام مہدی کے دَورِ خلافت میں پیش آئیں گے۔

حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام بھی امام مہدی کے دَورِ خلافت میں آسمان سے نازل ہوں گے، پھر دجّال کا خاتمہ فرمائیں گے، نیز اللہ تعالیٰ نے جس طرح اس اُمت کا آغاز حضور نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فرمایا، اُسی طرح اسے امام مہدی پر ختم فرمائے گا۔

امام مہدی کا ظہور کب ہوگا؟اس بارے میں کتب احادیث میں متعدد علامات مذکور ہیں، ان میں سورج کے ساتھ کسی اَور نشانی کا طُلوع، مشرق کی طرف سے دُمدار ستارے کا طلوع اور رمضان کے مہینے میں دو بار چاند گرہن جیسی علامتیں خاص طَور پر قابلِ ذکر ہیں۔مذکورہ بالا تمام باتیں کتبِ احادیث میں واضح طَور پر مذکور ہیں، ان کی تفصیل حسبِ ذیل بالترتیب بیان کی جاتی ہے:

امام مہدی کا نام حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسمِ گرامی کے مطابق ہوگا

امام مہدی کا نام حضور نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسمِ گرامی کے مطابق ہوگا، حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"لا تَذهَبُ الدُنيا حتى يَملِكَ العَرَبَ رَجلٌ مِن أهلِ بَيتِي، يُوَاطِئُ اسمهُ اسمِي۔(۸) دنیا ختم نہیں ہوگی جب تک میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص عرب کا بادشاہ نہ بن جائے، اُس کا نام میرے نام کے مُوافق (یعنی محمد بن عبد اللہ) ہوگا۔"

حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی (ت ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء) فرماتے ہیں کہ"اس حدیث پاک سے اُن رَوافض کا رَد ہو گیا جو کہتے ہیں کہ" امام مہدی پیدا ہو چکے ہیں، ان کا نام محمد بن حسن عسکری ہے" یہ غلط ہے، بلکہ وہ پیدا ہوں گے اور (اُن کا نام) محمد بن عبد اللہ ہوگا۔"(۹)

امام مہدی حضور نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نسل پاک سے ہوں گے

حضرت امام مہدی"سیّد" ہوں گے اور سیّدہ فاطمہ کی اَولاد سے ہوں گے۔سیّدہ اُمِ سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے سنا:

"المهدِيُ مِن عِترَتِي، مِن وَلَدِ فَاطِمَةَ۔(۱۰) مہدی میری اولاد، اولادِ فاطمہ سے ہے۔"

حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی فرماتے ہیں کہ"اس (حدیث پاک) سے معلوم ہوا کہ اِمام مہدی"سیّد" ہوں گے، مِرزا قادیانی مرزا ہوکر اِمام مہدی بنتا ہے،تعجب ہے۔"(۱۱)

امام مہدی کا نسبی تعلق خاندانِ اہلِ بیت سے ہوگا

امام مہدی کا نسبی تعلق خاندانِ اہلِ بیت سے ہوگا، سیّدنا ابوایوب انصاری سے روایت ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سیّدہ فاطمہ زہرا سے فرمایا:

"نَبِيُّنَا خَيرُ الأنبياءِ وهو أبُوكِ، وَشَهِيدُنَا خَيرُ الشُهَدَاءِ و هو عَمُّ أبيكِ حَمزَةُ، وَمِنَّا مَن لَهُ جَناحانِ يَطِيرُ بِهِمَا فِي الجنّةِ حَيثُ شاءَ، وهو ابنُ عَمِّ أَبِيكِ جَعفَرُ، ومِنَّا سِبطَا هَذِهِ الأُمَّةِ: الحَسَنُ وَالحُسَينِ وَهُمَا ابنَاكِ وَمِنَّا المهدِيُّ۔ (۱۲) ہمارا نبی تمام انبیاء سے بہتر ہے اور وہ آپ کے والد ہیں، ہمارا شہید تمام شُہداء سے بہتر ہے اور وہ آپ کے والد کے چچا حمزہ ہیں اور ہم میں سے ہی وہ شخص ہے جس کے دو پَر ہیں، وہ جنّت میں جہاں چاہتا ہے اُڑتا ہے، اور وہ آپ کے والد کے چچا زاد بھائی جعفر طیّار ہیں، اور ہم میں سے ہی اس اُمت کے بہترین نواسے حسن وحسین ہیں، اور وہ آپ کے دو بیٹے ہیں، اور ہم میں سے ہی مہدی بھی ہوں گے۔"

ایک اَور مقام پر سیِّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"مِنَّا السَفَّاحُ، وَمِنَّا المنصورُ، وَمِنَّا المهدِيُّ۔ (۱۳) سَفّاح ( ) ہم میں سے ہے، منصور ( ) ہم میں سے ہے، اور مہدی بھی ہم میں سے ہے۔"

امام مہدی حسنی حسینی سیِّد ہوں گے

امام مہدی والد کی طرف سے حسنی اور والدہ کی طرف سے حسینی سیِّد ہوں گے، حضرت ابواسحاق ہمدانی (۱۴) نے فرمایا کہ سیِّدنا علی المرتضیٰ نے اپنے شہزادے امام حسن کو دیکھ کر فرمایا:

"إِنَّ ابنِي هذا سَيِدٌ، كما سَمَّاهُ النَّبِيُّ ، وَسَيَخرُجُ مِن صُلبِهِ رَجُلٌ يُسَمَّى باسمِ نَبِيِّكُم، يُشبِهُهُ فِي الخُلُقِ، وَلَا يُشبِهُهُ فِي الخَلقِ-ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّةً-يَملأُ الأَرضَ عَدلاً۔ (۱۵) میرا یہ بیٹا سردار ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے سردار قرار دیا ہے، اس کی اَولاد میں حضور اکرم کا ہم نام ایک شخص ظاہر ہوگا، وہ اَخلاق میں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح ہوگا، مگر شکل وصورت میں نہیں۔ وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔"

امام ابن حجر مکی (ت ۹۷۴ھ/ ۱۵۶۷ء) فرماتے ہیں کہ "امام مہدی والد کی طرف سے سیِّدنا امام حسن اور والدہ کی طرف سے سیِّدنا امام حسین کی نسلِ پاک سے ہوں گے۔" (۱۶)

امام مہدی کا حُلیہ مبارکہ

سیِّدنا امام مہدی کی پیشانی رَوشن اور ناک خوبصورت اور بلند ہوگی، حضرت ابوسعید خُدری سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"المهدِيُّ مِنِّي، أَجلَى الجَبهةِ، أَقنَى الأَنفِ، يَملأُ الأَرضَ قِسطاً وَعَدلاً، كَما مُلِئَت جَوراً وَظُلماً، يَملِكُ سَبعَ سِنِينَ۔ (۱۷) مہدی مجھ سے ہیں (یعنی میری اَولاد میں سے ہیں) رَوشن پیشانی اور خوبصورت بلند ناک والے ہیں، زمین کوعدل وانصاف سے ایسا بھر دیں گے جیسے پہلے وہ ظلم وستم سے بھر چکی ہوگی، وہ سات سال تک حکومت کریں گے۔"

ایک اَور مقام پر سیِّدنا عبدالرحمن بن عَوف سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"لَيَبعَثَنَّ اللهُ مِن عِترَتِي رَجُلاً أَفرَقَ الثَّنَايَا، أَجلا الجَبهَةِ، يَملأُ الأَرَضَ عَدلاً كَمَا مُلِئَت جُوراً، يَفِيضُ المَالُ فيضاً۔ (۱۸) اللہ تعالیٰ ضرور میری اَولاد میں سے ایک ایسے شخص کو بھیجے گا، جس کے سامنے کے دانتوں میں فاصلہ ہوگا، کشادہ پیشانی والا ہوگا، زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا اور مال کو عام کرے گا" یعنی خوب سخاوت کرے گا۔"

امام مہدی کی سخاوَت

سیِّدنا امام مہدی کی سخاوت اپنی مثال آپ ہوگی! آپ لوگوں کو اُن کی خواہش کے مطابق بے حساب مال عطا فرمائیں گے۔ حضرت ابونضرۃ تابعی فرماتے ہیں کہ ہم حضرت جابر بن عبداللہ کی خدمت میں حاضر تھے کہ انہوں نے فرمایا: "وہ وقت قریب ہے جب اہلِ شام کے پاس نہ دینار لائے جاسکیں گے نہ اناج" ہم نے پوچھا: یہ بندش کن لوگوں کی جانب سے ہوگی؟ حضرت جابر نے فرمایا: "رُومیوں (۱۹) کی جانب سے" پھر کچھ دیر خاموش رہ کر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

"يَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي خَلِيفَةٌ يَحثِي المالَ حَثْياً، لَا يَعُدُّهُ عَدَداً۔ (۲۰) میری اُمت کے آخری دَور میں ایک خلیفہ (مہدی) ہوگا، جو لوگوں کو لبالب بھر کر مال دے گا اور (اپنی دریادِلی اور سخاوت کے باعث) اُسے شمار تک نہیں کرے گا۔"

امام مہدی سے لوگوں کی محبت وعقیدت

سیِّدنا امام مہدی لوگوں کو بڑے محبوب ہوں گے، حضرت ابورُوَبہ نے فرمایا:

"المهدِيُّ كأنّما يُعلِقُ المسَاكِينَ الزُبدَ۔ (۲۱) مہدی لوگوں کے ہاں ایسے محبوب ہوں گے جیسے مسکینوں کے ہاں مکھن۔"

امام مہدی اور مظلوموں کی دادرَسی

امام مہدی ظلم، جبر اور ناانصافی کا خاتمہ کرکے مظلوموں کی

دادرسی فرمائیں گے، حضرت جعفر بن سیّار شامی سے روایت ہے:

"یَبْلُغُ مِن رَدِّ المهدِيِّ المظَالِمِ، حَتّٰى لَو كان تَحتَ ضِرسِ إنسانٍ شيءٌ انتزَعهُ حَتّٰى يَرُدَّهُ۔ (۲۲) امام مہدی مظالم کو دُور کریں گے، یہاں تک کہ اگر (کسی مظلوم کا حق کسی) انسان کی داڑھ کے نیچے بھی چھپا ہوگا، تو وہاں سے بھی مظلوم کو اس کا حق واپس دلائیں گے۔"

امام مہدی کے دَور میں حسبِ خواہش مال عطا ہوگا

امام مہدی کے دَورِ خلافت میں خیر و برکت اور مال کی اتنی فراوانی ہوگی، کہ لوگوں کو حسبِ خواہش مال عطا کیا جائے گا۔ سیّدنا ابو سعید خُدری فرماتے ہیں کہ ہم نے مصطفٰی جانِ رحمت ﷺ کے بعد وُقوعِ حوادِث سے متعلق حضور سے پوچھا کہ آپ کے بعد کیا ہوگا؟ سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا:

"إنّ فِي أمّتِي المهدِيّ يَخرُجُ يَعِيشُ خَمساً أَو سَبعاً أَو تِسعاً -زَيدٌ الشاكُّ- قَالَ: قُلنا: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: سِنِينَ قَالَ: فَيَجِيءُ إِلَيهِ رَجُلٌ فَيَقُولُ: يَا مَهدِيُّ أَعطِنِي أَعطِنِي قَالَ: فَيَحثِي لَهُ فِي ثَوبِهِ مَا استطَاعَ أَن يَحمِلَهُ۔ (۲۳) میری اُمت میں مہدی ہوگا جو پانچ، سات یا نَو سال تک حکومت کرے گا (راوی کو مدّتِ حکومت میں شک ہے) میں نے پوچھا کہ اس عدد سے کیا مراد ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اس عدد سے مراد) خلافت کے سال ہیں" (ان کا زمانہ ایسی خیر و برکت والا ہوگا کہ) ایک شخص ان سے آکر مانگے گا، اور کہے گا کہ اے مہدی! مجھے کچھ دیجیے، مجھے کچھ دیجیے! تاجدارِ رسالت ﷺ نے فرمایا کہ" مہدی اسے بھر بھر کر اتنا مال دیں گے کہ وہ اٹھا نہیں پائے گا۔"

امام مہدی کی تشریف آوری حق ہے

امام مہدی کی تشریف آوری حق ہے اور ہر طرح کے شک وشبہ سے بالاتر ہے۔ حضرت قتادہ بن دعامہ سدُوسی سے روایت ہے، کہ میں نے حضرت سیّدنا سعید بن مسیّب سے پوچھا کہ کیا امام مہدی کے تشریف لانے والی بات حق ہے؟ انہوں نے فرمایا: حَقٌّ "برحق ہے" میں نے پوچھا: وہ کن میں سے ہوں گے؟ انہوں نے فرمایا: مِن قُرَيشٍ" قریش سے ہوں گے" میں نے پوچھا: وہ قریش کے کس قبیلہ سے ہوں گے؟ فرمایا: مِن بَنِي هَاشِمٍ" بنو ہاشم سے" میں نے پوچھا: بنو ہاشم کی کس شاخ سے؟ فرمایا: مِن بَنِي عَبدِ المطَّلِبِ" بنو عبد المطلب سے" میں نے پھر پوچھا: بنو عبد المطلب کے کس خاندان سے؟ تو انہوں نے فرمایا: مِن وَلَدِ فَاطِمَةَ (۲۴) سیّدہ فاطمہ کی اَولاد سے ہوں گے۔"

امام مہدی یمن کی بستی" کرعہ" سے نکلیں گے

امام مہدی یمن (Yemen) کی ایک بستی" کرعہ" سے نکلیں گے، جبکہ اُن کا باقاعدہ ظُہور بیت اللہ شریف میں ہوگا، سیّدنا عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے، حضور نبیِ کریم ﷺ نے فرمایا:

"يَخرُجُ المهدِيُّ مِن قَريَةٍ بِاليَمَنِ يُقَالُ لَهَا: كَرعَةُ۔ (۲۵) مہدی یمن کی اُس بستی سے نکلیں گے جسے" کرعہ" کہا جاتا ہے۔"

قیامت سے پہلے امام مہدی کا ظُہور بہر صورت ہو کر رہے گا

قیامت سے پہلے امام مہدی کا ظُہور بہر صورت ہو کر رہے گا، سیّدنا علی المرتضی سے روایت ہے، سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَو لَم يَبقَ مِنَ الدُّنيَا إِلَّا يَومٌ، لَبَعَثَ اللّٰهُ رَجُلاً مِن أَهلِ بَيتِي، يَملَؤُهَا عَدلاً كَمَا مُلِئَت جَوراً۔ (۲۶) اگرچہ قیامت قائم ہونے میں صرف ایک ہی دن باقی رہ جائے، تب بھی اللہ تعالیٰ میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص کو ضرور بھیجے گا، جو زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسے وہ پہلے ظلم وستم سے بھر چکی ہوگی۔"

بیعت کا آغاز حجرِ اَسود اور مقامِ ابراہیم کے پاس ہوگا

امام مہدی کے ہاتھ پر بیعتِ خلافت کا سلسلہ حجرِ اَسود اور مقامِ ابراہیم کے پاس شروع ہوگا، اُمُّ المؤمنین سیّدہ اُمِّ سلمہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"يَكُونُ اختِلَافٌ عِندَ مَوتِ خَلِيفَةٍ (۲۷) فَيَخرُجُ رَجُلٌ مِن أَهلِ المدِينَةِ هَارِباً إِلَى مَكَّةَ، فَيَأتِيهِ نَاسٌ مِن أَهلِ مَكَّةَ فَيُخرِجُونَهُ (۲۸) وَهُوَ كَارِهٌ، فَيُبَايِعُونَهُ بَينَ الرُّكنِ وَ

المقامِ، وَيُبعَثُ إِلَيهِ بَعثٌ مِن الشامِ، فَيُخسَفُ بِهِم بالبيداءِ بَينَ مَكّةَ وَالمَدِينَةِ، فَإِذا رَأَى الناسُ ذَلِكَ أَتَاهُ أَبدالُ الشامِ، وَعَصَائِبُ أَهلِ العِرَاقِ، فَيُبَايِعُونَهُ. ثُمَّ يَنشَأُ رَجُلٌ مِن قُرَيشٍ أَخوالُهُ كَلبٌ، فَيَبعَثُ إِلَيهِم بَعثاً، فَيَظهَرُونَ عَلَيهِم، وَذَلِكَ بَعثُ كَلبٍ (۲۹) وَالخَيبَةُ لِمَن لَم يَشهَد غَنِيمَةَ كَلبٍ، فَيَقسِمُ المالَ، وَيَعمَلُ فِي الناسِ بِسُنَّةِ نَبِيِّهِم وَيُلقِي الإِسلامُ بِجِرَانِهِ إِلَى الأَرضِ، فَيَلبَثُ سَبعَ سِنِينَ، ثُمَّ يُتَوَفَّى وَيُصَلِّي عَلَيهِ المسلمُونَ۔

(۳۰) ایک حاکم (بادشاہ) کی وفات کے وقت (نئے خلیفہ کے انتخاب میں اہلِ مدینہ کا) اختلاف ہوگا، ایک شخص (یعنی امام مہدی اس خیال سے کہ کہیں لوگ مجھے خلیفہ نہ بنا دیں) مدینہ منوّرہ سے مکہ مکرمہ چلے جائیں گے، وہاں مکہ کے کچھ لوگ انہیں بحیثیت مہدی پہچان کر ان کے پاس آئیں گے اور انہیں گھر سے باہر نکلنے اور حکومت سنبھالنے کے لیے مجبور کریں گے، لیکن امام مہدی اس منصب کو ناپسند کریں گے، اس کے بعد وہ لوگ رُکن (یعنی حجرِ اسود (۳۱) اور مقامِ ابراہیم کے درمیان امام مہدی کے ہاتھ پر بیعتِ خلافت کریں گے (جب ان کی خلافت کی خبر عام ہوگی) تو ملکِ شام سے ایک لشکر (امام مہدی سے جنگ کے لیے) بھیجا جائے گا، جو (آپ تک پہنچنے سے پہلے ہی) مکہ و مدینہ کے درمیان مقام "بیداء" میں زمین کے اندر دھنسا دیا جائے گا۔ (اس لشکر کی عبرتناک ہلاکت کے بعد) شام کے اَبدال اور عراق کے اَولیاءُ اللہ حاضر ہو کر آپ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کریں گے۔ پھر ایک قرشیُ النسل شخص (سفیانی (۳۲) جس کا ننہیال قبیلہ بنو کلب سے ہوگا، امام مہدی اور ان کے مددگاروں سے جنگ کے لیے ایک لشکر بھیجے گا، مگر امام مہدی کا لشکر اُس لشکر پر غالب آئے گا اور یہ لشکر بنو کلب کا ہوگا اور اس شخص کے لیے خسارہ ہے جسے قبیلہ بنو کلب سے حاصل شدہ غنیمت سے حصہ نہ ملے! اس فتح کے بعد امام مہدی خوب مال تقسیم کریں گے اور لوگوں کو ان کے نبی ﷺ کی سنّت پر چلائیں گے، اس زمانے میں اسلام مکمل طور پر مستحکم اور غالب ہوجائے گا! بحالت خلافت امام مہدی دنیا میں سات اور بعض روایات کے مطابق نَو سال رہیں گے، پھر وفات پائیں گے اور مسلمان ان کی نمازِ جنازہ ادا کریں گے۔"

فتنۂ سفیانی

حدیث شریف میں سفیانی نام کے ایک شخص کا ذکر ہے، جو حضرت ابوسفیان کی اَولاد میں سے ایک اُموی شخص ہوگا، اس کا نام عبداللہ بن خالد بن یزید (۳۳) بن ابی سفیان ہوگا، جبکہ والدہ کی طرف سے اس کا تعلق قبیلہ بنو کلب سے ہوگا، اس شخص کی وجہ سے اسلام اور مسلمانوں کو سخت تکالیف اور مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس کے دَورِ حکومت میں مسلمانوں کا قتلِ عام ہوگا، لیکن یہ فتنہ زیادہ دیر تک نہیں چلے گا؛ کیونکہ امام مہدی کا ظُہور ہو چکا ہوگا۔

سفیانی دِمشق کے نواحی علاقوں میں ایک وادی سے خُروج کرے گا، اس جگہ کا نام" وادیٔ یابس" (۳۴) ہوگا۔ ابتداء اس کے ساتھ صرف سات لوگ ہوں گے، ان میں سے ایک کے پاس جھنڈا بھی ہوگا، جو شخص اس جھنڈے کو سرنگوں کرنے کی کوشش کرے گا وہ شکست سے دوچار ہوگا۔ (۳۵)

سفیانی کا حکم ملکِ شام اور مصر وغیرہ کے اَطراف میں چلے گا، اس کی مدّتِ حکومت کے بارے میں روایات مختلف ہیں: ایک روایت کے مطابق ساڑھے تین سال (۳۶) اور دوسری روایت کے مطابق 7 یا 9 ماہ ہوگی (۳۷) دِمشق اور کُوفہ میں قتل و غارتگری کے بعد سفیانی کا لشکر مدینہ منوّرہ کی طرف رُخ کرے گا اور اہلِ بیت کے کچھ لوگوں کو پکڑ کر کوفہ لے جائے گا، اسی دَوران امام مہدی مدینہ منوّرہ سے مکہ مکرّمہ تشریف لے جائیں گے۔ (۳۸)

سفیانی کے لشکر کا زمین میں دھنسایا جانا

سفیانی حضرت امام مہدی کو پکڑنے کے لیے ایک لشکر روانہ کرے گا، لیکن اللہ جل جلالہ کی طرف سے اس لشکر کو مکہ و مدینہ کے درمیان مقامِ "بیداء" میں زمین کے اندر دھنسا دیا جائے گا۔ سیّدنا ابوہریرہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"يَخرُجُ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: السُّفيَانِيُّ فِي عُمقِ دِمَشقَ، وَ عَامّةُ مَنْ يَتْبَعُهُ مِن كَلبٍ، فَيَقتُلُ حَتّى يَبقَرَ بُطُونَ النِّسَاءِ ، وَيَقتُلُ الصِّبيَانَ، فَتَجمَعُ لَهُم قَيسٌ فَيَقتُلُهَا حَتّى لَا يُمنَعُ ذَنَبُ تَلعَةٍ، وَيَخرُجُ رَجُلٌ مِن أَهْلِ بَيتِي فِي الْحَرَّةِ فَيَبلُغُ السُّفيَانِيَّ، فَيَبعَثُ إِلَيهِ جُنداً مِن جُندِهِ فَيَهزِمُهُم، فَيَسِيرُ إِلَيهِ السُّفيَانِيُّ بِمَن مَعَهُ حَتّى إِذَا صَارَ بِبَيدَاءَ مِنَ الْأَرضِ خُسِفَ بِهِم، فَلَا يَنجُو مِنهُمْ إِلّا المُخبِرُ عَنهُم۔

(۳۹) ایک شخص دِمشق سے نکلے گا جس کو سفیانی کہا جائے گا، اس کی تابعداری کرنے والے قبیلہ بنو کلب کے لوگ ہوں گے (؛ کیونکہ اُس کا ننھیال قبیلۂ بنو کلب سے ہوگا(۴۰) وہ لوگوں کو قتل کرے گا یہاں تک کہ عورتوں کے پیٹ چاک کر دے گا، اور بچوں کو بھی قتل کرے گا، قبیلہ قیس کے لوگ ان کے مقابلے میں جمع ہو جائیں گے، وہ انہیں بھی قتل کر دے گا، یہاں تک کہ (ان میں سے) کوئی باقی نہیں رہے گا، پھر میرے اہلِ بیت سے ایک شخص (مہدی) نکلے گا،"حرّہ" کے مقام پر سفیانی اس (مہدی) کے مقابلے کے لیے فوج بھیجے گا، مہدی ان کو شکست دے گا، پھر سفیانی خود اپنے سب لشکر لے کر مہدی کے مقابلے کے لیے آئے گا، یہاں تک کہ جب وہ بیداء کے مقام تک پہنچے گا تو زمین ان سب (یعنی سفیانی کی فوج) کو نگل چکی ہوگی اور اُس لشکر کے بارے میں (امام مہدی اور سفیانی کو) خبر دینے والوں کے سِوا، ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں بچے گا۔"

اس لشکر کا زمین میں دھنسنا "فتنۂ سفیانی" کی نشانی ہے اور سفیانی کا خُروج ظہورِ امام مہدی کی علامت ہے۔ اس واقعہ کے بعد لوگ مکہ مکرّمہ میں امام مہدی کے دستِ مبارک پر بیعتِ خلافت کریں گے، پھر امام مہدی 12 ہزار افراد پر مشتمل ایک لشکر لے کر بیت المقدس آئیں گے، جہاں سفیانی حضرت امام مہدی کے دستِ مبارک پر بیعت کرے گا لیکن پھر قبیلہ بنو کلب کی حمایت ملنے پر بیعت توڑ کر بغاوت و سرکشی پر اُتر آئے گا (۴۱) تب امام مہدی اس کے قتل کا حکم دیں گے اور اُسے اس کی دغابازی اور بغاوت کے باعث قتل کر دیا جائے گا۔(۴۲)

ظہورِ امام مہدی کے وقت بیعت کرنے والوں کی تعداد

امام مہدی کے ظہور کے وقت اُن کی بیعت کرنے والوں کی تعداد اصحابِ بدر و اصحابِ طالُوت کے برابر 313 ہوگی۔ حضرت سیّدنا امام محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں کہ ہم سیّدنا علی المرتضی کی بارگاہ میں حاضر تھے، کسی نے اُن سے امام مہدی کے بارے میں پوچھا، تو مولا علی نے فرمایا:

"ذَاكَ يَخرُجُ فِي آخِرِ الزَمَانِ إِذَا قَالَ الرجُلُ: اللّٰهَ اللّٰهَ قُتِلَ، فَيَجمَعُ اللّٰهُ تَعَالَى لَهُ قَوماً قُزُعاً كَقَزَعِ السَحَابِ، يُؤَلِّفُ اللّٰهُ بَينَ قُلُوبِهِمْ لَا يَستَوْحِشُونَ إِلَى أَحَدٍ، وَلَا يَفرَحُونَ بِأَحَدٍ، يَدخُلُ فِيهِم عَلَى عِدةِ أَصْحَابِ بَدرٍ، لَم يَسبِقهُمُ الأَوَّلُونَ، وَلَا يُدْرِكُهُمُ الآخِرُونَ، وَعَلَى عَدَدِ أَصحَابِ طَالُوتَ الذِينَ جَاوَزُوا مَعَهُ النَهَرَ۔(۴۳)

مہدی کا ظُہور زمانے کے آخر (یعنی قُربِ قیامت) میں ہوگا (اُس دَور میں بے دینی کا اس قدر غلبہ ہوگا کہ) اللہ کا نام لینے والوں کو قتل کر دیا جائے گا (امام مہدی کے ظہور کے وقت) اللہ تعالی ایک جماعت کو ان کے پاس اس طرح اکٹھا کر دے گا، جس طرح بادل کے متفرق ٹکڑوں کو جمع فرما دیتا ہے اور ان میں باہم یگانت واُلفت پیدا کر دے گا (ان کے اِخلاص اور باہمی رَبط وضبط کا یہ عالَم ہوگا کہ) نہ کسی سے خوفزدہ ہوں گے، نہ کسی کے انعام کو دیکھ کر خوش ہوں گے، مہدی کے پاس جمع ہونے والوں کی تعداد اصحابِ بدر کی تعداد کے مطابق (313) ہوگی، اس جماعت کو ایک ایسی خاص فضیلت حاصل ہوگی جو نہ ان سے پہلے والوں کو حاصل ہوئی نہ بعد والوں کو ہوگی، نیز اس جماعت کی تعداد اصحابِ طالُوت کی تعداد کے برابر (313) ہوگی، جنہوں نے (بادشاہ) طالوت کے ہمراہ دریائے اُردن (Jordan River) عُبور کیا تھا۔"

صدر الشریعہ علّامہ امجد علی اعظمی (ت ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) سیّدُنا امام مہدی کے ظُہور کا اِجمالی واقعہ بیان کرتے ہوئے

فرماتے ہیں کہ" دنیا میں جب سب جگہ کفر کا تسلط ہوگا، اُس وقت تمام اَبدال بلکہ تمام اولیاء سب جگہ سے سمٹ کر، حرمین شریفین کو ہجرت کر جائیں گے، صرف وہیں اسلام ہوگا اور ساری زمین کُفرستان ہوجائے گی، رمضان شریف کا مہینہ ہوگا، اَبدال طوافِ کعبہ میں مصروف ہوں گے اور حضرت امام مہدی بھی وہاں ہوں گے، اَولیائے کرام انہیں پہچانیں گے، اُن سے درخواستِ بیعت کریں گے، وہ انکار کریں گے، دفعۃً غیب سے ایک آواز آئے گی کہ" یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے، اس کی بات سُنو اور اس کا حکم مانو!" تمام لوگ اُن کے دستِ مبارک پر بیعت کریں گے، وہاں سے سب کو اپنے ہمراہ لے کر ملکِ شام کو تشریف لے جائیں گے۔" (۴۴)

اللہ رات بھر میں امام مہدی کو خلافت کا اہل بنادے گا

اللہ تعالیٰ ایک ہی رات میں امام مہدی کو خلافت وامارت کی ایسی صلاحیت عطا فرمادے گا، کہ لوگ اُن کی خلافت پر متفق ہوجائیں گے ( )۔ حضرت علی المرتضیٰ سے روایت ہے، حضور نبیِّ کریم ﷺ نے فرمایا:

"المهديُّ مِنّا أَهلَ البيتِ يُصلِحُهُ اللّٰهُ فِي ليلَةٍ۔ (۴۵) مہدی ہمارے اہلِ بیت میں سے ہوگا، اللہ A ایک ہی رات میں اُس کی اصلاح (یعنی خلافت وامارت کی صلاحیت عطا) فرمادے گا۔"

امام مہدی کا زمانہ خیر وبرکت کا زمانہ ہوگا

امام مہدی کا زمانہ خیر وبرکت سے بھرپور زمانہ ہوگا، سیّدنا ابوسعید خُدری سے روایت ہے، حضور نبیِّ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"يخرُجُ فِي آخِرِ أُمَّتِي المهدِيُّ يَسقِيهِ اللّٰهُ الغَيثَ، وَتُخرِجُ الأَرضُ نَباتَها، وَيُعطِي المالَ صِحاحاً، وَتَكثُرُ الماشِيَةُ وَتَعظُمُ الأُمَّةُ، يَعِيشُ سَبعاً أَو ثَمانِياً۔ (۴۶) میری اُمت کے آخر میں مہدی کا ظہور ہوگا، اللہ تعالیٰ اُسے بارانِ رحمت سے خوب نوازے گا، زمین اپنی پیداوار بھرپور اُگائے گی، وہ (لوگوں کو) مال عطا کریں گے، مویشیوں کی کثرت ہوگی، اُمت عظیم ہوجائے گی، وہ (اپنے دَورِ خلافت میں) سات یا آٹھ سال زندہ رہیں گے۔"

امام مہدی کے دَورِ خلافت میں خوشحالی کا دَور دَورہ ہوگا

امام مہدی کے دَورِ خلافت میں خوشحالی کا دَور دَورہ ہوگا۔ سیّدنا ابوسعید خُدری سے روایت ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"يَنزِلُ بِأُمَّتِي فِي آخِرِ الزَّمانِ بَلاءٌ شَدِيدٌ مِن سُلطانِهِم لَم يُسمَع بَلاءٌ أَشَدُّ مِنهُ، حَتّٰى تَضِيقَ عَنهُمُ الأَرضُ الرَّحبَةُ وَحَتّٰى يُملأَ الأَرضُ جَوراً وَظُلماً، لا يَجِدُ المُؤمِنُ مَلجَأً يَلتَجِئُ إِلَيهِ مِنَ الظُّلمِ، فَيَبعَثُ اللّٰهُ رَجُلاً مِن عِترَتِي، فَيَملأُ الأَرضَ قِسطاً وَعَدلاً، كَما مُلِئَت ظُلماً وَجَوراً، يَرضَى عَنهُ ساكِنُ السَّماءِ وَساكِنُ الأَرضِ، لا تَدَّخِرُ الأَرضُ مِن بَذرِها شَيئاً إِلَّا أَخرَجَتهُ، وَلا السَّماءُ مِن قَطرِها شَيئاً إِلَّا صَبَّهُ اللّٰهُ عَلَيهِم مِدراراً، يَعِيشُ فِيها سَبعَ سِنِينَ أَو ثَمانٍ أَو تِسعٍ، تَتَمَنَّى الأَحياءُ الأَمواتَ مِمّا صَنَعَ اللّٰهُ بِأَهلِ الأَرضِ مِن خَيرِهِ۔ (۴۷) آخری زمانے میں میری اُمت پر اتنی شدید بلائیں نازل ہوں گی کہ اس سے پہلے کبھی نہیں سنی گئی ہوں گی! یہاں تک کہ زمین اپنی وُسعت کے باوُجود اِن پر تنگ ہوجائے گی اور ظلم وستم سے بھرجائے گی، مؤمن ایسا کوئی ٹھکانہ نہیں پائے گا جہاں وہ ظلم کی فریاد لے کر جاسکے! اس وقت اللہ تعالیٰ میری اَولاد میں سے ایک شخص (مہدی) بھیجے گا، جو زمین کو عدل وانصاف سے بھردے گا، جیسے پہلے وہ ظلم وستم سے بھری چکی تھی! زمین وآسمان میں رہنے والے اس (مہدی) سے راضی ہوں گے، زمین اپنے اندر پڑنے والا ہر دانہ اُگائے گی اور اللہ تعالیٰ آسمان میں موجود ہر قطرے کو مُوسلا دھار بارش کی صورت میں برسائے گا، وہ (یعنی ان کا دَورِ خلافت) سات، آٹھ یا نو سال رہے گا اور زندہ لوگ اللہ کے اس فضل وکرم کے سبب جو (مہدی کے ذریعے) اہلِ زمین پر ہوگا، مرنے والوں کے لیے تمنا کریں گے" کہ کاش وہ بھی خیر وبرکت کے اس

زمانے کو دیکھتے۔"

امام مہدی کے دَورِ خلافت میں عدل وانصاف کا بول بالا ہوگا

سیّدنا امام مہدی کے دَورِ خلافت میں عدل وانصاف کا بول بالا ہوگا۔ سیّدنا ابوسعید خُدری سے روایت ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَا تقُومُ الساعَةُ حَتّی تَمتَلِئَ الأَرضُ ظُلماً وَعُدوَاناً۔ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک زمین ظلم اور سرکشی سے بھر نہ جائے" پھر فرمایا: ثُمَّ یَخرُجُ رَجُلٌ مِن عِترَتِي -أَو مِن أَهلِ بَیتِي- مَن یَملَؤُهَا قِسطاً وَعَدلاً، کَمَا مُلِئَت ظُلماً وَعُدوَاناً۔ (۴۸) میری اَولاد (یا میرے اہلِ بیت) میں سے ایک شخص (امام مہدی) کا ظہور ہوگا، جو زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دے گا، جس طرح پہلے وہ ظلم وسرکشی سے بھری تھی۔"

اہلِ مشرق کا امام مہدی کی خلافت وامارت کو تسلیم کرنا

اہلِ مشرق امام مہدی کی خلافت وامارت کو تسلیم کرکے ان کا ساتھ دیں گے، سیّدنا عبداللہ بن حارث زَبیدی سے روایت ہے، حضور نبیِّ کریم ﷺ نے فرمایا:

"یَخرُجُ نَاسٌ مِنَ المشرِقِ، فَیُوَطِّئُونَ لِلمَهدِيِّ «یَعني سُلطَانَهُ۔ (۴۹) مشرق کی جانب سے (ایسے) لوگ نکلیں گے جو مہدی کی خلافت کے آگے سرِ تسلیم خم کریں گے۔"

امام مہدی کے مددگاروں کا تعلق مشرق سے ہوگا

سیّدنا امام مہدی کے مددگاروں کا تعلق مشرق سے ہوگا۔ سیّدنا ثوبان سے روایت ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

"یَقتَتِلُ عندَ کَنزِکم ثلاثةٌ، کلُّهمُ ابنُ خلیفةَ، ثُمَّ لا یصیرُ إِلَی وَاحدٍ مِنهُم، ثُمَّ تَطلُعُ الرّایاتُ السُّودُ مِن قِبَلِ المَشرِقِ فیُقاتِلونَکُم قِتالاً لَم یُقاتِلهُ قَومٌ -ثُمّ ذکر شَیْئاً فقَالَ:- إِذَا رَأَیتُموهُ فَبَایِعوهُ وَلَو حَبواً عَلَی الثَّلجِ، فَإِنَّهُ خَلِیفَةُ اللّٰه المَهدِيُّ۔ (۵۰) تمہارے (بیت اللہ کے) خزانے (۵۱) کے حصول کی خاطر تین لوگ جنگ کریں گے، تینوں خلیفہ (بادشاہِ وقت) کے بیٹے ہوں گے، لیکن یہ خزانہ اُن میں سے کسی کے ہاتھ نہیں آئے گا۔ پھر مشرق سے کالے جھنڈے ظاہر ہوں گے، وہ تم سے ایسے جنگ کریں گے کہ کسی قوم نے ایسی جنگ نہیں کی ہوگی! (راوی کا بیان ہے کہ حضور نبیِّ کریم ﷺ نے کچھ بیان کیا اور پھر فرمایا کہ) جب تم انہیں دیکھو تو اُن کے ہاتھ پر بیعت کر لینا، اگرچہ تمہیں برف پر گھسٹتے ہوئے ان کے پاس جانا پڑے؛ کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے۔"

علّامہ محمد بن عبد الرسول حسینی بَرزنجی (ت 1103ھ/1691ء) فرماتے ہیں کہ "امام مہدی کے خُراسان میں ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہاں سے آپ کی نصرت ہوگی؛ کیونکہ آپ تو مکہ مکرّمہ میں ہوں گے۔" (۵۲)

بیت المقدس کی فتح میں اہلِ مشرق کی مدد

اہلِ مشرق بیت المقدس فتح کرنے میں امام مہدی کی مدد کریں گے۔ سیّدنا ابوہریرہ سے روایت ہے، سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تَخرجُ مِن خُراسانَ رَایاتٌ سُودٌ، فلا یَرُدُّها شَيءٌ حَتّی تُنصَبَ بِإِیلِیاءَ۔ (۵۳) خُراسان سے سیاہ جھنڈے برآمد ہوں گے، انہیں کوئی طاقت پھیر نہیں سکے گی، یہاں تک کہ وہ جھنڈے اِیلیاء (بیت المقدس) میں نصب کر دیئے جائیں گے۔"

امام مہدی کے ذریعہ تابوتِ سکینہ "بحیرۂ طَبَریہ" سے ظاہر ہوگا

آج یہود جس تابوتِ سکینہ کی تلاش میں بیت المقدس میں جگہ جگہ کھدائی کر رہے ہیں، لیکن ان کی تمام تر کوششیں ناکام اور رائیگاں جا رہی ہیں اور آئندہ بھی انہیں کچھ حاصل نہیں ہوگا؛ کیونکہ تابوتِ سکینہ کو بھی بحیرۂ طَبَریہ (Sea of Galilee) سے امام مہدی کے ذریعے ہی ظاہر ہونا ہے۔ اس بارے میں حضرت سلیمان بن عیسیٰ نے فرمایا:

"بلَغَنِي أَنَّهُ عَلَی یَدَيِ المهدِيِّ یَظهَرُ تَابُوتُ السَّکِینَةِ مِن بُحَیرَةِ طَبَرِیَّةِ، حَتّی یُحمَلَ، فَیُوضَعَ بَینَ یَدَیهِ بِبَیتِ المَقدِسِ، فَإِذَا نَظَرَت إِلَیهِ الیَهُودُ، أَسلمَت إِلّا قَلِیلاً

مِنهُم، ثُمَّ يَمُوتُ المهدِيُّ۔ (۵۴) مجھ تک یہ بات پہنچی کہ "بحیرۂ طبریہ" سے امام مہدی کے ذریعے تابوتِ سکینہ ظاہر ہوگا، یہاں تک کہ بیت المقدس میں اسے آپ کے سامنے لاکر رکھ دیا جائے گا، جب یہود اس تابوت کو دیکھیں گے تو ان میں سے چند لوگوں کے سوا سب اسلام قبول کرلیں گے، پھر امام مہدی وفات پاجائیں گے۔"

بحیرۂ طبریہ کا محلِ وُقوع

واضح رہے کہ "بحیرۂ طبریہ" فلسطین (Palestine) کے شمال مشرق میں اُردن (Jordan) کی سرحد کے قریب واقع ہے، اس علاقے میں میٹھے پانی کی یہ سب سے بڑی جھیل ہے۔ اس کی لمبائی 21 کلومیٹر اور چوڑائی 13 کلومیٹر ہے۔ "بحیرۂ طبریہ" کو بیشتر پانی دریائے اُردُن (Jordan River) سے حاصل ہوتا ہے، حدیثِ پاک میں دریائے اُردُن کے لیے النَّهر (۵۵) اور شُروحِ حدیث میں "نہرِ اُردن" (۵۶) کا لفظ آیا ہے۔ یہ دریا شمال سے جنوب کی طرف بہتا ہے اور "بحیرۂ مُردار" (Dead Sea) میں گرتا ہے۔

بحیرۂ طبریہ کا خشک ہونا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے

قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک، اس جھیل کا خشک ہونا بھی ہے۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ دجّال نے سیّدنا تمیم داری اور اُن کے ساتھیوں سے "بحیرۂ طبریہ" کے بارے میں پوچھا کہ اس میں ابھی پانی ہے یا نہیں؟ حضرت تمیم داری اور اُن کے ساتھیوں نے جواباً فرمایا: هِيَ كَثِيرَةُ الماءِ "اس میں ابھی بہت پانی ہے" اس پر دجّال نے کہا کہ عنقریب اس کا پانی خشک ہوجائے گا۔ (۵۷)

امام مہدی کے دَورِ خلافت کی مدّت

سیّدنا امام مہدی کا دَورِ خلافت سات سے نَو سال پر مشتمل ہوگا، حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"يَكُونُ فِي أُمَّتِي المَهدِيُّ، إِن قُصِرَ فَسَبعٌ وَإِلَّا فَثَمَانٍ، وَإِلَّا فَتِسعٌ، تَنعَمُ أُمَّتِي فِيهِ نِعمَةً لَم يَنعَمُوا مِثلَهَا، يُرسِلُ اللّٰهُ السَّمَاءَ عَلَيهِم مِدرَاراً، وَلَا تَدَّخِرُ الأَرضُ بِشَيءٍ مِنَ النَّبَاتِ وَالمَالُ كُدُوسٌ يَقُومُ الرَّجُلُ فَيَقُولُ: يَا مَهدِيُّ! أَعطِنِي فَيَقُولُ: خُذهُ۔ (۵۸) میری اُمت میں مہدی ہوگا (ان کی مدّتِ خلافت) اگر کم ہوئی، تو سات یا آٹھ یا نَو سال ہوگی۔ میری اُمت ان کے زمانے میں اس قدر خوشحال ہوگی کہ اتنی خوشحالی اُسے کبھی نہیں ملی ہوگی (خیر و برکت کا یہ عالَم ہوگا کہ) آسمان سے (حسبِ ضرورت) مُوسلا دھار بارش ہوگی، اور زمین اپنی پیداوار بھرپور اُگائے گی، ایک شخص کھڑا ہوکر کچھ مانگے گا، تو وہ (امام مہدی) کہیں گے کہ (حسبِ خواہش خزانے میں جاکر) خود لے لو۔"

امام مہدی شرک کے شہر فتح کریں گے

امام مہدی شرک کے شہر فتح کریں گے۔ سیّدنا ابواُمامہ باہلی سے روایت ہے، رحمت کونین ﷺ نے فرمایا:

"يَستَخرِجُ الكُنوزَ، وَيَفتَحُ مَدَائِنَ الشِّركِ۔ (۵۹) وہ (مہدی) زمین سے خزانے نکالے گا، اور شرک کے شہروں (ہندوستان وغیرہ) کو فتح کرے گا۔"

غزوۂ ہند میں لشکرِ مہدی کی فتح

"غزوۂ ہند" بھی امام مہدی کے دَورِ خلافت میں ہوگا، اور اللہ تعالیٰ اس غزوہ میں امام مہدی کے لشکر کو فتح ونصرت عطا فرمائے گا۔ سیّدنا ابوہریرہ نے فرمایا:

"لَيَغزُوَنَّ الهِندَ لَكُم جَيشٌ، يَفتَحُ اللّٰهُ عَلَيهِم حَتَّى يَأتُوا بِمُلُوكِهِم مُغَلَّلِينَ بِالسَّلَاسِلِ، يَغفِرُ اللّٰهُ ذُنُوبَهُم، فَيَنصَرِفُونَ حِينَ يَنصَرِفُونَ فَيَجِدُونَ ابنَ مَريَمَ بِالشَّامِ۔ (۶۰) تم میں سے ایک لشکر ضرور ہندوستان پر حملہ کرے گا، اللہ اُن کو فتح عطا فرمائے گا، یہاں تک کہ وہ اُن مشرکین کے بادشاہوں کو بیڑیوں میں جکڑ کر لائیں گے، اللہ تعالیٰ ان (لشکر والوں) کے گناہ مُعاف فرمادے گا، پھر جب وہ لَوٹیں گے تو حضرت عیسیٰ بن مریم کو ملکِ شام میں پائیں گے۔"

امام مہدی گمراہی کے قلعوں کو فتح کریں گے

سیّدنا امام مہدی گمراہی کے قلعوں کو فتح کریں گے، اسلام کو غلبہ دلائیں گے اور اسلامی تعلیمات نافذ کریں گے، سیّدنا علی ہلالی سے روایت ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے (امام حسن وحسین سے متعلق) سیّدہ فاطمہ زہرا سے فرمایا:

"يَا فَاطِمَةُ وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالحَقِّ! إِنَّ مِنهُمَا لَمَهدِيّ هَذِهِ الأُمَّةِ إِذَا صَارَتِ الدُّنيَا هَرَجَ وَمَرَجَ، وَتَظَاهَرَتِ الفِتَنُ، وَتَقَطَّعَتِ السُبُلُ، وَأَغَارَ بَعضُهُم عَلَى بَعضٍ، فَلَا كَبِيرَ يَرحَمُ الصَغِيرَ وَلَا صَغِيرَ يُوَقِّرُ الكَبِيرَ، فَيَبْعَثُ اللّٰهُ عِنْدَ ذَلِكَ مِنهُمَا مَن يَفتَحْ حُصُونَ الضَلَالَةِ، وَقُلُوباً غُلفاً يَهدِمُهَا هَدماً، يَقُومُ بِالدِّينِ فِي آخِرِ الزَمَانِ كَمَا قُمتُ بِهِ فِي أَوَّلِ الزَمَانِ۔ (٦١) اے فاطمہ قسم ہے اس ذاتِ پاک کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا! یقیناً ان دونوں (حسن وحسین کی اَولاد) میں سے اس اُمت کا مہدی پیدا ہوگا، جب دنیا فتنہ وفساد کا شکار ہو جائے گی اور فتنوں کا خوب ظہور ہوگا، راستے کٹ جائیں گے (یعنی غیر محفوظ ہوں گے) اور لوگ ایک دوسرے پر حملہ آور ہوں گے، کوئی بڑا چھوٹے پر رحم نہیں کرے گا، اور کوئی چھوٹا بڑے کا احترام نہیں کرے گا۔ اس وقت اللہ رب العزۃ ان دونوں (حسن وحسین کی اَولاد) میں سے ایک شخص کو بھیجے گا، جو گمراہی کے قلعوں کو فتح کرے گا، بند دِلوں کو کھولے گا، اس اُمت کے آخری زمانے میں دین کو ایسے قائم کرے گا، جیسے میں نے اس اُمت کے ابتدائی زمانے میں قائم کیا ہے۔"

جنگِ عظیم، خُروجِ دَجّال اور امام مہدی

"جنگِ عظیم" (World War) فتحِ قسطنطینیہ (استنبول) اور خُروجِ دَجّال کے واقعات بھی امام مہدی کے دَورِ خلافت میں پیش آئیں گے، جنگِ عظیم دَجّال کے خُروج سے پہلے ہوگی، اُس وقت قسطنطینیہ جو مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل چکا ہوگا، دوبارہ مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوگا۔ مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"المَلحَمَةُ العُظمَى، وَفَتحُ القُسطَنطِينِيَّةِ، وَخُروجُ الدَجّالِ، فِي سَبعَةِ أَشْهُرٍ۔ (٦٢) جنگِ عظیم، فتحِ قسطنطنیہ اور خُروجِ دجّال، یہ سب سات ماہ کے اندر اندر ہو جائے گا۔"

خُروجِ دَجّال سے متعلق بعض جھوٹے دعوے

آج کل یہود ونصاریٰ میں سے بعض لوگ دعوی کرتے ہیں کہ "دجّال کا خُروج ہو چکا ہے اور وہ اس کذّاب سے ملاقات بھی کر چکے ہیں" یاد رہے کہ یہ سب دعوے فی الحال جھوٹے اور بلاثبوت ہیں؛ کیونکہ ہمارے نبیٔ برحق ﷺ نے خُروجِ دجّال سے پہلے بعض ایسی نشانیاں بتائی ہیں، کہ جب تک وہ ظاہر نہ ہو جائیں دجّال کا خُروج نہیں ہوگا۔

سیّدنا جابر بن سمُرہ سے روایت ہے کہ "حضرت نافع بن عتبہ نے فرمایا، کہ ہم ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے، کہ نبیٔ رحمت ﷺ کے پاس مغرب کی طرف سے کچھ لوگ اُونی کپڑوں میں ملبوس آئے، ان کی ملاقات حضورِ اکرم ﷺ سے ایک جھاڑی کے پاس ہوئی، جبکہ وہ کھڑے تھے اور رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے، میں نے دل میں سوچا کہ چل کر ان کے اور حضور سرورِ عالم ﷺ کے درمیان کھڑا ہو جاؤں، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ نبیٔ کریم ﷺ کو کوئی نقصان پہنچائیں! پھر میں نے سوچا کہ ممکن ہے رسولِ کریم ﷺ ان کے ساتھ رازداری میں کوئی بات کر رہے ہوں، بہر حال میں چلتا ہوا ان کے درمیان کھڑا ہو گیا۔ میں نے حضور پُرنور ﷺ کی زبانِ حق ترجمان سے نکلے چار کلمات محفوظ کر لیے، جنہیں میں اپنے ہاتھ پر شمار کر رہا تھا، حضور سیّدِ عالم ﷺ نے فرمایا:

(١) تَغزُونَ جَزِيرَةَ العَرَبِ فَيَفتَحُهَا اللّٰهُ (٢) ثُمَّ فَارِسَ فَيَفتَحُهَا اللّٰهُ (٣) ثُمَّ تَغزُونَ الرُومَ فَيَفتَحُهَا اللّٰهُ (٤) ثُمَّ تَغزُونَ الدَجَّالَ فَيَفتَحُهُ اللّٰهُ. (١) تم لوگ جزیرۂ عرب میں جہاد کرو گے، اللہ تعالیٰ تمہیں فتح دے گا، (٢) پھر فارس (بِلادِ ماوَراءُالنہر (٦٣)) والوں سے جہاد کرو گے، رب تعالیٰ اس میں بھی تمہیں فتح دے گا (٣) پھر رُوم (٦٤) سے جہاد کرو گے، اللہ تعالیٰ اُن پر بھی فتح عطا فرمائے گا (٤) پھر دجّال

سے جہاد کرو گے تو اللہ رب العالمین اس پر بھی تمہیں فتح یاب کرے گا۔"

راوی کہتے ہیں کہ حضرت نافع نے فرمایا: "اے جابر! اسی لیے ہم سمجھتے ہیں کہ دجّال کا خُروج اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک رُوم فتح نہ ہوجائے۔" (۶۴)

گزشتہ سُطور میں حدیثِ پاک سے وضاحت گزر چکی، کہ قسطنطینیہ جو مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل چکا ہوگا، دوبارہ مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوگا۔ (۶۵) ان شاء اللہ!

امام مہدی مسلمانوں کے امیر وامام ہیں

دجّال ساری دنیا کا چکر لگانے کے بعد جب ملکِ شام پہنچے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کے خاتمے کے لیے سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے دِمشق کے شرقی مینارہ پر نازل فرمائے گا۔ اُس وقت نمازِ فجر کا وقت ہوگا، جماعت کے لیے اقامت ہوچکی ہوگی، امام المسلمین امام مہدی حضرت عیسیٰ کو دیکھیں گے اور آپ کے ادب میں پیچھے ہٹتے ہوئے کہیں گے:

"تقَدَّم یا رُوحَ اللّٰه! فیَقُولُ: لِیَتَقَدَّم إمامُکُم فلیُصَلِّ بِکُم (۶۶) اے روحُ اللہ اِمامت کے لیے آگے تشریف لائیے! اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ تمہارا اِمام ہی آگے بڑھے جو نماز پڑھائے۔"

حضرت ابواُمامہ باہلی کی روایت میں الفاظِ حدیث یُوں ہیں:

"إمامُهُم رَجُلٌ صَالِحٌ، فَبَينَمَا إمامُهُم قَد تَقَدَّمَ يُصَلِّي بِهِمُ الصُّبحَ، إذ نَزَلَ عَلَيهِم عِيسَى ابنُ مَريَمَ الصُّبحَ، فَرَجَعَ ذٰلِكَ الإمامُ يَنكُصُ يَمشِي القَهقَرَى؛ لِيَتَقَدَّمَ عِيسى يُصَلِّي بِالنَّاسِ، فَيَضَعُ عِيسى يَدَهُ بَينَ كَتِفَيهِ ثُمَّ يَقُولُ لَهُ: تَقَدَّم فَصَلِّ؛ فَإنَّهَا لَكَ أُقِيمَت، فَيُصَلِّي بِهِم إمامُهُم۔ (۶۷) مسلمانوں کا امام ایک نیک شخص ہوگا (یعنی امام مہدی) وہ انہیں نمازِ فجر پڑھانے کو آگے بڑھ چکے ہوں گے، اسی دَوران اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اُن کے پاس تشریف لائیں گے، وہ امام اُلٹے پاؤں چلتے ہوئے پیچھے ہٹیں گے؛ تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آگے بڑھ کر نماز پڑھائیں، اِس پر حضرت عیسیٰ اپنا ہاتھ مبارک امام مہدی کے کندھوں پر رکھ کر فرمائیں گے، کہ آپ ہی آگے بڑھ کر نماز پڑھائیے؛ کہ یہ جماعت آپ کے لیے قائم کی گئی ہے! تب امام مہدی آگے بڑھ کر نماز پڑھائیں گے۔"

ایک اَور مقام پر سیّدنا جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے، سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا:

"لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِن أُمَّتِي يُقاتِلُونَ عَلَى الحَقِّ ظاهِرِينَ إلَى يَومِ القِيامَةِ، قال: فَيَنزِلُ عِيسَى ابنُ مَريَمَ، فَيَقُولُ أَمِيرُهُم: تَعالَ صَلِّ لنا، فَيَقُولُ: لا، إنَّ بَعضَكُم عَلَى بَعضٍ أُمَراءُ تَكرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الأُمَّةَ۔ (۶۸) میری اُمت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کے لیے لڑتا رہے گا اور قیامت تک حق پر قائم اور ثابت قدم رہے گا، یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے، مسلمانوں کے امیر (امام مہدی (۶۹) حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کریں گے کہ آئیے ہمیں نماز پڑھائیے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ نہیں، تم میں سے بعض دیگر بعض پر امیر ہیں، اُس فضیلت و بزرگی کی بنا پر جو اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو عطا فرمائی ہے۔"

نیز سیّدنا ابوہریرہ سے روایت ہے، سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کیفَ أنتُم إذا نَزَلَ ابنُ مَريَمَ فِيكُم، وَإمَامُكُم مِنكُم۔ (۷۰) تم لوگوں کا اُس وقت (خوشی سے) کیا حال ہوگا؟ جب تم میں عیسیٰ ابنِ مریم علیہ السلام (آسمان سے) اُتریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا" یعنی مہدی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقامِ نُزول اور محدّثین کے اقوال

سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نُزول کس مقام پر ہوگا؟ اس بارے میں محدّثینِ کرام کے اقوال مختلف ہیں، اس کی تفصیل حسبِ ذیل ہیں:

(۱) مفسّرِ قرآن ابن کثیر (ت ۷۷۴ھ/ ۱۳۷۳ء) "البدایۃ والنہایۃ" میں لکھتے ہیں کہ "سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام دِمشق کے سفید

مشرقی مینارہ کے پاس نُزول فرمائیں گے،لیکن میں نے بعض کتابوں میں یہ بھی دیکھا ہے کہ سیّد نا عیسیٰ علیہ السلام دِمشق کی جامع مسجد کے مشرقی مینارہ پر نزول فرمائیں گے،ممکن ہے یہی محفوظ ہو یعنی ممکن ہے کہ روایت تو یوں ہو کہ سیّد نا عیسیٰ علیہ السلام دِمشق کے سفید مشرقی مینار پر نازل ہوں گے،لیکن راوی نے اپنی سمجھ کے لحاظ سے روایت میں تصرف کر دیا ہو؛ کیونکہ (اب تک) جامع مسجدِ اُمَوی کے مشرقی مینار کے علاوہ دِمشق میں ایسا کوئی مینار نہیں جو مشرقی مینار کے طَور پر مشہور ہو، اور یہی بات زیادہ مناسب ہے؛ کیونکہ جب سیّد نا عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو نمازِ فجر کی جماعت کے لیے اِقامت ہو چکی ہوگی اور مسلمانوں کا امام (مہدی) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کرے گا کہ "اے رُوح اللہ آگے بڑھیں اور نماز پڑھائیں!" سیّد نا عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ آپ ہی آگے بڑھیں؛ کہ یہ جماعت آپ ہی کے لیے قائم کی گئی ہے۔

نیز یہ بات بھی پیشِ نظر رہے کہ ہمارے اس زمانے (۷۴۱ھ/ ۱۳۴۰ء) میں سفید پتھر سے ایک مینار کی بنیاد رکھی گئی ہے، یہ مینار اُن عیسائیوں کے مال سے بن رہا ہے جنہوں نے اسی جگہ موجود پہلے مینار کو جَلا دیا تھا، ممکن ہے یہ اَمر بھی دلائلِ نبوّت میں سے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جس مینار پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نازل فرمانا ہے، اُسے عیسائیوں ہی کے مال سے بنوا دیا۔(۷۱)

ابن کثیر نے "البدایۃ والنہایۃ" میں مزید یہ بھی لکھا کہ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نُزول: بعض روایات کے مطابق اُرْدُن میں ہوگا، اور بعض روایات کے مطابق مسلمانوں کی فوجی چھاؤنی (Military Barrack) میں ہوگا۔(۷۲)

(۲) امام ابن حجر مکّی "الفتاوی الحدیثیۃ" میں فرماتے ہیں کہ "صحیح مسلم" کی حدیثِ پاک کے مطابق زیادہ مشہور بات یہ ہے کہ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام دِمشق کے مشرق میں سفید مینار پر نُزول فرمائیں گے، جبکہ ایک روایت کے مطابق آپ کا نُزول اُردُن میں ہوگا اور دوسری روایت کے مطابق آپ کا نُزول مسلمانوں کی فوجی چھاؤنی میں ہوگا اور یہ روایت (مذکورہ بالا) دونوں روایتوں کے مُنافی نہیں: کیونکہ موجودہ دَور میں مسلمانوں کی فوجی چھاؤنیاں (Military Barracks) اُردُن، دِمشق اور بیت المقدس میں بھی موجود ہیں۔(۷۳)

(۳) مُلّا علی قاری (ت ۱۰۱۴ھ/ ۱۶۰۶ء) فرماتے ہیں کہ "سیّد نا عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے جامع مسجدِ دِمشق کے (مشرقی) مینار پر نازل ہوں گے، پھر بیت المقدس تشریف لائیں گے۔(۷۴)

مزید فرماتے ہیں کہ "سُنن ابن ماجہ" کی روایت (۷۵) کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نُزول بیت المقدس میں ہوگا اور میرے نزدیک یہی زیادہ راجح ہے۔ نیز فی الحال بیت المقدس میں اگرچہ ایسا کوئی مینار نہیں، مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نُزول سے پہلے اس کی تعمیر ضرور ہوگی۔(۷۶)

(۴) علّامہ عبد الرؤوف مُناوی (ت ۱۰۳۱ھ/ ۱۶۲۲ء) فرماتے ہیں کہ "سیّد نا عیسیٰ علیہ السلام کا نُزول دِمشق کے سفید مشرقی منارہ پر نمازِ فجر کے وقت ہوگا۔(۷۷)

(۵) صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی فرماتے ہیں کہ "حضرت مسیح آسمان سے جامع مسجد دِمشق کے شَرقی منارہ پر نُزول فرمائیں گے۔" (۷۸)

(۶) صدر الافاضل سیّد نعیم الدین مراد آبادی نُزولِ مکانِ عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق فرماتے ہیں کہ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام دِمشق کی جامع مسجد کے شَرقی منارہ پر شریعتِ محمدیہ کے حاکم اور امام عادل اور مجدّدِ مِلّت ہو کر نُزول فرمائیں گے۔" (۷۹)

دَجّال کا خاتمہ

نُزول کے بعد جیسے ہی دَجّال کی نظر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر پڑے گی وہ پگھلنے لگے گا، حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا:

"ذَابَ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ۔(۸۰) دجّال اس طرح پگھلے گا جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے۔"

دجّال اپنے آپ کو بچانے کے لیے سیّد نا عیسیٰ علیہ السلام سے دُور بھاگنے کی کوشش کرے گا، حضرت عیسیٰ اس کا تعاقب

فرمائیں گے، یہاں تک کہ بیت المقدس سے 50 کلومیٹر اور تل ابیب (Tel Aviv) سے صرف 15 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع "لُد" (Lod) نام کی ایک بستی کے دروازے پر پہنچ کر اس پر قابو پائیں گے اور وہیں نیزے کے وار سے اُسے ہلاک کر دیں گے اور اس کام میں حضرت امام مہدی بھی اُن کے مددگار رہوں گے۔(۸۱)

اس بارے میں حضرت نوّاس بن سمعان کلابی سے روایت ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

"فَيَطلُبُهُ حَتَّى يُدرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقتُلُهُ۔(۸۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجّال کا پیچھا کریں گے، یہاں تک کہ اسے بابِ "لُد" میں پائیں گے تو وہیں اسے قتل کر دیں گے۔"

امام مہدی پر اس اُمت کا اختتام

امام مہدی کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبیٔ کریم ﷺ سے اس اُمت کا آغاز فرمایا لیکن اسے اختتام امام مہدی پر فرمائے گا۔ سیّدنا علی المرتضیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! کیا مہدی ہم (آلِ محمد) میں سے ہوں گے یا کسی اور سے؟ سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا:

"بل مِنَّا، بِنَا يَختِمُ اللّٰهُ كما بِنَا فتحَ، وبِنَا يُستَنقَذُونَ من الشِّركِ، وبِنَا يُؤَلِّفُ اللّٰهُ بَينَ قُلُوبِهِم بَعدَ عَدَاوَةٍ بَيِّنَةٍ، كما بنا أَلَّفَ بين قُلُوبِهِم بَعدَ عَدَاوَةِ الشِّركِ۔(۸۳) نہیں بلکہ وہ ہم میں سے ہی ہوں گے، اللہ تعالیٰ اُن پر دین اس طرح ختم فرمائے گا جس طرح ہم سے آغاز فرمایا، اور ہمارے ذریعے ہی لوگوں کو (فتنہ و) شرک سے بچایا جائے گا اور اللہ ہمارے ذریعے ہی عداوت و دشمنی کے بعد اُن کے دِلوں میں محبت و اُلفت پیدا فرمائے گا، جس طرح ہمارے ہی ذریعے اُن کے دِلوں میں اُلفت پیدا کی ہے شرک کی عداوت کے بعد۔"

ظُہورِ امام مہدی کی چند علامات

کتبِ حدیث میں ظُہورِ امام مہدی کی متعدد علامات مذکور ہیں، ان میں سے بعض حسبِ ذیل ہیں:

نفسِ زکیہ کی شہادت اور امام مہدی کا ظُہور

(۱) ظُہورِ امام مہدی کی ایک علامت خاندانِ اہلِ بیت کے ایک فرد "نفسِ زکیہ" کی شہادت بھی ہے، جنہیں آپ کے باقاعدہ ظُہور سے چند روز قبل شہید کیا جائے گا۔ حضرت مجاہد کسی صحابی سے روایت کرتے ہیں، سرورِ دو جہاں ﷺ نے فرمایا:

"أَنَّ المَهدِيَّ لا يَخرُجُ حَتَّى تُقتَلَ النَّفسُ الزَّكِيَّةُ، فإذا قُتِلَتِ النَّفسُ الزَّكِيَّةُ غَضِبَ عَلَيهِم مَن فِي السَّمَاءِ وَمَن فِي الأَرضِ، فَأَتَى النَّاسَ المَهدِيَّ، فَزَفُّوهُ كَمَا تُزَفُّ العَرُوسُ إِلَى زَوجِهَا لَيلَةَ عُرسِهَا۔(۸۴) مہدی کا ظُہور اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک "نفسِ زکیہ" (۸۵) کو شہید نہ کر دیا جائے، جب نفسِ زکیہ کو شہید کیا جائے گا (۸۶) تب ان قاتلوں پر زمین و آسمان سے غضب برپا ہوگا! پھر لوگ مہدی کے پاس آئیں گے اور اُسے حکومت اس طرح سونپیں گے جیسے ایک دلہن کو شبِ عروسی میں اس کے شوہر کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔"

سورج کے ساتھ کسی نشانی کا طُلوع ہونا

(۲) سورج کے ساتھ کسی نشانی کا طُلوع بھی، ظُہورِ امام مہدی کی علامات میں سے ایک ہے۔ حضرت علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مُرسلاً روایت ہے، فرماتے ہیں کہ:

"لَا يَخرُجُ المَهدِيُّ حَتَّى تَطلُعَ مَعَ الشَّمسِ آيَةٌ۔(۸۷) امام مہدی اس وقت ظاہر نہیں ہوں گے، جب تک سورج کے ساتھ ایک اور نشانی طُلوع نہ ہو جائے۔"

مشرق کی جانب سے طُلوع ہونے والا دُم دار ستارہ

(۳) مشرق کی جانب سے طُلوع ہونے والا دُم دار ستارہ بھی ظُہورِ امام مہدی کی علامات میں سے ایک ہے۔ حضرت کعب نے فرمایا:

"يَطلُعُ نَجمٌ من المشرق قَبلَ خُرُوجِ المهدِيِّ، لَهُ ذِنَابٌ۔(۸۸) امام مہدی کے ظُہور سے پہلے مشرق کی جانب سے، ایک ستارہ طلوع ہوگا جس میں دُم ہوگی۔"

رمضان المبارک کے مہینے میں دو بار چاند گرہن

(٤) رمضان المبارک کے ایک مہینے میں دو بار چاند گرہن بھی ظہور امام مہدی کی علامات میں ہے، حضرت شریک نے فرمایا:

"بَلَغَنِي أَنَّهُ قَبلَ خُرُوجِ المهدي يَنكَسِفُ الْقَمَرُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ مَرَّتَينِ۔ (٨٩) مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ امام مہدی کے ظہور سے پہلے، رمضان کے ایک مہینے میں دو بار چاند گرہن ہوگا۔"

امام مہدی کے بارے میں امام محمد باقر کا فرمان

(١) سیّدنا امام ابوجعفر محمد باقر (ت ١١٤ھ/ ٧٣٢ء) سے کسی نے پوچھا کہ جب امام مہدی کا ظہور ہوگا، تو وہ کس کی سیرت پر چلیں گے؟ انہوں نے فرمایا:

"یهدم ماقبله كما صنع رسولُ الله، ویستأنف الإسلامَ جدیداً۔ (٩٠) گزشتہ (غیر شرعی) رسم و رواج کا خاتمہ فرمائیں گے، جس طرح رسول اللہ ﷺ نے زمانۂ جاہلیت کی رسموں کو ختم فرمایا اور اسلام کو از سرِ نو تازہ فرمائیں گے۔"

امام ابوالحسن محمد بن حسین آبری سجستانی

(٢) امام ابوالحسین محمد بن حسین بن ابراہیم آبری سجستانی (ت ٣٦٣ھ/ ٩٧٤ء) فرماتے ہیں کہ "سیّدنا امام مہدی کے بارے میں نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کردہ احادیث حدِ تواتر کی حد کو پہنچی ہوئی ہیں، کہ وہ اہلِ بیت سے ہوں گے، (کم از کم) سات سال حکومت کریں گے اور زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔" (٩١)

علّامہ علی بن عبد اللہ سمہودی

(٣) علّامہ علی بن عبد اللہ سمہودی (ت ٩١١ھ/ ١٥٠٦ء) نے فرمایا کہ "احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مہدی اولادِ فاطمہ سے ہوں گے۔" (٩٢)

علّامہ عبد الرؤوف مُناوی

(٤) علّامہ عبد الرؤوف مُناوی فرماتے ہیں کہ "امام مہدی انسانِ کامل ہوں گے، صفاتِ رذیلہ سے پاک اور اوصافِ حمیدہ سے متصف ہوں گے، اجتہاد و اِفتاء کے مقام پر فائز ہوں گے، البتہ آپ نبی نہیں ہوں گے۔" (٩٣)

علّامہ شمس الدین سفارینی

(٥) علّامہ شمس الدین محمد بن احمد بن سالم سفارینی (ت ١١٨٨ھ/ ١٧٧٤ء) تحریر فرماتے ہیں کہ "سیّدنا امام مہدی کے ظہور و آمد پر ایمان رکھنا، اہلِ سنّت و جماعت کے جملہ عقائد میں سے ایک ہے۔" (٩٤)

خلاصۂ کلام

موجودہ زمانے میں اہلِ اسلام کو نت نئے چیلنجز (Challenges) اور فتنہ وفساد کا سامنا ہے! سوشل میڈیا (Social Media) وغیرہ پر کیا جانے والا یہ پروپیگنڈہ (Propaganda) بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے کہ "کتبِ حدیث میں امام مہدی سے متعلق جس قدر احادیث وارد ہوئی ہیں، وہ سب مجروح و مخدوش ہیں، ان میں سے ایک بھی حدیث صحیح نہیں۔" لہٰذا ان باتوں کے پیشِ نظر زیرِ نظر مضمون میں سیّدنا امام مہدی سے متعلق متعدد صحیح، حسن اور فضائل کے باب میں بعض ضعیف احادیث وغیرہ بیان کردی گئی ہیں؛ تاکہ اُمتِ مسلمہ کے وہ نوجوان جو دین کی بنسبت سوشل میڈیا سے زیادہ قریب ہیں، وہ بدمذہبوں، گمراہ گروں اور منکرینِ حدیث کے اس بہکاوے (Instigation) اور پروپیگنڈہ میں نہ آئیں۔

نیز امام مہدی سے متعلق سوشل میڈیا (Social Media) پر موجود غیر مستند مواد سے بھی پرہیز اور گریز کریں، اس پر بالکل دھیان نہ دیں اور صرف علمائے حق کی مستند کتابوں اور مضامین سے رہنمائی حاصل کریں اور جو بات سمجھ میں نہ آئے اس بارے میں علمائے اہلِ سنّت سے رجوع فرمائیں! وصلّی اللہ تعالی علی خیر خلقِه ونورِ عرشِه، سیّدنا ونبیّنا و حبیبنا وقرّة أعیُننا محمّدٍ، وعلی آله وصحبه أجمعین وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمین۔

حوالہ جات اور حواشی: (١) یہ دھواں اس قدر زیادہ ہوگا کہ اس کے سبب زمین سے آسمان تک اندھیرا چھا جائے گا، اللہ رب العالمین نے قرآنِ پاک میں اس دھوئیں کا ذکر فرمایا: فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ۝١٠ يَّغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ [پ25، الدخان:11-10] تو تم اس دن کے منتظر رہو جب آسمان ایک ظاہر دھواں لائے گا! لوگوں کو ڈھانپ

لے گا، یہ ہے دردناک عذاب۔" صدر الافاضل علّامہ سیّد نعیم الدین مُرادآبادی (ت ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء) فرماتے ہیں کہ "اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے، کہ دھوئیں سے مراد وہ دھواں ہے جو علاماتِ قیامت میں سے ہے، جو قریبِ قیامت ظاہر ہوگا، مشرق ومغرب اس سے بھر جائیں گے، چالیس روز وشب رہے گا، مؤمن کی حالت تو اس سے ایسی ہو جائے گی جیسے زُکام ہو جائے، اور کافر مدہوش ہوں گے، ان کے نتھنوں، کانوں اور بدن کے سوراخوں سے دُھواں نکلتا ہوگا۔" (تفسیر خزائن العرفان، پ25، الدُخان، زیرِ آیت:10، 889) (۲) دَجّال کے موضوع پر ہمارا تفصیلی مضمون "دَجّال اور قُربِ قیامت" ملاحظہ فرمائیں۔ یہ مضمون "تحسین خطابت ۲۰۲۰ء" کی جلد اوّل میں شائع ہو چکا ہے اور اس کے علاوہ انٹرنیٹ (Internet) پر بھی مفت ڈاؤنلوڈنگ (Free Downloading) کے لیے دستیاب ہے۔ (۳) یہ عجیب وغریب شکل کا جانور جو کوہِ صفا سے برآمد ہو کر تمام شہروں میں بہت جلد پھرے گا، فصاحت کے ساتھ کلام کرے گا، ہر شخص کی پیشانی پر ایک نشان لگائے گا، ایمانداروں کی پیشانی پر عصائے موسیٰ سے نورانی خط کھینچے گا اور کافر کی پیشانی پر حضرت سلیمان کی انگشتری سے سیاہ مُہر لگائے گا۔" (تفسیر خزائن العرفان، پ 20، النمل، زیرِ آیت:82، 694) (۴) انظر: "صحیح مسلم" کتاب الفِتن وأشراط الساعۃ، باب الآیات التی تکون قبل الساعۃ، ر:2901، الجزء 8، ص.179 و"مُستدرَک الحاکم" کتاب الفِتن والملاحم، ر: ۸۴۳۲، ۸/ ۲۹۹۶. (۵) انظر: "لمعات التنقیح" کتاب الفِتن، باب العلامات بین یدَی الساعۃ وذکر الدجّال، الفصل 1، وأشراط الساعۃ، تحت ر:5464، 8/681. (۶) "بیداء" کا لُغوی معنیٰ ہموار زمین (یعنی چٹیل میدان) ہے، لیکن آئندہ سُطور میں بیان کی گئی "حدیثِ خَسف" میں "بیداء" سے مراد ایک خاص مقام ہے جو مکہ ومدینہ کے درمیان واقع ہے۔ اس جگہ کی وجہِ شہرت یہ ہے کہ سیّدنا امام مہدی کے خلاف بغاوَت کرنے والے ایک لشکر کو، اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی طرف سے اس مقام پر زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ واضح رہے کہ یہاں "بیداء" سے وہ چٹیل میدان مراد نہیں جو "ذو الحلیفہ" کے سامنے مدینہ منوّرہ میں ہے۔ ("مرقاۃ المفاتیح" کتاب الفِتن، باب أشراط الساعۃ، الفصل 2، تحت ر: ۵۴۵۶، 9/353، ملخصاً) (۷) انظر: "کتاب الفِتن" لنعَیم بن حمّاد، صفۃ السُفیانی واسمہ ونسبہ، ر:۸۰۸، ۱/ ۲۷۹. (۸) "سُنن الترمذی" أبواب الفِتن، باب ماجاء فی المہدیّ، ر:2380، 4/287. وقال الترمذی: وفی الباب عن علی وأبی سعید وأمّ سلمۃ وأبی ہریرۃ. "ہذا حدیثٌ حسنٌ صحیح" (۹) "مرآۃ المناجیح" قیامت کی علامتوں کا بیان، فصلِ ثانی، زیرِ حدیث:5452، 7/198 (۱۰) "سُنن أبی داود" أول کتاب المہدی، باب فی ذکر المہدی، ر: ۴۲۸۳، ۵/ ۳۸. و"التیسیر بشرح الجامع الصغیر" للمُناوِی، حرف المیم، ر: 9241، 6/342. وقال المناوی: "وإسنادہ حسنٌ" (۱۱) "مرآۃ المناجیح" قیامت کی علامتوں کا بیان، فصلِ ثانی، زیرِ حدیث:5452، 7/198۔ (۱۲) "المعجم الصغیر" باب الألف، من اسمہ: أحمد، الجزء ۱، ص.37 و"مجمع الزوائد" کتاب المناقب، باب فی فضل أہل البیت، ر: ۱۴۹۶۸، ۹/ 186. وقال الہیثمی: "رواہ الطبَرانی فی "الصغیر" وفیہ قیس بن الربیع، وہو ضعیف وقد وثّق، وبقیۃ رجالہ ثِقات" (۱۳) "مصنَّف ابن أبی شَیبۃ" کتاب الفتن، باب ماذکر من فتنۃ الدجال، ر:38797، 21/289. و"تاریخ الإسلام" للذَہبی، حرف العین، ۹/ ۴۶۷. قال الذہبی: "فہٰذا إسنادُہ صالح" (۱۴) یعنی ابو العباس عبد اللہ سَفّاح بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب۔ یہ خلافتِ عباسیہ کے پہلے خلیفہ تھے اور انہوں نے ہی عباسی خلافت کی بنیاد رکھی۔ ("تاریخ بغداد" باب العین، من اسمہ: عبد اللہ وابتداء اسم أبیہ، حرف المیم، تحت ر:-5177 عبد اللہ أمیر المؤمنین السفّاح ...إلخ، 10/127، ملخّصاً) (۱۵) یعنی ابو جعفر منصور بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب۔ یہ خلیفہ ابو العباس سَفّاح کے بھائی، اور خلافتِ عباسیہ کے دوسرے خلیفہ تھے۔ ("تاریخ بغداد" باب العین، حرف المیم من آباء العبادلۃ، ذکر من اسمہ: عبد اللہ واسم أبیہ، تحت ر:-5179 عبد اللہ أمیر المؤمنین المنصور بن محمد ...إلخ، 10/65، ملخصاً. (دار الکتب العلمیۃ، 1425ھ، بیروت:1425ھ، ط2) (۱۶) قال علی بن سلطان القاری: "الظاہر أنّ المرادَ بہ أبو إسحاق السبیعی الہمدانی الکُوفی. قال المؤلِّف: رأی علیّاً وابنَ عباس وغیرہما من الصحابۃ، وسمع البراء بن عازِب وزید بن أرقم، وروی عنہ الأعمشُ وشعبۃُ والثوری، وہو تابعیٌ مشہورٌ کثیرُ الروایۃ. وُلد لسنتَین من خلافۃ عثمان، ومات سنۃ 129ھ (قال: قال علی) أی: موقوفاً". ("مرقاۃ المفاتیح" کتاب الفِتن، باب أشراط الساعۃ، الفصل 3، تحت ر:۵۴۶۲، 9/363) (۱۷) "سُنن أبی داود" أوّل کتاب المہدی، باب فی ذکر المہدی، ر:۴۲89، 5/41. و"مرقاۃ المفاتیح" کتاب الفِتن، باب أشراط الساعۃ، الفصل 3، ر: ۵۴۶۲، 9/363. وقال علی بن سلطان القاری: "فہذا الحدیث دلیلٌ صریحٌ علی ما قدّمناہ من أنّ المہدی من أولاد الحسن، ویکون لہ انتسابٌ من جہۃ الأم فی الحسین جمعاً بین الأدِلّۃ. وبہ یبطل قولُ الشیعۃ: إنّ المہدی ہو محمد بن الحسن العسکری القائم المنتظر، فإنّہ حسینیٌ بالاتفاق. لایقال: لعلّ علیّاً أراد بہ غیرَ المہدی؛ فإنّا نقول: یُبطِلہ قصۃ: یملأ الأرضَ عدلاً؛ إذ لایعرف فی السادات الحسَینیۃ ولا الحسنیۃ مَن ملأ الأرضَ عدلاً إلّا ماثبت فی حقّ المہدی الموعود". و"جمع الفوائد من جامع الأصول ومجمع الزوائد" لابن الفاسی، کتاب الملاحم وأشراط الساعۃِ، ر: ۹۹۱۶، ۴/ ۱۸۵. وقال محمد بن محمد بن سلیمان بن الفاسی: "وإن لم أذکر شیئاً بعد عزو حدیث عن "الجامع" فذلک الحدیث مقبول: حسنٌ أو صحیحٌ برجال الصحیح أو غیرہم". (۱۸) "القول المختصر فی علامات المہدی المنتظر" الباب ۱، ص۲۷، ملخصاً. (۱۹) انظر: "سُنن أبی داود" أوّل کتاب المہدی، باب فی ذکر المہدی، ر:۴۲۸4، 5/38. و"مُستدرَک الحاکم" کتاب الفِتن والملاحم، ر: ۸۶۷۰، 8/3099. وقال الحاکم: "ہذا حدیثٌ صحیحٌ علی شرط مسلم ولم یخرجاہ". وقال الذَہبی: "عمران ضعیفٌ ولم یخرج لہ مسلمٌ". (۲۰) "الکامل فی ضعفاء الرجال" لابن عدی، من ابتداء أسامیہم سین، من اسمہ سوید، تحت ر:-846 سوَید بن إبراہیم أبو حاتم صاحب الطعام بصری، ۴/ ۴۸۹. و"ذخیرۃ الحفّاظ" لابن القیسرانی، باب اللام، ر:۴۶۴۵، ۴/ ۲۰۱۸. وقال القیسرانی: "رواہ سوَید بن حاتم: عن محمد بن عَمرو، عن أبی سلَمۃ بن عبد الرحمن، عن أبیہ. وسوَید ضعیف". (۲۱) یہاں رومیوں سے مراد مغربی ممالک مثلاً انگلینڈ (England)، اسپین (Spain)، اٹلی (Italy)، اور فرانس (France) وغیرہ مراد ہیں۔ (دیکھیے: "وکی پیڈیا" آزاد دائرۃ المعارف) (۲۲) "صحیح مسلم" کتاب الفِتن وأشراط الساعۃ، باب لاتقوم الساعۃُ حتی یمر الرجل بقبر الرجل ...إلخ، ر:2913، الجزء 8، ص.185 (۲۳)

"کتاب الفِتن" سیرۃ المہدی وعدلہ وخصب زمانہ، ر:۱۰۲۸، ۱/۳۵۶.(۲۴) "کتاب الفِتن" سیرۃ المہدی وعدلہ وخصب زمانہ، ر:۱۰۲٤، ۱/۳۵۵. و"عقد الدُرَر فی آخبار المنتظر" لیوسف بن یحیی الشافعی، الباب 3، ص ۲. 102(۲۵) "سُنن الترمذی" آبواب الفِتن، باب، ر:2382، .4/288 وقال الترمذی: "ہذا حدیثٌ حسنٌ، وقدرُوی من غیر وجہ عن آبی سعید عن النبیّ □ وآبو الصدیق الناجی اسمہ: بکر بن عَمر و، ویقال: بکر بن قیس". (۲۶) "کتاب الفِتن" نسبۃ المہدی، ر: ۱۰۸۲، ۱/۳٦۸، .369 و"الضعفاء الکبیر" للعُقَیلی، باب الزای، تحت ر: ۵۲۲ — زیاد بن بیان الرَّقّی عن علی بن نفیل، ۲/.76 وقال العُقَیلی: "ورواہ معمر، عن قَتادۃ ہکذا من قول سعید بن المسیّب، وروایتہما آولی. وفی المہدی آحادیث صالحۃ الآسانید آنّ النبیَّ □ قال: »یخرج منّی رجل ویقال: من آہل بیتی، یواطئ اسمُہ اسمی، واسمُ آبیہ اسمَ آبی.« فآمّا من ولد فاطمۃ ففی إسنادہ نظرٌ، کما قال البخاری والصحیح قولُ سعید بن المسیَّب. وآمّا مُسنَدٌ فلا". (۲۷) "المعجم" لابن المُقری، باب الیاء، ر:۹۰، ص ۵۸. و"الکامل" من ابتداء آسامیہم عین، من اسمہ عبد الوہاب، تحت ر: ۱٤۳۵ — عبد الوہاب بن الضحّاک الحمصی، ٦/۵۱٦. و"ذخیرۃ الحفّاظ" باب الیاء، ر:٦۵۰۵، ۵/۲۷۸۰، ۲۷۸۱. وقال ابن القیسرانی: "رواہ عبد الوہّاب بن الضحّاک الحمصی عن إسماعیل بن عیّاش، عن صفوان بن عَمر و، عن عبد الرحمن بن جبیر بن نفیر، عن کثیر بن مرّۃ، عن عبد اللہ بن عَمر و بن العاص. وعبد الوہاب ضعیف". (۲۸) "سُنن آبی داود" آوّل کتاب المہدی، باب فی ذکر المہدی، ر:٤۲۸2، .5/38 و"مُسنَد البزّار" مُسنَد علی بن آبی طالب، آبو الطفیل عن علی، ر:٤۹۳، ۲/۱۳٤. وقال البزّار: "وہذا الحدیثُ لانعلمہ یروی عن علی بہذا اللفظ بإسنادٍ آحسن من ہذا الإسناد". و"البدایۃ والنہایۃ" لابن کثیر، کتاب الفِتن والمَلاحِم ...إلخ، فصل فی ذکر المہدی الذی یکون فی آخر الزمان، ۱۹/۵٦. (۲۹) "آی: حُکمیۃ، وہی الحکومۃ السلطانیۃ بالغلبۃ التسلیطیۃ". ("مرقاۃ المفاتیح" کتاب الفِتن، باب آشراط الساعۃ، الفصل 2، تحت ر: ۵٤۵٦، 9/352)(۳۰) "آی: من بیتہ". ("المرقاۃ" تحت ر: ۵٤۵٦، 9/352)(۳۱) "آی: جیش کلب باعثُہ ہونفس الکلبی". ("المرقاۃ" تحت ر: ۵٤۵٦، 9/355)(۳۲) "سُنن آبی داود" آوّل کتاب المہدی، ر: ٤۲۸5، 5/39، .40 و"المعجم الآوسط" للطَبَرانی، باب الآلف، من اسمہ: آحمد، ر: ۱۱۵۳، .1/321 و"مجمع الزوائد" کتاب الفِتن، باب ما جاء فی المہدی، ر: ۱۲۳۹۹، ۷/.433 وقال الہیثمی: "رواہ الطَبَرانی فی "الآوسط" ورجالہ رجال الصحیح". (۳۳) "آی: الرکن الآسعد، وہو الحجر الآسود". ("مرقاۃ المفاتیح" کتاب الفِتن، باب آشراط الساعۃ، الفصل 2، تحت ر: ۵٤۵٦، ۸/252)(۳٤) سفیانی کے خُروج کی ابتداء ملکِ شام کے مغربی حصے کی ایک بستی سے ہوگی، جس کا نام "اَندرا" ہے۔ ابتداء اس کے ساتھ صرف سات آدمی ہوں گے۔ ("کتاب الفِتن" صفۃ السفیانی واسمہ ونسبہ، ر: ۸۰۲، ۱/۲۷۸) یہ جگہ کہاں واقع ہے؟ اس کی تفصیل ہمیں کسی معتبر کتاب میں نظر نہیں آئی، ہاں ایک قدیم مقام "اَندرینا" (Androna) ملکِ شام (Syria) کے شہر "حلَب" (Aleppo) کے قریب واقع ہے، جس کا ذکر علّامہ حَموی نے "معجم البلدان" (باب الہمزۃ والنون وما یلیہما، آنْدَرِینُ، الجزء 1، ص 208) میں کیا ہے، اور اس کے آثار آج بھی پائے جاتے ہیں، البتہ قطعی طَور پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ وہی جگہ ہے۔ (۳۵) یہاں یزید بن ابی سفیان سے مراد حضرت امیر مُعاویہ کے بھائی اور صحابیٔ رسول حضرت یزید بن ابی سفیان مراد ہیں۔ انہوں نے فتحِ مکہ کے روز اسلام قبول کیا، اور امیر المؤمنین سیّدنا عمر فاروق کے دَورِ خلافت میں وفات پائی۔ ("آسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ" لابن آثیر الجزری، 5557- یزید بن آبی سفیان، ۵/٤۵٦، ملخّصاً) (۳٦) ملکِ شام میں اُردُن (Jordan) کی سرحد کے قریب یہ وادی آج بھی "وادیٔ یابس" کے نام سے معروف ہے، اور یہ اُردُن کے شہر "کریمہ" (Kuraymah) سے تقریباً تین کلومیٹر کی مسافت پر واقع ہے، نیز اسی مقام پر گوگل میپ (Google Map) پر "مکان خُروج السُفیانی" کے الفاظ سے سفیانی کے مقامِ خُروج کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔ (۳۷) انظر: "کتاب الفِتن" صفۃ السُفیانی واسمہ ونسبہ، ر:۸۱۲، ۱/۲۷۹، .280(۳۸) المرجع نفسہ، ر: ۸۰۷، ص .278(۳۹) المرجع السابق، ر: ۸۱۱، ص .279(٤۰) المرجع السابق، دخول السفیانی وآصحابہ الکوفۃ، ر: ۸۹۳، ۱/۳۰۸. (٤۱) "مُستدرَک الحاکم" کتاب الفِتن والملاحِم، آمّا حدیث آبی عوانۃ، ر:۸۵۸٦، .8/3059 وقال الحاکم: "ہذا حدیثٌ صحیحُ الإسناد علی شرط الشیخَین، ولم یخرجَاہ". وقال الذَہبی: "علی شرط البخاری ومسلم". (٤۲) "سُنن آبی داود" آوّل کتاب المہدی، ر:٤۲۸5، 5/39، .40 و"المعجم الآوسط" باب الآلف، من اسمہ: آحمد، ر: ۱۱۵۳، .1/321 و"مجمع الزوائد" کتاب الفِتن، باب ما جاء فی المہدی، ر: ۱۲۳۹۹، ۷/.433(٤۳) انظر: "کتاب الفِتن" دُخول السفیانی وآصحابہ الکُوفۃ، ر:۱۰۰۲، ۱/۳٤۷، ملخصاً. (٤٤) المرجع نفسہ، ر: ۱۰۰۳، ۱/۳٤۸، ملخصاً. (٤۵) "مُستدرَک الحاکم" کتاب الفِتن والملاحم، وآمّا حدیث عقَیل بن خالد، ر:۸٦۵۹، .8/3095 وقال الحاکم: "ہذا حدیثٌ صحیحٌ علی شرط الشیخَین، ولم یخرجاہ". وقال الذہبی: "علی شرط البخاری ومسلم". (٤٦) "بہارِ شریعت" حصہ 1، مَعاد وحشر کا بیان، 1/124۔(٤۷) انظر: "مرقاۃ المفاتیح" کتاب الفِتن، باب آشراط الساعۃ، الفصل 2، تحت ر: ۵٤۵۳، 9/351، ملخصّاً. و"إنجاح الحاجۃ شرح سنن ابن ماجہ" لمحمد عبد الغنی المجدّدی، کتاب الفِتن، باب المَلاحِم، تحت ر: ٤۰۸۵، ص ۳۰۰، ملخصاً. (٤۸) انظر: "مصنَّف ابن آبی شَیبۃ" کتاب الفِتن، ما ذکر فی فتنۃ الدجّال، ر:38799، .21/191 و"مُسنَد الإمام آحمد" مُسنَد علی بن آبی طالب، ر:٦55، 1/196، .197 و"سُنن ابن ماجہ" کتاب الفِتن، باب خروج المہدی، ر:4245، ۲/.1102 قال شِہاب الدین آحمد بن آبی بکر ابن قایماز البُوصیری الشافعی: "ہذا إسنادٌ فیہ مقال، إبراہیم بن محمد وثّقہ العجلی، وذکرہ ابنُ حِبّان فی "الثِقات". وقال البخاری فی "التاریخ": فی إسنادہ نظر. ویاسین العجلی، قال البخاری: فیہ نظر. قال: ولا آعلم لہ حدیثاً غیر ہذا. وقال ابنُ مَعین وآبوزرعۃ: لابآس بہ، وآبو داود الحَفَری اسمہ: عمر بن سعد، احتج بہ مسلم فی "صحیحہ" وباقی رجال الإسناد ثِقات". ("مصباح الزجاجۃ فی زوائد ابن ماجہ" للسُیوطی، کتاب الفِتن، باب خُروج المہدی، تحت ر: ۳٤٤۱، ٤/۲۰٤) و"البدایۃ والنہایۃ" کتاب الفِتن والملاحم ...إلخ، فصل فی ذکر المہدی الذی یکون فی آخر الزمان، ۱۹/۵٦. وقال ابن کثیر: "ورواہ ابنُ ماجہ، عن عثمان بن آبی شَیبۃ، عن آبی داود الحَفَری، عن یاسین العِجْلی، ولیس ہذا یاسین بن مُعاذ الزَیّات، الزَیّاتُ ضعیف، والعِجْلی آوثَق منہ". (٤۹) "مُستدرَک الحاکم" کتاب

الفِتن والملاحِم، وأمّا حديث عقيل بن خالد، ر: ۸۶۷۳، .8/3100 وقال الحاكم: "ہذا حديثٌ صحيح الإسناد ولم يخرجاه". وقال الذہبی: "صحيح". (۵۰) المرجع نفسہ، وأمّا حديث عمران بن حصين، ر: ۸۴۳۸، 8/2998، .2999 وقال الحاكم: "ہذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه". وقال الذہبی: "سندُہ مظلم". (۵۱) "مُسند الإمام أحمد" مسند أبي سعيد الخدري، ر:11488، .5/2365 و"مُستدرَک الحاكم" كتاب الفِتن والملاحم، وأمّا حديث عقيل بن خالد، ر:۸۶۶۹، .8/3099 وقال الحاكم: "ہذا حديثٌ صحيحٌ على شرط الشيخَين ولم يخرجاه، والحديث المفسّر بذلک الطريق وطرق حديث عاصم عن زر عن عبد الله، كلّها صحيحة على ما أصلته في ہذا الكتاب بالاحتجاج بأخبار عاصم بن أبي النجود؛ إذ ہو إمام من أئمة المسلمين". وقال الذہبی: "على شرط البخاري ومسلم". ("مُستدرَک الحاكم" تحت ر: ۸۶۶۹، 4/600، دارالكتب العلمية، بيروت: 1411 ہ، ط1) (۵۲) "سُنن ابن ماجہ" كتاب الفِتن، باب خُروج المهدي، ر:4248، ۲/ .1103 قال ابن قايماز البُوصيري: "ہذا إسنادٌ ضعيفٌ لضعف عَمرو بن جابر وابن لَہيعة". ("مصباح الزجاجة" كتاب الفِتن، باب خُروج المهدي، تحت ر: ۵۴۴۱، ۴/۲۰۵) (۵۳) "مُستدرَک الحاكم" كتاب الفِتن والملاحم، ر: ۸۴۳۲، ۸/ ۲۹۹۶. وقال الحاكم: "ہذا حديثٌ صحيحٌ على شرط الشيخَين". وقال الذَہبی: "على شرط البخاري ومسلم". (۵۴) انظر: "البداية والنهاية" كتاب الفِتن والملاحم، فصل في ذكر المهدي الذي يكون في آخر الزمان، 19/62، ملخصاً. (۵۵) انظر: "الإشاعة لأشراط الساعة" الباب 3 في الأشراط العظام والأمارات القريبة التي تعقبها الساعةُ، المقام 3 في الفتن الواقعة قبل خروجه، ص۱۵۱، ملخصاً. (۵۶) "سُنن الترمذي" أبواب الفِتن، باب، ر:2422، .4/319 وقال الترمذي: "ہذا حديثٌ غريب". (۵۷) "كتاب الفِتن" سيرة المهدي وعدله وخصب زمانه، ر:۱۰۵۰، ۱/۳۶۰، .361 و"عقد الدُرر في أخبار المنتظر" الباب 7 في شرفه وعظيم منزلته، ص .221 و"الحاوي للفتاوي" للسُيوطي، كتاب الأدب والرقائق، العُرف الوردي في أخبار المهدي، ۲/ ۹۹. (۵۸) انظر: "مُستدرَک الحاكم" كتاب الفِتن والمَلاحم، أما حديث عقَيل بن خالد، ر: ۸۶۵۹، .8/3095 وقال الحاكم: "ہذا حديثٌ صحيحٌ على شرط الشيخَين ولم يخرجاه". وقال الذہبی: "على شرط البخاري ومسلم". (۵۹) انظر: "فتح الباري" كتاب المغازي، باب عِدة أصحاب بدر، تحت ر: ۳۹۵۷، ۷/ .335 و"عمدة القاري" باب عِدة أصحاب بدر، تحت ر: ۳۹۵۷، .12/16 (۶۰) "صحيح مسلم" كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب قصّة الجسّاسة، ر:2942، الجزء 8، ص .204 (۶۱) "المعجم الأوسط" باب الميم، من اسمہ: محمد، ر: ۵۴۰۶، 4/116، .117 وقال الطبَراني: "لم يرو ہذا الحديث عن ہشام بن حسّان، عن محمد بن سِيرين إلّا محمد بن مروان، تفرّد بہ أبو بريد. ورواه عبد القاہر بن شعيب بن الحبحاب، ويحيى بن مسلم الطائفي، عن ہشام بن حسّان، عن العلاء بن بشير، عن أبي الصديق الناجي، عن أبي سعيد الخدري". و"مجمع الزوائد" كتاب الفِتن، باب ما جاء في المهدي، ر:۱۲۴۱۱، ۷/ .436 وقال الہيثمي: "رواه الطبَراني في "الأوسط" ورِجاله ثِقات". (۶۲) "المعجم الكبير" للطبَراني، باب الصاد، سليمان بن حبيب المحاربي ...إلخ، ر: ۷۴۹۵، ۸/ ۱۰۲. قال الہيثمي: "رواه الطبَراني وفيہ عنبسة بن أبي صغيرة وہو ضعيف". ("مجمع الزوائد" كتاب الفِتن، باب ما جاء في الملاحم، تحت ر:۱۲۴۱۹، ۷/ ۴۳۸) (۶۳) "كتاب الفِتن" غزوة الهند، ر:۱۲۳۶، ۱/ ۴۰۹. (۶۴) "المعجم الأوسط" باب الميم، من اسمہ: محمد، ر: ۶۵۴۰، .5/47 و"مجمع الزوائد" كتاب المناقب، باب في فضل أہل البيت، ر: ۱۴۹۶۷، ۹/ .186 وقال الہيثمي: "رواه الطبَراني في "الكبير" و"الأوسط"، وفيہ الہيثم بن حبيب، قال أبو حاتم: منكَر الحديث، وہو متّہم بہذا الحديث". (۶۵) "سُنن الترمذي" أبواب الفِتن، باب ما جاء في علامات خُروج الدجّال، ر:2388، .4/292 وقال الترمذي: "وہذا حديثٌ حسن، لا نعرفه إلّا مِن ہذا الوجہ". (۶۶) ماوَراء النهر (Transoxiana) سے مراد وسطِ ایشیا (Central Asia) کا وہ علاقہ ہے جس میں موجودہ اُزبکستان (Uzbekistan)، تاجکستان (Tajikistan) اور جنوب مغربی قازقستان (Southwestern Kazakhstan) شامل ہے۔ (دیکھیے: "وکی پیڈیا" آزاد دائرۃ المعارف) (۶۷) یہاں رُوم سے مراد وہ نصرانی سلطنت ہے جس کا پایۂ تخت کسی دَور میں قسطنطینیہ (استنبول) تھا۔ (انظر: "معجم البلدان" باب القاف والسين وما يليهما، قُسْطَنْطِينِيّةُ، 4/347، ملخصاً) (۶۸) "صحيح مسلم" كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب ما يكون من فتوحات المسلمين قبل الدجال، ر:2900، الجزء 8، ص .178 (۶۹) انظر: "سُنن الترمذي" أبواب الفِتن، باب ما جاء في علامات خُروج الدَجّال، ر:2388، .4/292 وقال الترمذي: "وہذا حديثٌ حسن، لانعرفه إلّا مِن ہذا الوجہ". (۷۰) "مُسنَد الإمام أحمد" مُسْنَدُ جَابِرِ بن عبد الله، ر:15185، .7/3154 (۷۱) "سُنن ابن ماجہ" أبواب الفِتن، باب فتنة الدّجال وخروج عيسى بن مريم ...إلخ، ر: 4237، 2/1094، .1095 (۷۲) "صحيح مسلم" كتاب الإيمان، باب نُزول عيسى ابن مريم حاكماً بشريعة نبيّنا محمّد، ر:156، الجزء 1، ص .95 (۷۳) انظر: "مرقاة المفاتيح" كتاب الفِتن، باب نُزول عيسى □، الفصل 1، تحت ر:۵۵۰۷، .9/441 (۷۴) "صحيح البخاري" كتاب الأنبياء، باب نزول عيسى بن مريم، ر:۳۴۴۹، الجزء 4، ص .168 و"صحيح مسلم" كتاب الإيمان، باب نُزول عيسى ابن مريم حاكماً بشريعة نبيّنا محمّد، ر:155، الجزء 1، ص .94 (۷۵) انظر: "البداية والنهاية" كتاب الفِتن والمُلاحم ...إلخ، صفة المسيح عيسى ابن مريم رسول الله، ۱۹/ ۲۲۹، ملخصاً. (۷۶) المرجع نفسہ، ۱۹/ ۲۳۰، ملخصاً. (۷۷) "الفتاوى الحديثية" للہيتمي [مطلب في أي محل ينزل عيسى؟] ص .250 (۷۸) انظر: "مرقاة المفاتيح" كتاب الجہاد، الفصل 2، تحت ر:3819، .7/384 (۷۹) یہ ایک طویل حدیث ہے جس کا کچھ حصہ یوں ہے: »وَجُلّهُمْ بِبَيْتِ المَقْدِسِ، وَإِمَامهمْ رَجُل صَالِحٌ، فَبَيْنمَا إمَامهمْ قَدْ تَقَدّمَ يُصَلِّي بِهِمُ الصُبْحَ، إذْ نَزلَ عَلَيْهِمْ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ الصُّبْحَ، فَرَجَعَ ذَلِكَ الْإِمَامُ يَنْكُصُ يَمْشِي الْقَهْقَرَى، لِيَتَقَدّمَ عِيسَى يُصَلِّي بالنَّاسِ، فَيَضَعُ عِيسَى يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، ثُمَّ يَقُولُ لَهُ: تَقَدَّمْ فَصَلِّ، فَإِنَّهَا لَكَ أُقِيمَتْ، فَيُصَلِّي بِهِمْ إِمَامُهُمْ« ("سنن ابن ماجه" كتاب الفِتن، باب فتنة الدجال ...إلخ، ر:4237، 2/1094، 1095). "(اس روز) وہ (عربی مسلمان) بیت المقدس میں ہوں گے، ان کا امام ایک نیک آدمی (مہدی) ہوگا، وہ انہیں نماز پڑھانے کے لیے آگے (مصلّیٰ امامت کی طرف) بڑھے گا، کہ اچانک اسی صبح حضرت عیسیٰ علیہ السلام (زمین پر) نُزول فرمائیں گے، ان کا امام (مہدی) اُلٹے پاؤں پیچھے

ہٹے گا؛ تا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو نماز پڑھائیں، لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے کہ آپ ہی آگے بڑھ کر نماز پڑھائیں؛ کہ اِقامت آپ کے لیے کہی گئی ہے، لہٰذا ان کا امام (مہدی) انہیں نماز پڑھائے گا"۔(۸۰) انظر: "المرقاۃ" کتاب الفِتن، باب العلامات بین یدی الساعۃ وذکر الدجال، الفصل 1، تحت ر: ٥٤٧٥، 9/386، ملتقطاً. (۸۱) انظر: "فیض القدیر" حرف المیم، ر: ٨٢٦٢، ٦/١٧. (۸۲) "بہارِ شریعت" عقائد کا بیان، مَعاد وحشر کا بیان، حصہ 1، 1/122۔ (۸۳) "کتاب العقائد" قیامت کی نشانیاں، سوالات، 31۔ (۸۴) "صحیح مسلم" کتاب الفِتن واَشراط الساعۃ، باب فی فتح قسطنطینیۃ ...اِلخ، ر: 2897، الجزء 8، ص. 176. (۸۵) انظر: "اِنجاح الحاجۃ شرح ابن ماجہ" کتاب الفِتن، باب المَلاحِم، تحت ر: ٤٠٨٣، ص ٣٠٠، ملخصاً. (۸۶) "سُنن الترمذی" اَبواب الفتن، باب ما جاء فی فتنۃ الدجّال، ر: 2390، 4/295. 298. وقال الترمذی: "ہذا حدیثٌ حسنٌ صحیحٌ، لانعرفہ اِلّا مِن حدیث عبد الرحمن بن یزید بن جابر". (۸۷) "المعجم الاَوسط" باب الاَلف، مِن اسمہ: اَحمد، ر: ١٥٧، ١/59. و"مجمع الزوائد" کتاب الفِتن، باب ما جاء فی المہدی، ر: ١٢٤٠٩، ٧/435. وقال الہیثمی: "رواہ الطَبَرانی فی "الاَوسط" وفیہ عَمرو بن جابر الحَضرمی وہو کذّابٌ". (۸۸) انظر: "مُصنَّف ابن اَبی شَیبۃ" کتاب الفِتن، ما ذکر فی فتنۃ الدجّال، ر: 38808، 21/294. (۸۹) ایک "نفسِ زکیہ" امام محمد بن عبد اللہ محض بن حسن مثنیٰ بن حسن مجتبیٰ بن علی المرتضی بن ابی طالب (ت ١٤٥ھ/ ٧٦٣ء) تھے، جو عباسی خلیفہ منصور (ت ١٤٨ھ/ ٧٧٥ء) کے دَور میں شہید ہوئے۔ لیکن یہاں اس حدیث میں مشہور "نفسِ زکیہ" سے مراد وہ نہیں، بلکہ اس نام کے ایک اَور بزرگ ہیں جو امام مہدی کے زمانۂ ظہور سے کچھ پہلے ہوں گے۔ (۹۰) قال یوسف بن یحیی ابن عبد العزیز المقدسی الشافعی: "وآخر الفتن والعلامات: قتلُ النَّفس الزَکیّۃ، فعند ذلک یخرجُ الاِمام المہدی". ("عقد الدُرر فی آخبار المنتظر" الباب ٤، ص ١٧٩، ١٨٠) (۹۱) "جامع معمر بن راشد" باب المہدی، ر: ٢٠٧٧٥، ١١/٣٧٣. و"کتاب الفِتن" باب آخر من علامات المہدی فی خروجہ، ر: ١٠٩٥١، ١/٣٣٢. (۹۲) "کتاب الفِتن" ما یذکر من علامات من السماء فیہا فی انقطاع ملک بنی العباس، ر: ٦٤٢، ١/٢٢٩. و"الحاوی للفتاوی" کتاب الآدب والرقائق، العرف الوردی فی آخبار المہدی، ٢/٩٩. (۹۳) "الحاوی للفتاوی" کتاب الآدب والرقائق، العرف الوردی فی آخبار المہدی، ٢/٩٩. (۹۴) "عقد الدُرر فی آخبار المنتظر" الباب ٩، الفصل ٣، ص ٢٨٧. (۹۵) انظر: "تہذیب التہذیب" للعَسقلانی، حرف المیم، محمد مع الخاء فی الآباء، تحت ر: 6065- محمد بن خالد الجندی ...اِلخ، 7/135، ملخصاً. (۹۶) انظر: "فیض القدیر" حرف المیم، فصل فی المحلی ب آل من ہذا الحرف، تحت ر: 9245، ٦/٢٧٩، ملخصاً. (۹۷) المرجع نفسہ، حرف الہمزۃ، تحت ر: ٦٤٨، ١/٣٦٣. (۹۸) انظر: "لوامع الآنوار البہیۃ" الباب 4، فصل فی آشراط الساعۃ وعلاماتہا ...اِلخ، الخامسۃ فی مولد المہدی ...اِلخ، ٢/٨٤، ملخّصاً.

□□□

ص ۲۷ کا بقیہ.........

"اِنَّ الۡمُلُوۡکَ اِذَا دَخَلُوۡا قَرۡیَۃً اَفۡسَدُوۡہَا وَ جَعَلُوۡۤا اَعِزَّۃَ اَہۡلِہَاۤ اَذِلَّۃً ۚ وَ کَذٰلِکَ یَفۡعَلُوۡنَ۔ جب بادشاہ کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے برباد کر دیتے ہیں اور وہاں کے اہل عزت کو ذلیل کر دیتے ہیں اور یہ ایسا ہی کرتے ہیں۔" [النمل: ۳۴]

دنیا کے فاتحین کا امتیازی نشان اہل عزت کو ذلیل کرنا ہوتا ہے تا کہ ان کی طاقت کا خوف بیٹھے۔ مگر نبوی فتح کا طرۂ امتیاز یہ تھا کہ وہ ضعیف اور کمزور کو عزت بخشتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاتح ہونے کے باوجود حضرت ابو قحافہ کو گھر پر چھوڑنے کی بات کر کے یہ ثابت کیا کہ اسلامی حکمرانی اور فتح کا مقصد تباہی پھیلانا یا ظلم کرنا نہیں، بلکہ کمزوروں کا اکرام اور انسانیت کی قدر و قیمت کو بلند کرنا ہے۔

سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مختصر مطالعہ، جس کا آغاز قرآن کے تخت تقدیس سے ہوا، اور جس کا اختتام فاتح مکہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عاجزی پر ہوتا ہے، ہمیں اس ناقابل تردید شرعی حقیقت سے آگاہ کرتا ہے کہ ضعیف بزرگوں کا اکرام محض ایک اخلاقی خوبی نہیں، بلکہ ایمانی فریضہ ہے، یہ دراصل رکنیت امت کا معیار ہے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کا احترام نہ کرنے والے کے لیے "وہ ہم میں سے نہیں" کی سخت وعید سنائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی واضح فرمایا کہ بوڑھے مسلمان کا احترام کرنا، اللہ کی تعظیم میں سے ہے۔

لہٰذا ان دلائل کی روشنی میں، یہ لازم وضروری ہے کہ ہم اس فریضے کی مکمل پاسداری کریں اور بڑوں کو ہمیشہ مقدم رکھیں، کیونکہ ان کا وجود ہی ہمارے رزق اور برکت کا ذریعہ ہے۔ دعا ہے کہ ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے ضعیف والدین اور تمام عمر رسیدہ بزرگوں کے حقوق پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے، ان کی کمزوریوں پر صبر، ان کی خطاؤں پر پردہ اور ان کی خدمت میں استقامت نصیب فرمائے، آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم۔

□□□

از: مفتی سبطین رضا مرتضوی*

سیرت طیبہ اور ضعیفوں کے حقوق

یہ ایک داستان ہے، اس دور کی جب وقت نے پر لگا لیے ہیں اور زندگی ایک بے لگام گھوڑے کی طرح سرپٹ دوڑ رہی ہے۔ اس دوڑ میں، سب کچھ تیز، چمکدار اور مصنوعی ہے۔ ہمارے ہاتھ میں دنیا سمٹ آئی ہے، مگر ہم اپنے دلوں میں ایک اجنبی بن چکے ہیں، کیا آپ نے کبھی غور کیا؟ اس برق رفتار مادیت کے طوفان میں، سب سے پہلے کون ڈوبتا ہے؟ وہ نہیں جو کماتا ہے، وہ نہیں جو بھاگتا ہے، بلکہ وہ جو ٹھہر جاتا ہے۔ وہ جس کے قدم بڑھاپے کی کمزوری میں لڑکھڑانے لگتے ہیں، وہ جس کی آنکھوں کا نور مدھم ہو چکا ہے اور وہ جس کے ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی پڑ چکی ہے۔

آج کے اس شہر بے حسی میں، ہمارے بوڑھے بزرگ محض ایک خاموش تصویر بن کر رہ گئے ہیں، وہ والدین، جن کے سینے کل تک اولاد کی پناہ گاہ تھے، آج خود اپنے ہی گھروں میں عارضی مہمان ہیں۔ ان کی سفید داڑھیاں اور جھریوں بھرے چہرے بیتا ہوا موسم لگتے ہیں۔ ایک وقت تھا جب ان کی حکایتیں محفلوں کا چراغ تھیں، مگر آج ہمارے پاس وقت نہیں کہ ان کی آدھی بھولی ہوئی باتوں کو دہرائیں۔ غیر مسلم اقوام میں، جہاں خاندانی نظام ٹوٹ چکا ہے، وہاں تو بوڑھا شخص اجرت کی ادائیگی پر کسی اجنبی کی ذمہ داری بن جاتا ہے، وہاں محبت اور رشتہ داریوں کا بوجھ نہیں اٹھایا جاتا اور ممتا و پدری کی بے لوث خدمت کو سروس چارجز میں بدل دیا جاتا ہے۔

ہم الحمدللہ! اگرچہ وہ سنگ دل نہیں ہیں جو اپنے بزرگوں کو ''اولڈ ہاؤس'' کی دیواروں کے سپرد کر آئیں، مگر کیا ہمارا رویہ اس سے بہت مختلف ہے؟ ہم مسلمانوں نے اگرچہ اپنے بزرگوں کو جسمانی طور پر خاندانی سائبان تلے رکھا ہے، تو کیا انہیں جذباتی طور پر بھی وہ مقام دیا ہے؟ ہم نے اگر انہیں گھر سے نہیں نکالا، تو کیا دلوں سے بھی نہیں نکالا؟

اس نفسیاتی ریگستان میں، جہاں جذبات کی نمی خشک ہو چکی ہے، ہمیں کسی معجزاتی مرہم کی تلاش ہے۔ ایک ایسا نظام جو اس ٹوٹتے رشتے کو دوبارہ جوڑ دے، ایک ایسا دستور جو ہمیں یاد دلائے کہ ہماری اصل طاقت ہمارے بزرگوں کے تجربے میں پنہاں ہے اور وہ مرہم، وہ دستور، وہ روشنی کا مینار صرف اور صرف سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرنور تعلیمات میں جلوہ گر ہے، سیرت طیبہ کا ہر حکم دراصل کتاب اللہ کی تفسیر ہے اور بوڑھے بزرگوں کے حقوق کا سب سے طاقتور اعلان خود قرآن مجید میں ملتا ہے، قرآن مجید نے بوڑھے والدین کے حق کو توحید کے فوراً بعد ذکر کر کے اسے ایک ایسا تخت تقدیس عطا کیا ہے، جو دنیاوی رشتوں میں عظمت اور تقدس کا اعلیٰ ترین مقام ہے:

"وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا۔ اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں، تو انہیں ''اُف'' تک نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو، اور ان سے عزت کی بات کہو۔" [الاسراء: ۲۳]

یہاں اللہ رب العزت نے بڑھاپے کی نزاکت اور اس سے جڑے احترام کی ڈور کی حساسیت کو واضح کیا ہے، اگرچہ یہ حکم براہ راست والدین کے لیے ہے، مگر اس میں چھپا فلسفہ شفقت ہر بوڑھے انسان پر لاگو ہوتا ہے۔ کیا کبھی سوچا گیا کہ

* مضمون نگار سونا پور، ضلع اتر دیناج پور، مغربی بنگال کے متوطن ہیں۔

''اُف'' کہنا کیوں منع کیا گیا؟ کیوں کہ یہ محض ایک لفظ نہیں، بلکہ یہ ایک نفسیاتی ہتھیار ہے جو بزرگوں کے نازک دلوں کو توڑ سکتا ہے۔ جو کہ ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ ضعیف العمری میں معمولی سے معمولی بدکلامی بھی برداشت کے قابل نہیں ہوتی، والدین کے لیے تو ''اُف'' کہنا بھی منع ہے، تو پھر کسی اجنبی، بزرگ رشتہ دار، یا کمزور بوڑھے کے ساتھ سخت کلامی یا جھڑکنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ یہ آیت ایک آہنی دستوری فرمان ہے جو یہ معیار قائم کرتا ہے کہ جب ایک انسان بڑھاپے کی کمزوری میں داخل ہو جائے، تو اس سے بات کرتے وقت ہماری زبان سے نکلنے والا ہر لفظ عزت اور نرمی کی چادر میں لپٹا ہونا چاہیے۔ یہ ایک اخلاقی پیمانہ ہے کہ کوئی بھی بوڑھا انسان، چاہے اس کا رتبہ والدین جیسا نہ بھی ہو، ہمارے رویے میں حقارت یا جھڑک محسوس نہ کرے۔

قرآن کریم نے بوڑھوں کے حقوق کی نظریاتی بنیاد رکھی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عمل کا تاج پہنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوڑھوں کا احترام نہ کرنے کو صرف ایک اخلاقی کمزوری نہیں، بلکہ اجتماعی زوال کی علامت قرار دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيُوَقِّرْ كَبِيرَنَا۔ وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا احترام نہ کرے۔" [ترمذی، رقم الحدیث: ۱۹۲۱]

یہ جملہ گویا نبوت کی تلوار ہے جو رشتوں کے گٹھ جوڑ کو پرکھتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمان دے کر بوڑھوں کو نظر انداز کرنے والے ضمیروں پر ایک قانونی اور روحانی مہر لگا دی ہے۔ جو اپنے بزرگوں کو عزت نہیں دیتا، وہ دراصل نبوی رحمت کے دائرے سے قدم باہر نکال رہا ہے۔ آپ نے اعلان کر دیا کہ میری امت کی پہچان، اس کا نرم دل اور اس کا باادب رویہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوڑھے مسلمانوں کی عزت کو خدا کی عظمت کے ساتھ جوڑ کر انہیں ایک ناقابل تنسیخ مقام عطا کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِنَّ مِنْ إِجْلَالِ اللّٰهِ إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ۔ بوڑھے مسلمان کا احترام و اکرام اللہ کی تعظیم میں سے ہے۔"

[ابوداؤد، رقم الحدیث: ۴۸۴۳]

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بوڑھوں کے احترام کو اخلاقی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ ایک سرمایہ کاری بھی قرار دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَا أَكْرَمَ شَابٌّ شَيْخًا لِسِنِّهِ إِلَّا قَيَّضَ اللّٰهُ لَهُ مَنْ يُكْرِمُهُ عِنْدَ سِنِّهِ۔ جو کوئی نوجوان کسی بوڑھے کا اس کی درازی عمر کی بنا پر اکرام کرتا ہے تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ بڑھاپے میں اس کے اکرام کا انتظام فرما دیتا ہے۔"

[ترمذی، رقم الحدیث: ۲۰۲۲]

لہٰذا آج کا نوجوان جب اپنے بزرگ کے لیے جگہ خالی کرتا ہے، ان کا ہاتھ تھامتا ہے، تو وہ دراصل اپنے کل کے لیے رحمت جمع کر رہا ہوتا ہے۔ یہ اکرام اللہ عزوجل کے ہاں محفوظ ہو کر، اس کے اپنے بڑھاپے کی عزت کا حصار بن جاتا ہے۔ یہ حدیث مطارکہ گویا نوجوانوں کو حکم دے رہا ہے کہ بزرگوں کو حقیر نہ جانو کیونکہ وہ تمہارا ہی آئندہ روپ ہیں، تم آج جو بوؤ گے، وہی کل کاٹو گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ہمیشہ یہ اصول نافذ رہا کہ ادب میں عمر کو اہمیت دی جائے، یہاں تک کہ بات کرنے میں بھی بزرگ کو مقدم رکھا جائے۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن سہل کو قتل کر دیا گیا، تو ان کے بھائی عبدالرحمٰن بن سہل اور ان کے چچا زاد بھائی حویصہ اور محیصہ (رضی اللہ عنہم) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت لے کر آئے۔ عبدالرحمٰن بن سہل جوان میں سب سے چھوٹے تھے، بولنے کے لیے آگے بڑھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"الْكُبْرَ الْكُبْرَ" بڑوں کا لحاظ کرو، یا یوں فرمایا: لِيَبْدَإِ الْأَكْبَرُ۔ بڑے کو پہلے بولنے دو۔" [ابوداؤ، رقم الحدیث: ۴۲۵۰]

یہ حدیث پاک سکھاتا ہے کہ بوڑھے کی عزت صرف خیریت پوچھنے تک محدود نہیں، بلکہ حقوق کی لڑائی اور انصاف

کے اہم ترین معاملے میں بھی اس کو پہلا حق کلام حاصل ہے۔ اس لمحے، جہاں ایک چھوٹے کو اپنے بھائی کے قتل پر جذباتی طور پر آگے بڑھنا چاہیے تھا، وہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جذباتی عجلت کے باوجود بزرگوں کے احترام کو مقدم کر کے ایک اجتماعی کلچر کی بنیاد رکھی اور مسلمانوں کو یہ سکھا دیا کہ بات کرنے، کھانا کھانے، یا کسی بھی عمومی معاملے میں پہل کا حق بڑے (بزرگ) کا ہے۔ اس لیے جب کسی محفل میں ایک بوڑھا موجود ہو، تو ہماری زبان، ہمارے اشارے اور ہمارے قدم یہ ظاہر کریں کہ تجربے کی حکمرانی ابھی ختم نہیں ہوئی ہے۔ بزرگوں کا اکرام محض بات چیت میں ترجیح دینے تک محدود نہیں، بلکہ نرم رویوں میں بھی جھلکنا چاہیے، جن میں سب سے پہلے سلام ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ۔ چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔" [ترمذی، رقم الحدیث: ۲۷۰۴]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹے چھوٹے عملی معاملات میں بھی یہ تعلیم دی کہ بڑے کو مقدم رکھنا، احترام کا نبوی طریقہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ مسواک فرمائی اور اس کے بعد جب صحابہ کرام میں مسواک تقسیم کرنے کا وقت آیا تو آپ نے دو صحابہ کرام میں سے بڑی عمر والے کو پہلے مسواک عنایت فرمائی۔ [ابوداؤد، باختلاف الفاظ، رقم الحدیث: ۵۰]

اگرچہ مسواک ایک معمولی چیز تھی، مگر اس میں بھی بزرگ کو ترجیح دے کر آپ نے یہ سکھایا کہ احترام کوئی بڑا ڈھونگ نہیں، بلکہ روزمرہ کی چھوٹی چھوٹی عادتوں میں شامل ہونا چاہیے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ضعیف افراد کی حمایت کو نہ صرف اخلاقی ذمہ داری قرار دیا، بلکہ اسے اللہ کی رحمت اور رزق میں برکت کا ذریعہ بھی قرار دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"الْبَرَكَةُ مَعَ أَكَابِرِكُمْ۔ برکت تو تمہارے بڑوں کے ساتھ ہے۔" [مسند الشہاب، رقم الحدیث: ۲۷]

آج جو لوگ بے برکتی کے شاکی ہیں، انہیں یہ آسان نسخہ یاد رکھنا چاہیے "برکت بزرگوں کے قدموں میں ہے۔" لہٰذا ہماری مادی طاقت اور فتح ہمارے بازوؤں کی قوت سے نہیں، بلکہ ہمارے ضعیف بزرگوں کی دعاؤں کی قوت سے وابستہ ہے۔

سیرت طیبہ کا وہ مقام، جہاں طاقت اور فتح اپنے عروج پر تھی، وہاں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی اکرام کا وہ معیار قائم کیا جو رہتی دنیا تک اخلاقی معراج ہے، فتح مکہ کے موقع پر، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم فاتح کی حیثیت سے شہر میں داخل ہوئے، تو وہاں ایک انتہائی حیرت انگیز واقعہ پیش آیا، جو ضعیفوں کے احترام کو ایک نئی بلندی بخشتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد محترم، حضرت ابوقحافہ، اپنی ضعیف العمری کی وجہ سے انتہائی کمزور ہو چکے تھے۔ وہ اسلام قبول کرنے کے لیے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر کیے گئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ردعمل فاتحانہ غرور سے کوسوں دور تھا۔ جب حضرت ابوقحافہ کو آپ کی خدمت میں لایا گیا تو ان کے سفید بالوں اور کمزوری کو دیکھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"هَلَّا تَرَكْتَ الشَّيْخَ فِي بَيْتِهِ حَتَّى آتِيَهُ۔ ان کو گھر ہی میں کیوں نہ چھوڑا؟ میں خود ان کے گھر پہنچ جاتا۔" [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ج: ۴، ص: ۳۷۵، ط: دار الکتب العلمیۃ بیروت]

تصور کیجیے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں فاتح بن کر داخل ہو رہے ہیں۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے جب دنیاوی حکمران، فتح کے نشے میں، اپنی طاقت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے پیغمبر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، جو رحمت للعالمین تھے، انہوں نے ایک بوڑھے شخص کی تکلیف کو اپنے فریضہ سے زیادہ مقدم جانا۔ آپ نے فرمایا کہ میرے لیے زیادہ مناسب تھا کہ میں خود ان کے پاس جاتا تاکہ انہیں بڑھاپے کی مشقت نہ اٹھانی پڑے۔ یہ عمل ہمیں سکھاتا ہے کہ سچی عظمت اقتدار میں نہیں، بلکہ کمزور کے لیے جھک جانے میں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ رحیمانہ و کریمانہ سلوک دنیا کے دیگر فاتحین کے طرز عمل سے بالکل مختلف ہے۔ قرآن حکیم نے خود دنیا کے دیگر فاتحین کی فطرت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

بقیہ ص ۲۴ پر

از: محمد انس رضا حامی برکاتی *

دورِ سیدنا صدیق اکبر میں اسلام کا عروج

تاریخ

جب ہم تاریخ اسلام کے اوراق پلٹتے ہیں اور خلافت راشدہ کے صبح آشنا افق کو دیکھتے ہیں تو ایک نام افتاب کی طرح چمکتا ہے، ایک ذات مہتاب کی طرح جھلملاتی ہے اور ایک شخصیت گلزارِ خلافت میں خوشبو بن کر بسی ہوتی ہے۔

وہ نام مقدس یارِ غارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، رفیق مزار، افضل الخلق بعد الانبیاء، عتیق وصدیق اکبر حضرت سیدنا ومولانا ابوبکر عبد اللہ بن ابی قحافہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے، یہ وہ عظیم ذات ہے جس کے دورِ خلافت میں اسلام نے ایسا عروج پایا کہ پورا عہدِ خلافت دینِ حق کی تقویت، امت کی وحدت اور شریعت کی سربلندی کا عملی نمونہ بن گیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت کا ہر لمحہ دین کے استحکام کا مثبت ومظہر بن گیا۔

یہ دور دراصل ثبات کا دور بھی ہے، فضل آزمائش کا دور بھی ہے، باطل کے انہدام کا موسم بھی ہے۔ وہ دور جس میں اسلام عرب سے کائناتی ریاست کی بنیادوں تک پہنچ گیا۔

اضطراب صحابہ

حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے وصالِ ظاہری کے بعد کے لمحات قیامت سے کم نہ تھے، دل لرز گئے، زبانیں خاموش ہوگئیں، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دل اس حقیقت کو قبول کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔

ایسے میں خلیفۂ اوّل، یارِ غار ومزار سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات مبارکہ نے صحابہ کرام کو سنبھالا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جملہ امت کے لیے آبِ حیات ثابت ہوا، ارشاد فرمایا:

"مَنْ کَانَ یَعْبُدُ مُحَمَّداً فَاِنَّ مُحَمَّداً قَدْ مَاتَ وَ مَنْ کَانَ یَعْبُدُ اللّٰہَ فَاِنَّ اللّٰہَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ۔ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصالِ ظاہری ہو گیا اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔"

یہ اعلان دراصل امت کے ہوش وحواس کی واپسی کے لئے تھا، اس اعلان کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حقیقت کو قبول فرمایا اور دوسری ضروریات کی طرف توجہ فرمائی۔

اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْش

حضرات انصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جب صحیح فیصلہ نہیں کر پا رہے تھے، تب بھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ پاک نے ان کو راہ دکھائی۔ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظاہری وصال کے بعد سب سے اہم معاملہ خلافت کا تھا۔ حضرات انصار، حضرت سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے۔

وہاں خلیفۂ اوّل، سیدنا فاروق اعظم وسیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ جلوہ افروز ہوئے اور ارشاد فرمایا:

"اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ۔ امام خاندانِ قریش سے ہی ہوں گے۔"

پس حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: آپ ہاتھ دراز فرمائیں اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت فرمائی اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بیعت فرمائی اور مسلمانوں کے پہلے خلیفہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنے۔ [اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج۴/ص۴۰۵]

مانعین زکوٰۃ سے اعلان جنگ

سرکار صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مانعینِ زکوٰۃ سے اعلان جنگ فرمایا:

"وَاللّٰہِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلوٰۃِ وَالزَّکوٰۃِ فَاِنَّ الزَّکَاۃَ

* مضمون نگار جماعت خامسہ، جامعۃ الرضا، بریلی شریف کے طالب علم ہیں۔

حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهَا۔[بخاری شریف، ح۱۴۰۰] ترجمہ: اللہ کی قسم! میں ضرور اُن لوگوں سے قتال کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرتے ہیں، کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم! اگر وہ لوگ مجھ سے ایک بکری کا بچہ بھی روک لیتے، جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے، تو میں اس کے روکنے پر بھی ان سے لڑتا۔"

اس پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: "فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ قَدْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ۔[ایضاً] ترجمہ: پس اللہ کی قسم! یہ (فیصلہ) صرف اس وجہ سے تھا کہ اللہ نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سینہ کھول دیا، تو میں نے جان لیا کہ یہی حق ہے۔"

علمائے اہل سنت فرماتے ہیں: اگر اس مرحلے پر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نرمی فرماتے تو اسلام کی بنیادیں ہل جاتیں اور ہر حکم شرعی کے مقابلے گروہ اپنی اپنی تعبیرات نکال لیتے۔ [البدایہ والنہایہ]

مانعین زکوٰۃ سے جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ کا ارادہ فرمایا تو اس پر سیدنا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں مشورہ پیش کیا کہ ابھی جنگ مناسب نہیں ہے، توقف کریں! اس پر سرکار صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فیصلہ کن انداز میں فرمایا:

"واللّٰهِ لَأُقَاتِلَنَّ۔[صحیح البخاری، کتاب الزکوۃ، ح۱۳۹۹و۱۴۰۰/ تاریخ الخلفاء، ص۷۵]

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھتے ہوئے اس فتنہ کو روکا اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی رہنمائی فرمائی۔

مدعیانِ نبوت کا خاتمہ

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں چند خبیثوں نے نبوت کا دعویٰ کیا، ان کے فتنے سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کی حفاظت فرمائی۔

اسود عنسی

ابہلہ بن کعب اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا یہ کہف حنان کا رہنے والا تھا۔ یمن وغیرہ پر قبضہ کیا اور معاملہ جنگل کی آگ کی طرح پھیل گیا۔ صنعا و طائف پر بھی قابض ہوا۔ عمرو بن معدی کرب، قیس بن عبد، فیروز دیلمی اور داذویہ اس کے خاص لوگوں میں سے تھے۔ فیروز کی چچا زاد بہن سے نکاح کیا اور ایک روز حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ اسود کو قتل کر دیا گیا ہے۔

عرض کی گئی: کس نے؟ تو غیب داں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فیروز نے۔ دوسری روایت میں اسود کے قتل کی خبر خلافت صدیقی میں ربیع الاوّل کے آخری ایام میں موصول ہوئی۔ [البدایہ والنہایہ، ج۹، ص۲۲۹–۲۳۶]

مسیلمہ کذاب

اس بدبخت نے آقا کریم علیہ افضل الصلوات واکرم التسلیم سے ملاقات کی مگر تابع نہ ہوا اور تقریباً ۱۰ھ میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ مسیلمہ کے اثرات بڑھنے لگے لیکن سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فوج کشی اس لیے نہیں فرمائی کہ اس وقت ساری توجہ اس طرف تھی کہ روم سے بڑھتے ہوئے اقتدار سے عرب کی حفاظت کیسے کی جائے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں حضرت عکرمہ بن ابی جہل کی قیادت میں مسیلمہ کی سرکوبی کے لیے ایک لشکر یمامہ روانہ فرمایا۔ کیونکہ یہ لشکر نہ کافی تھا پس شرحبیل بن حسنہ کی قیادت میں ایک اور لشکر روانہ فرمایا، حضرت عکرمہ نے یمامہ پہنچ کر شرحبیل کا انتظار کیے بغیر مسیلمہ پر حملہ کر دیا اور شکست سے دوچار ہوئے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب شکست کی خبر پہنچی تو بہت رنجیدہ ہوئے اور شرحبیل کو اپنی جگہ ٹھہرے رہنے کا حکم دیا۔

مسیلمہ سے جنگ کرنے کے لیے سیف اللہ حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتخاب فرمایا۔ مسیلمہ کے پاس 40 ہزار کا لشکر موجود تھا۔ شرحبیل نے بھی انتظار کیے بغیر مسیلمہ

پر حملہ کیا اور ناکام ہوئے، حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمامہ پہنچے جہاں قبل از جنگ مدینہ منورہ سے ایک اور لشکر برائے امداد روانہ کر دیا گیا تھا۔

سیف اللہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر کے ساتھ "عقربا" پہنچے جہاں مسیلمہ اپنے لشکر جرار کے ساتھ خیمہ زن تھا۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنی فوج ترتیب دی اور دونوں لشکر کا آمنا سامنا ہوا، گھمسان کی جنگ ہوئی۔

بالآخر مسیلمہ حضرت وحشی بن حرب کے ہاتھوں قتل ہوا، حضرت وحشی وہی ہیں جنہوں نے سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا۔ یہ جنگ جنگِ یمامہ کے نام سے مشہور ہے۔

[تاریخ الخلفاء، خلفائے راشدین وغیرہ]

طلحہ اسدی

طلحہ اسدی نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا جو قبیلۂ بنی اسد کا سردار تھا، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے بھی شکست فاش فرمایا۔

سجاح بنت حارث

مرد تو مرد عورت بھی کم نہیں، مسیلمہ کذاب کی بیوی سجاح بنت حارث نے بھی نبوت کا دعویٰ کر ڈالا، مذہباً نصرانی تھی، بہت جلدی لوگوں کو اپنے جال میں پھنسالیا، اشعب بن قیس اس کا خاص داعی تھا، جب مسیلمہ قتل کر دیا گیا تو سجاح میدان سے بھاگ گئی تھی، ایک روایت میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور حکومت میں اسلام لائی تھی مگر اس کے اس وقت کے مکر و فریب سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کی حفاظت فرمائی۔

جھوٹے مدعیان نبوت کو شکست فاش فرما کر خلیفۂ اوّل حضرت سیدنا و مولانا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امت پر بہت بڑا احسان فرمایا نیز نیو کو ایسا مضبوط فرما دیا کہ اسلام کی طرف دشمنوں نے کتنی ہی کوششیں کر لی مگر کچھ نہ کر سکے۔

توسیع ریاست

۱۲ھ میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علاء بن حضرمی کو بحرین کی طرف روانہ فرمایا کیونکہ وہاں بھی ارتداد پھیل رہا تھا، جواثی کے مقام پر لڑائی ہوئی اور بالآخر مسلمان فتح یاب ہوئے، عمان میں بھی یہی فتنہ سرکشی دکھانے لگا تو حضرت عکرمہ بن ابی جہل کو اس کی سرکوبی پر مامور فرمایا۔ مہاجرین ابی امیہ کو خطہ اہل بخیر کی طرف، حضرت زیاد بن لبید انصاری کو بھی ایک سرکش گروہ کی بیخ کنی کے لیے روانہ فرمایا۔

یہی ابتدا تھی اسلام کو دور دراز مقام میں پھیلانے کی، جب فتنۂ ارتداد کی آگ سرد ہو چکی اور داخلی فتنے اپنی موت آپ مر گئے تو خلیفۂ اوّل حضرت سیدنا و مولانا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیرونی محاذ کی طرف توجہ فرمائی، سرکار رفیق مزار صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیف اللہ حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بصرہ روانہ فرمایا جہاں سخت معرکہ کے بعد "ایلہ" کا شہر فتح ہوا۔ سلسلۂ فتوحات آگے بڑھتا رہا اور کچھ صلح اور کچھ جہاد کے مراحل طے کرتے ہوئے مدائن کسریٰ (عراق) بھی طلوع اسلام کی روشنی سے منور ہو گیا۔

12 ہجری میں حضور خلیفۂ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج بیت اللہ کی ادائیگی بھی سعادت کے ساتھ انجام دی۔ واپسی پر مایا ناز جرنیل حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک جرار لشکر دے کر سرزمین شام کی طرف بھیجا۔ ملک شام میں جنگ اجنادین سن 13 ہجری میں برپا ہوئی۔ بفضل اللہ تعالیٰ نصرت الٰہی کا پرچم مسلمانوں کے سر بلند ہوا۔ لیکن اس عظیم فتح کی بشارت رفیق غار و مزار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس وقت پہنچی جب سرکار صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بستر علالت پر حالت نزع میں تھے، اس معرکہ میں نامور صحابہ میں یہ ہیں؛ حضرت عکرمہ بن ابی جہل و حضرت ہشام بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

اس سال جنگ مرج الصفر بھی ہوئی جس میں کافروں کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اس معرکہ میں حضرت فضل بن عباس بھی صفِ مجاہدین میں نمایاں نظر آتے ہیں۔ [فتوح الشام]

الحاصل: حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں دین حق پہلی بار جزیرۂ عرب سے باہر نکلا۔

عراق کا محاذ

حضرت مثنیٰ بن حارثہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ذریعے ابلا، عین تمر، باروسما، ولایت فرات فتح ہوئیں۔

شام کا محاذ: یہ وہ سرزمین تھی جو رومی تہذیب کا گہوارہ، جنگی قوت کا محور اور تجارتی سامان کا مرکز تھی۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمرو بن عاص، یزید بن ابی سفیان اور حضرت ابو عبیدہ نیز سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جوڑ کر ایک حربی وحدت قائم فرمائی۔

یہ تدبیر تاریخ جنگ میں ایسی مثال ہے جو حکمت عملی اور بصیرت عمارت دونوں پر دلالت کرتی ہے۔ [طبری]

جمع قرآن مجید

حضرت ابویعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں کہ قرآن عظیم کے سلسلے میں سب سے زیادہ اجر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملے گا کہ سب سے اول آپ ہی نے اسے کتابیں شکل میں جمع فرمایا۔ [تاریخ الخلفاء، ص ۵۹]

قران مقدس کو حفظ فرمانے والے صحابہ بکثرت شہید ہو رہے تھے تو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی قرآن کریم کو کتابی شکل میں جمع کرنا چاہیے، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں وہ کام کیسے کروں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا۔ مگر جب حقیقت واضح ہوئی کہ منفعت عامہ اسی میں ہے تو ارشاد فرمایا: هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ

[صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن]

اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ عظیم ذمہ داری عطا فرمائی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ کارنامہ امت کو تحریف سے محفوظ کرنے، تلاوت کو معیار پر رکھنے، تعلیم کو متحد کرنے، فقہ وتفسیر کی بنیاد رکھنے میں بنیادترین کردار رکھتا ہے۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

" جَمْعُ الْقُرْآنِ فِيْ مُصْحَفٍ وَاحِدٍ اَعْظَمُ اَعْمَالِ اَبِيْ بَكْرٍ وَبِهٖ حِفْظُ الدِّيْنِ۔ [الاتقان ۱/۱۰۵] ترجمہ: قرآن مجید کو ایک مصحف میں جمع کرنا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عظیم ترین اعمال میں سے ہے، اور اسی کے ذریعے دین کی حفاظت ہوئی۔"

فتنۂ ارتداد اور صدیق اکبر کا سیف فیصل

حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری وصال کے بعد عرب کے گوشے گوشے میں فتنۂ ارتداد بھڑک اٹھا۔ کسی نے زکوٰۃ کا انکار کیا، کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا، کسی نے بیعت توڑی، کسی نے حدود کو معطل کرنے کی سعی کی، لیکن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان آج تک آفتاب نیم روز کی طرح روشن ہے، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

" وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی قسم میں ضرور اس سے قتال کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرے گا۔" [بخاری شریف، ح ۱۴۰۰]

یعنی: یہ کہے گا کہ نماز تو فرض ہے زکوٰۃ فرض نہیں۔ زکوٰۃ کے انکار سے بھی لوگ مرتد ہو رہے تھے۔ فتنۂ ارتداد کا خاتمہ صرف ایک سیاسی کارنامہ نہ تھا، بلکہ یہ حفظ دین کے فریضے کی عظیم ترین مثال ہے۔ اس کے نتیجے میں قبائل عرب دوبارہ متحد ہو گئے، اسلام کا نظم واپس قائم ہوا، بیت المال مضبوط ہوا، حکومتی اختیار بحال ہوا، دینی شعائر محفوظ ہو گئے۔

نظام عدل وحکومت

خلافت قائم کرتے ہی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ خطبہ دیا جسے علمانے حکمرانی کا دستور کہا:

" أَطِيعُونِي مَا أَطَعْتُ اللّٰهَ فِيكُمْ فَإِنْ عَصَيْتُهُ فَلَا طَاعَةَ لِي عَلَيْكُمْ۔ ترجمہ: تم میری اطاعت کرو، جب تک میں اللہ کی اطاعت کرتا رہوں۔ پھر اگر میں اس کی نافرمانی کروں، تو تم پر میری کوئی اطاعت لازم نہیں۔"

یہ جملہ 3/اصولوں کا مجموعہ ہے۔ (۱) حکمران کی اطاعت، اطاعتِ الٰہی کے تابع ہے۔ (۲) حکومت کا معیار عدل ہے، شخصی عظمت نہیں۔ (۳) احتساب اقتدار ایک شرعی حق ہے۔

نوری مشن

خلافت صدیقی کے فقہی و اصولی نقوش

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور سے متعدد ضوابط اخذ کیے گئے: (۱) مصلحت مرسلہ کی مشروعیت: جمع قرآن عظیم، فوجوں کی تقسیم، فتنۂ ارتداد پر فوج کشی سب مصلحت عامہ پر مبنی اجتہادات تھے۔

(۲) اجماعِ امت کا استقرار: بیعت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اتفاق نے اصول فقہ میں اجماع کی حجیت کو مضبوط کیا۔

(۳) امارت وقضا کی تفریق: اس سے بعد کے خلفا نے مکمل نظام قضائی بنائی۔

اسلام کا روحانی وایمانی عروج

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں صرف سیاست وفتوحات ہی نہیں بلکہ ایمان اپنے اعلیٰ ترین اثبات پر پہنچا، کیونکہ نفاق کمزور ہوا، ایمان صحابہ بالکل کمزور نہ ہوا، دین کے حدود نمایاں ہوئے، باطل کی جڑیں کٹ گئیں، دین کی راہ متعین ہوگئی۔ امام ذہبی لکھتے ہیں:

"هُوَ ثَانِي اثْنَيْنِ۔ بِهِ قَامَ الدِّينُ بَعْدَ وَفَاةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ ﷺ [سیر اعلام النبلاء] ترجمہ: وہ دو میں دوسرے ہیں (اشارہ غار ثور کی رات کی طرف ہے جہاں فقط میرے آقا ﷺ اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلوہ افروز ہوئے۔"

رب قدیر نے ارشاد فرمایا:

" ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا۔ [التوبہ–40] ترجمہ: صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔"

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا انکار کفر ہے) اور انہی کے ذریعے رسولِ کریم ﷺ کے وصالِ ظاہری کے بعد دین قائم رہا۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں اسلام نے ایسا عروج پایا کہ تا قیامت کوئی اس پر غالب نہیں آسکتا۔ قرآن پاک اور زکوٰۃ کی حفاظت ہونے سے لے کر دوسرے ممالک میں اسلام اسی دور میں پہنچا۔

سرکار صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ڈھائی سال کی مختصر مدت میں وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جس کی روشنی تاقیامت امت کی راہوں کو روشن کرے گی۔ مولیٰ عمر فاروق عدل کے شہنشاہ ہیں، مولیٰ عثمان ذوالنورین حیا کے پیکر، مولیٰ علی المرتضیٰ شجاعت کے عَلَم تو مولیٰ صدیق اکبر اسلام کے عروج کا دروازہ ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

میرے امام سرکار اعلیٰ حضرت علی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

سایۂ مصطفیٰ مایۂ اصطفیٰ
عز و نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام
یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام
اصدق الصادقیں سید المتقیں
چشم وگوش وزارت پہ لاکھوں سلام

اللہ پاک ہمیں امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اکبر خلیفۂ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیوض وبرکات سے مالا مال فرمائے، ان کے وسیلے سے ہمارے ایمان وعقیدے کی حفاظت فرمائے، آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم۔

□□□

قارئین کرام توجہ فرمائیں

ادارہ ہر ماہ پابندی کے ساتھ آپ کو رسالہ بھیجتا ہے مگر ڈاک کی لاپرواہی کی وجہ سے کچھ لوگوں کو رسالہ نہیں پہنچ پاتا، ایسے ممبران سے التماس ہے کہ ہمیں فون کر کے مطلع فرمائیں تا کہ محکمۂ ڈاک میں شکایت کر کے رسالہ پہنچایا جا سکے۔ 8755096981 پر ہمیں ضرور مطلع فرمائیں۔

از: مولانا محمد قمر الزماں نوری مصباحی*

سلطان الاولیا! سلطان الہند کی نظر میں

سلطان الاولیا، پیران پیر روشن ضمیر حضرت سیدنا سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہِ غوثیت میں تمام اولیائے اوّلین وآخرین نے اپنی محبتوں کا خراجِ عقیدت پیش کیا ہے، اپنی عقیدتوں کے موتی نچھاور کئے، اپنے خلوص ومحبت کے گل دستے پیش کئے، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان رفعت میں بہت ساری کتابیں لکھی گئیں، جو ان کے فضائل ومناقب سے لبریز ہے اور اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کے دل ان کی محبت سے سرشار نظر آتے ہیں۔

سلطان الہند، خواجۂ خواجگان حضرت معین الدین چشتی اجمیری غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیگر اولیائے کاملین کی طرح بارگاہِ سلطان الاولیا میں اپنی عقیدتوں کے مہکتے ہوئے پھول برسائے اور ایسا نذرانۂ محبت پیش کیا جو بے مثال اور باکمال ہے، حضرت سلطان الہند کے نزدیک حضرت سلطان الاولیا سردار اولیا اور سرتاج مشائخ ہیں، حضرت غریب نواز اپنے تعلق سے بیان کرتے ہیں کہ مجھے جو بزرگی وسرداری حاصل ہے وہ سلطان الاولیا حضرت سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عطاونوازش کا ایک حصہ ہے۔

سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلطان الاولیا، حضور غوث صمدانی عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیا مانتے تھے اور کیسی عقیدت رکھتے تھے، خواجہ غریب نواز کے نزدیک سرکار غوث اعظم قرب خداوندی کے کس مقام ومرتبہ پر فائز المرام تھے، غریب نواز علیہ الرحمہ کی منقبت کے اشعار پڑھیے، سمجھنے کی کوشش کیجئے، دل جمعی کے ساتھ غور وفکر کیجئے اور ان کے غلاموں کی عظمت ورفعت اور جلالت پر قربان جائیے۔

یا غوث معظم نور ہدیٰ، مختار نبی مختار خدا
سلطان دو عالم قطب علی حیراں ز جلالت ارض وسما

ترجمہ: یا غوث اعظم آپ ہدایت کا نور ہیں، خدائے پاک کی عطا اور رسول پاک ﷺ کے کرم سے مختار ہیں۔

دونوں عالم میں سلطان اور قطب اعظم ہیں، زمین اپنی وسعت وکشادگی اور آسمان اپنی بلندی وضخامت کے باوجود آپ کی جلالت وبزرگی دیکھ کر حیرت زدہ ہے، اس مطلع میں سرکار سیدنا غوث اعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مختار کہنا عقیدۂ وہابیہ کی تردید کرنا ہے، جب یہ منقبت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے لکھا اس وقت وہابیت کا نام ونشان تک نہ تھا، سرکار غوث اعظم سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلطان دو عالم بھی کہا گیا، واقعی سرکار غوث اعظم اولیا اور مشائخ کے سلطان اس عالم بھی ہیں اور آخرت میں بھی۔(۱)

در صدق ہمہ صدیق وشی، در عدل عدالت چوں عمری
در کان حیا عثمان منشی، مانند علی باجود وسخا

ترجمہ: سرکار غوث پاک صدق (سچائی) میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح، عدل وانصاف میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح، کان حیا میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جیسے اور جود وسخاوت میں مولائے کائنات حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مانند ہیں۔

اللہ اللہ! یہ اوصاف وکمالات وخصوصیات پڑھ کر عقلیں حیران ہیں، کیا اعلیٰ وارفع مقام ہے سرکار پیران پیر، روشن ضمیر کا کہ ان کا رب تعالیٰ ہی خوب بہتر جانتا ہے یا اس کے بتانے سے اس کے برگزیدہ اور محبوب بندے جانتے ہیں، حضرت سلطان الہند نے جو کہا وہ حق ہے، اسی مفہوم کے مطابق سرکار اعلیٰ حضرت،

* مضمون نگار اقرا مسجد، ٹیٹا گڑھ، کولکاتا کے خطیب وامام ہیں۔

عظیم البرکت، مجدد دین وملت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کا خراج عقیدت ملاحظہ کیجئے۔ تو اپنے وقت کا صدیق اکبر غنی وحیدر وعادل ہے یا غوث مشائخ میں کسی کی تجھ پہ تفضیل بحکم اولیا باطل ہے یا غوث (۲)

در بزم نبی عالیشانی، ستار عیوب مریدانی

در ملک ولایت سلطانی اے منبع فضل وجود وسخا

ترجمہ: اے فضل وجود وسخا کے منبع سرکار غوث اعظم! آپ کی شان ولایت رسول کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں بلند وبالا ہے، آپ اپنے مریدوں کے عیوب چھپانے والے ہیں اور ملک ولایت کے بادشاہ ہیں۔

غور کیجئے! سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ نے محبوب سجانی، قندیل نورانی علیہ الرحمہ کو کیا سمجھا، کیا جانا اور کیسی بے مثال عقیدت کا اظہار فرمایا، اس شعر میں خواجہ غریب نواز نے انہیں جود وسخا اور فضل منبع (کان) کہا اور دنیائے ولایت وروحانیت کا تاجدار بتایا، اعلیٰ حضرت، امام عشق ومحبت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے کیا ہی خوب فرمایا:

حکم نافذ ہے ترا، خامہ ترا، سیف تری

دم میں جو چاہے کرے دور ہے شاہا تیرا

تو ہے نوشاہ، براتی ہے یہ سارا گلزار

لائی ہے فصل سمن گوندھ کے سہرا تیرا

بحر وبر، شہر وقری، سہل وحزن، دشت وچمن

کون سے چک پہ پہونچتا نہیں دعویٰ تیرا (۳)

چوں پائے نبی شد تاج سرت، تاج ہمہ عالم شد قدمت

اقطاب جہاں در پیش درت، افتادہ چوں پیش شاہ گدا

ترجمہ: جب سرکارِ دوعالم ﷺ کا پائے اقدس سرکار غوث اعظم کے سر کا تاج بن گیا تو اس کی برکت سے آپ کا مقام اتنا بلند وبالا ہوا کہ تمام جہان کے سر کا تاج آپ کا قدم مبارک بن گیا، دنیا کے اقطاب غوث پاک کے دروازے پر اس طرح پڑے رہتے ہیں جیسے بادشاہ کے دروازے پر بھکاری۔

اس شعر میں خواجہ خواجگان حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے واقعۂ معراج کی طرف اشارہ کیا کہ شب معراج شریف قطب ربانی، محبوب سجانی سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی روح اقدس پائے مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے زینہ بن گئی، رسول کریم ﷺ آپ کے روح اقدس پر اپنا پائے نبوت رکھ کر براق کی پشت مبارک پر سوار ہوئے۔

اسی جانب ہند کے راجہ ہم سبھوں کے خواجہ نے اس شعر میں اشارہ کیا ہے کہ سرکار دوعالم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم رسالت ﷺ آپ کے کاندھے پر ہے اور آپ کا قدم ولایت تمام اولیائے کاملین کی گردنوں پر! تمام اقطاب واغواث اور ابدال نے آپ کو اپنا سلطان وتاجدار تسلیم کیا اور آپ کے قدم ولایت کو اپنے سر کا تاج بنایا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ نے اسی مفہوم کو چند اشعار میں بیان فرمایا:

تاج فرق عرفا کس کے قدم کو کہئے

سر جسے باج دیں وہ پاؤں ہے کس کا تیرا

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیر

اولیا ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

تجھ سے اور دہر کے اقطاب سے نسبت کیسی

قطب خود کون ہے؟ خادم ترا چیلا تیرا (۴)

گر دا دمسیح بہ مردہ رواں، دادی تو بدین محمد جاں

ہمہ عالم محی الدین گویاں، برحسن وجمالت گشتہ فدا

ترجمہ: اگر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مردوں کو زندہ کیا ہے تو آپ نے دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو زندگی بخشی ہے، پوری دنیا آپ کو محی الدین (دین کو زندہ کرنے والے) کے لقب سے یاد کرتا ہے اور آپ کے حسن وجمال پر نثار ہوتا ہے۔ (۵)

در شرع بغایت پرکاری، چالاک چوں جعفر طیاری

برعرش معلیٰ سیاری، اے واقف "راز" اوادنیٰ"

ترجمہ: یا بڑے پیر عبد القادر جیلانی آپ کو شریعت میں کامل مہارت حاصل ہے! آپ حضرت امام جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح ہوشیار ہیں، آپ عرش معلیٰ کی سیر کرنے والے اور" قاب قوسین اَوْ اَدنیٰ" کے راز سے واقف ہیں۔

اللہ اللہ! یہ کون سی منزل ہے؟ اللہ تعالیٰ نے سرکار غوث اعظم کو کیا ہی اعلیٰ وارفع مقام عطا فرمایا ہے، ہم جیسے کم فہم اور دنیا دار کیا سمجھیں گے، مقولہ مشہور ہے" ولی را ولی می شناسد" سلطان الہند حضرت غریب نواز علیہ الرحمہ اللہ تعالیٰ کے ولی اور محبوب بندے ہیں، انہوں نے محبوب ربانی سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام رفیع کو سب کچھ سمجھا اور حقیقتوں سے پردے اٹھاتے ہوئے عقیدتوں کے مہکتے ہوئے پھول نچھاور کئے، غوث صمدانی، محبوب سبحانی کو عرش معلیٰ کا سیار اور راز او ادنیٰ سے واقف کار بتایا۔ اس کی حقیقت کو ارباب معرفت اور اللہ والے سمجھ سکتے ہیں، جن کا دل عرش بریں ہوتا ہے اور نظر لوح محفوظ پر ہوتا ہے۔(۶)

از بس کہ قتیل نفس خودم، بیمار خجالت مند دلم
شرمندہ، سیاہ رو، منفعلم، از فیض تو دارم چشم دوا

ترجمہ: یا غوث اعظم میں اپنے نفس کا مارا ہوا ہوں، میرا دل بیمار بھی ہے اور شرمسار بھی، اس شرمندگی اور سیاہ روئی کے عالم میں آپ کے فیضان سے اپنے نفس و دل کے علاج کی امید رکھتا ہوں، مقطع:

معین کہ غلام نام تو شد، دریوزہ گر اکرام تو شد
شد خواجہ ازاں کہ غلام تو شد دارد طلب تسلیم ورضا

ترجمہ: یہ معین الدین آپ کے نام کا غلام اور آپ کی بخششوں کا بھکاری ہو گیا، آپ کا غلام کیا ہوا کہ خواجہ ہو گیا، اب آپ سے تسلیم و رضا کا مقام پانے کی طلب رکھتا ہوں، ذہن کو حاضر رکھ کر اچھے سے غور و فکر کیجئے، سلطان الہند، خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اس عظیم الشان منقبت کے لاجواب مقطع میں کتنی حقیقتوں سے پردے اٹھا دیئے، حضرت غریب نواز اپنے مقطع میں خود کو سلطان الاولیا، محبوب سبحانی، قندیل نورانی، حضرت سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام نہیں بلکہ ان کے نام کا غلام اور ان کی عطاؤں کا بھکاری بتاتے ہیں اور اس حقیقت کو بے نقاب کرتے ہیں کہ میں ملک ہندوستان کا راجہ ہوں، یہ سب غوث پاک کی غلامی کی عطا ہے۔

اس اعتراف حقیقت کے ساتھ ساتھ حضرت خواجہ غریب نواز، سرکار غوث اعظم سے مقام تسلیم و رضا کی بھیک مانگتے ہیں اور بارگاہِ غوثیت میں عرض کرتے ہیں" دارد طلب تسلیم ورضا " بندہ جب اس مقام تسلیم ورضا پر فائز ہو جاتا ہے تو اس کا نفس، اس کی خودی، اس کی خواہش سب کچھ مرضی مولیٰ پر قربان ہو جاتی ہے، وہ ہر حکم رب کے حضور اپنی پیشانی خم کر دیتا ہے اور رضائے الٰہی کے بحر بیکراں میں ڈوب کر خود کو اس کے جلووں میں فنا کر دیتا ہے، حضرت سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری غریب نواز علیہ الرحمہ اسی اعلیٰ مقام کا سوال کرتے ہیں۔

گویا حضرت غریب نواز جانتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے اپنے برگزیدہ بندہ سلطان الاولیا، سرکار غوث اعظم کو اس کمال وقدرت اور اختیار و تصرف کا مالک بنا دیا ہے کہ سرکار غوث اعظم جسے چاہیں، جو مقام ارفع و اعلیٰ چاہیں عطا فرما دیں، سچ فرمایا سرکار اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت نے۔

تصرف والے سب مظہر ہیں تیرے
تو ہی اس پردے میں فاعل ہے یا غوث
تری قدرت تو فطریات سے ہے
کہ قادر نام میں داخل ہے یا غوث
یہ چشتی، سہروردی، نقشبندی
ہر اک تیری طرف مائل ہے یا غوث
کوئی کیا جانے تیرے سر کا رتبہ
کہ تلوا، تاج اہل دل ہے یا غوث

سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری غریب نواز علیہ الرحمہ کی اس پر حقائق منقبت سے جہاں محبوب سبحانی، غوث صمدانی، قطب ربانی حضرت سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام بلند اور شاہانہ سطوت و عظمت کا پتہ چلتا ہے، وہیں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اتنے بڑے بڑے اولیا اور سلاطین روحانیت بھی ان کی بارگاہ کے بھکاری، ان کے دربار اعلیٰ کے گدا گر اور ان کی چشم التفات کے متمنی ہوا کرتے ہیں۔

خواجہ غریب نواز کا، قدم غوثیت مآب کے حضور اپنی آنکھیں بچھا دینا اور زبان سے ان کے فضائل ومناقب کے نغمے گنگنانا، ان کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان رہنا اور یوں خراجِ عقیدت پیش کرنا کہ "اقطاب جہاں در پیش درت، افتادہ چوں پیش شاہ گدا" (یعنی دنیا کے تمام اقطاب آپ کی چوکھٹ پر ایسے پڑے ہوئے ہیں جیسے بادشاہ کے دروازے پر بھکاری) کس انفرادیت وخصوصیت کا واضح نشان ہے اہلِ عقیدت پر قطعاً مخفی نہیں۔

مشائخ کرام نے سلطان الاولیا کی بارگاہِ اعلیٰ میں کیسا کیسا نذرانۂ محبت کا پھول لٹایا اور کیسی کیسی عقیدت وخلوص کے گلدستے پیش کیے، کتابوں کی ورق گردانی کیجئے تو آپ قارئین حیرت کے دریا میں ڈوب جائیں گے، اگر تفصیل میں جائیں گے تو ۲۱۸ھ میں پیدا ہونے والے سید الطائفہ حضرت سیدنا جنید بغدادی علیہ الرحمہ بھی چشم کشف وکرامت سے سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا انفرادی اور اعلیٰ مقام دیکھ کر ان کی عظمت کے سامنے اپنی گردن بچھاتے نظر آئیں گے اور امام الاولیا حضرت سید احمد کبیر رفاعی علیہ الرحمہ جیسے عظیم المرتبت شخصیت بھی ان کو سلطان زمن مانتے نظر آئیں گے اور ان کی جلالت وبزرگی کا اعلان اپنے مریدوں کی محفل عام میں کرتے ہوئے نظر آئیں گے۔

تمام مشائخ کرام نے ان کے دربار میں خلوص ومحبت کے گلدستے پیش کئے، ان کے قدم مبارک کو اپنے سر کا تاج بنایا، ان کے کرم وعطا کے خواستگار ہوئے، انہیں جہان ولایت کا سلطان اعظم تسلیم کیا، سلطان الہند اور سلطان الاولیا، ہر دو حضرات کا باہمی ربط ان چند کلمات اور منقبتی اشعار سے ظاہر واشکار ہے، اس کے باوجود اگر کسی حاسد اور منکر عظمت غوث اعظم کو ان کی شان رفیع اور مقام بے مثال نظر نہ آئے تو اس کے لیے حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ کا یہ شعر ہی پڑھا جاسکتا ہے کہ:

گر نہ بیند بروز شپرۂ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

بلاشبہ سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ تمام مشائخ ہند کے سرتاج ہیں مگر سلطان الاولیا حضرت سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام اولیائے ماقبل ومابعد کے سردار وپیشوا ہیں، سلطان الہند نے ہندوستان میں اسلام کی آبیاری کی، سلطان الاولیا نے مردہ دلوں میں روحانیت کے چراغ جلائے اور اپنی زندہ کرامتوں کے نور سے ساری دنیا کو تابندگی بخشی۔

سلطان الہند خواجہ غریب نواز "معین الدین" دین کی مدد کرنے والے ہیں اور سلطان الاولیا "محی الدین" دین کو زندہ کرنے والے ہیں، برادر اعلیٰ حضرت، استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ کے اس عقیدت سے لبریز مقطع پڑھئے اور عقیدت ومحبت میں تازگی پیدا کیجئے:

محی دیں غوث ہیں اور خواجہ معین الدین ہیں
اے حسنؔ کیوں نہ ہو محفوظ عقیدہ تیرا

□ □ □

ص ۵۰ کا بقیہ ....

تعالیٰ کا شکر بھی ادا کرتا رہے (عُجب میں مبتلا نہ ہو جائے) اور آخرت میں جو ثواب موعود ہے اس کے بارے میں بھی سوچا کرے، اس سے حسنات میں رغبت، ذوق وشوق کا اضافہ ہوگا اور اخروی سزاؤں کے بارے میں بھی غور وفکر کرے تاکہ ڈر کر برائیوں سے باز رہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحیفے کی چھ انمول باتیں

حدیث حضرت ابوذر غفاری: حضرت زید ابن وہب (جلیل القدر تابعی بزرگ رحمۃ اللہ علیہ) حضرت ابوذر غفاری سے راوی ہیں، فرمایا: میں نے (ایک بار موقع پا کر) نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم سے عرض کیا: یارسول اللہ! حضرت موسی علیہ السلام کے صحیفوں میں کیا کیا مکتوب تھا، اس کے متعلق تھوڑی بہت خبر دیجئے، حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ان میں یہ چھ کلمات تھے:

.........جاری □ □ □

یہ شمارہ آپ کو کیسا لگا؟ ہمیں اپنے تأثرات ضرور لکھیں، آپ کے تأثرات ماہنامہ سنی دنیا کے صفحات کی زینت بنیں گے، اگر آپ کاروباری ہیں تو رسالہ میں اپنے اشتہار دے کر اپنے کاروبار کو ترقی بھی دے سکتے ہیں۔

از: حافظ افتخار احمد قادری*

وندے ماترم! عقیدہ توحید پر کاری ضرب

اس وقت ملک میں ایسی فکری گہا گہمی برپا ہے جس نے معاشرتی مکالمے کا رخ بدل کر رکھ دیا، سیاسی اسٹیج ہو، تعلیمی ادارے ہوں یا میڈیا کے مباحث ہر جگہ مذہب اور قومیت کے نام پر ایسی بحثیں ابھاری جا رہی ہیں جن کا مقصد زیادہ تر جذبات کو مشتعل کرنا اور ایک مخصوص بیانیہ سامنے لانا ہے۔

خصوصاً اقلیتوں، بالخصوص مسلمانوں کے عقائد پر بحث کرنا، ان کے ایمان و یقین کی آزمائش لینا اور ان کی وفاداری کو کسوٹی پر تولنا آج بعض حلقوں کا وطیرہ بن چکا ہے، ایسے ماحول میں وندے ماترم کا مسئلہ دوبارہ اس شدت کے ساتھ اٹھایا جانا محض ایک اتفاق نہیں بلکہ ایک منظم فکری دباؤ کی مثال ہے۔ اسلام کی بنیادی اور سب سے عظیم خوبی عقیدہ توحید ہے۔ یہ عقیدہ ایسا نازک، دقیق اور مقدس ہے کہ اس میں ذرہ برابر شراکت بھی ناقابلِ برداشت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات یکتا اور اس کی الوہیت میں کوئی دوسرا شامل نہیں ہوسکتا۔ یہی وہ عقیدہ ہے جس پر پوری اسلامی عمارت قائم ہے۔

اسی عقیدے کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام بھیجے گئے، کتابیں نازل ہوئیں، جہان تخلیق ہوا اور حساب و جزا کا نظام قائم کیا گیا۔ اسی توحید کے تحفظ کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام نے تکالیف برداشت کیں، صحابہ کرام علیہم السلام نے جانیں قربان کیں اور امت نے ہر دور میں اس کے لیے آزمائشیں جھیلیں۔ یہ عقیدہ کس قدر حساس ہے اس کا اندازہ اس واقعے سے لگائیے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: ماشاء اللہ و شئت۔ یعنی جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں۔ اللہ کے محبوب ﷺ نے سختی سے ٹوکا اور فرمایا: کیا تم نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا؟ بلکہ یوں کہو کہ جو اللہ چاہے پھر آپ چاہیں۔ (نسائی)

یہ تنبیہ بتاتی ہے کہ اسلام میں توحید کا معیار کس قدر بلند اور غیر مصلحت پسند ہے۔ مسلمان اپنے دل، زبان و عمل اور اپنی عبادت میں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو معبود مانتا ہے، وہ کسی اور کے سامنے جھک نہیں سکتا، اس کی تعظیم میں الوہیت کی حد تک نہیں جاسکتا، نہ اسے سجدہ کرسکتا ہے اور نہ اسے پوج سکتا ہے۔ اسی ذوقِ توحید کے پیش نظر مسلمان ہمیشہ سے ان الفاظ، نظریات، علامتوں اور رسومات سے اجتناب کرتے آئے ہیں جن میں شرک کا شائبہ بھی ہو۔

اسی پس منظر میں جب موجودہ سیاسی فضا میں وندے ماترم کو ایمان کا معیار بنا کر پیش کیا جاتا ہے تو مسلمان فطری طور پر چونک اٹھتا ہے، کیونکہ یہ صرف ایک گیت نہیں بلکہ اپنی اصل، اپنے مفہوم، اپنے پس منظر اور اپنے استعمال کے اعتبار سے ایک ایسا کلام ہے جس میں صریح طور پر وہ تصورات موجود ہیں جنہیں اسلام کسی بھی حال میں قبول نہیں کرسکتا۔

وندے ماترم بنیادی طور پر بنگلہ ادیب بنکم چندر چٹرجی کے ناول آنند مٹھ کا حصہ ہے، یہ ناول کسی غیر جانبدار فضا میں نہیں لکھا گیا بلکہ اس کی بنیاد ہی مسلمانوں کے خلاف نفرت، تاریخی مسخ کاری اور ایک مخصوص مذہبی رومانی تصور پر قائم ہے، ناول میں انگریزوں کو ہندوؤں کا نجات دہندہ قرار دیا گیا اور مسلمان حکمرانوں کو ظالم و جابر دکھایا گیا ہے۔

اسی ناول کے اندر مختلف مذہبی گروہ کے سامنے یہ گیت گاتے ہیں جو ہندوؤں میں ماں کے مرتبے پر فائز ہیں۔ گیت میں وطن کو مختلف دیویوں کا روپ قرار دیا گیا۔ اسے پوجا کے قابل سمجھا گیا ہے، باضابطہ درگا استھاپنا کی طرح ملک کی مٹی کے سامنے ہاتھ جوڑ کر جھکنے کا تصور پیش کیا گیا۔ اس میں وطن کی مٹی کو دین اور ایمان کا درجہ دیا گیا، اسے نجات دہندہ، حفاظتی قوت اور الوہی صفات کا مالک بتایا گیا، خاک وطن کی پرستش، عبادت اور

احوال وطن

* مضمون نگار کریم گنج، پورن پور، ضلع پیلی بھیت، یوپی کے متوطن ہیں۔

اس کے آگے وندنا کا حکم دیا گیا ہے۔
اسلامی نقطہ نظر سے یہ تمام تصورات قطعی نا قابل قبول ہیں۔ مسلمان وطن سے محبت کرتا ہے، اسے عزیز رکھتا ہے، اس کے لیے جان دے سکتا ہے، اس کی حفاظت کو فرض سمجھتا ہے لیکن اس کی عبادت نہیں کر سکتا۔ وطن دوڑ سکتا ہے، محبت کے جذبات جگا سکتا ہے، قربانی کا تقاضا کر سکتا ہے لیکن معبود نہیں بن سکتا۔ مسلمان صرف اللہ کی عبادت کرتا ہے صرف وہی معبودِ حقیقی ہے۔

یہ حقیقت ہندوستان کے بڑے رہنماؤں نے بھی سمجھی تھی، اسی لیے جواہر لال نہرو، سبھاش چندر بوس، ڈاکٹر رام منوہر لوہیا جیسے بڑے سیاسی اور سماجی رہنما بھی وندے ماترم کے بعض حصوں کو قومیت کے لیے موزوں نہیں سمجھتے تھے۔ آزادی کے بعد جب قومی ترانے کے انتخاب کا معاملہ آیا تو ایک بڑی کوشش کے باوجود اسے قومی گیت بنانے سے گریز کیا گیا۔ اس کی جگہ رویندر ناتھ ٹیگور کے جن گن من کو اختیار کیا گیا کیونکہ اس میں ایسی مذہبی تقدیس کا پہلو موجود نہ تھا جو کسی کمیونٹی کے عقیدے سے ٹکراتا ہو۔

یہاں ایک بنیادی سوال کھڑا ہوتا ہے کہ کیا کسی شہری کی حب الوطنی کا ثبوت کسی مخصوص مذہبی گیت کی تلاوت سے ہی دیا جا سکتا ہے؟ کیا وطن سے وفاداری کا معیار وہ الفاظ ہوں گے جو ایک خاص مذہبی شناخت رکھتے ہوں؟ کیا کوئی ریاست یا معاشرہ اپنے شہریوں کو ایسا کلام پڑھنے پر مجبور کر سکتا ہے جس کے مفہوم سے اس کے عقائد مجروح ہوتے ہوں؟ مسلمانوں سے محبت وطن کا سرٹیفکیٹ لینے کے لیے وندے ماترم پڑھوانا سراسر ناانصافی ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ ہندوستان کی آزادی کی تحریک میں مسلمانوں کا کردار فیصلہ کن رہا ہے۔ ٹیپو سلطان، بہادر شاہ ظفر، مولانا فضل حق خیر آبادی، مولانا ابو الکلام آزاد، مولانا حسرت موہانی، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، شہزادہ فیروز شاہ یہ سب اس سرزمین کے وہ سپوت تھے جنہوں نے ظلم کے مقابلے میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔

تحریک آزادی کا ہر مرحلہ مسلمانوں کی قربانیوں سے عبارت ہے۔ اگر حب الوطنی کا امتحان لینا ہو تو تاریخ کے صفحات کھول کر دیکھے جائیں نہ کہ ایسے گیتوں کو پیمانہ بنایا جائے جو اپنے اندر عقیدے کی حدود کو پامال کرنے والے تصورات رکھتے ہوں، اسلام ایک فطری دین ہے۔ وہ وطن سے محبت کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ کو دیکھ کر فرمایا: تو مجھے سب سے پیارا ہے اگر میری قوم مجھے نہ نکالتی تو میں یہاں سے نہ جاتا۔ یہ جذبہ محبتِ وطن کی اعلیٰ ترین مثال ہے مگر یہ محبت عبادت میں تبدیل نہیں ہوتی نہ ہو سکتی ہے۔

لہٰذا! وندے ماترم کا معاملہ کوئی سیاسی نعرہ یا معمولی موسیقی کا مسئلہ نہیں یہ اسلامی عقیدے کے عین قلب سے ٹکرانے والی ایک فکری حقیقت ہے جسے سمجھنا ضروری ہے، مسلمان اپنی وفاداری، خدمات، قربانیوں اور اپنی محنت کے ذریعے ثابت کرتا ہے کہ یہ ملک اس کا ہے اور وہ ملک کا مگر اس کے ایمان کی قیمت وہ الفاظ نہیں ہو سکتے جو اسے اپنی توحید سے محروم کر دیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ وندے ماترم اپنے اصل اور اپنے مفہوم کے اعتبار سے اسلامی عقیدہ توحید سے متصادم ہے، اسے پڑھنا مسلمان کے لیے جائز نہیں ہو سکتا اور کسی بھی مسلمان شہری یا بچے کو اس کے لیے مجبور کرنا صریح ناانصافی، مذہبی آزادی کی خلاف ورزی اور دستور کی روح کے منافی ہے۔ وطن سے محبت ایمان کا فطری حصہ ہے مگر وطن کی پرستش ایمان کے منافی ہے۔ یہ نکتہ نہ صرف سمجھنے بلکہ سمجھانے کے قابل بھی ہے تا کہ ملک میں امن و اعتدال اور باہمی احترام کی فضا قائم رہے۔

آج جب ملک کا سیاسی منظر نامہ شدید پولرائزیشن کا شکار ہے اور قومیت کے نام پر مذہبی علامات کو دانستہ طور پر مذہبی اقلیتوں پر مسلط کیا جا رہا ہے، وندے ماترم کا مسئلہ بھی اسی سیاسی حکمت عملی کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔ ایسے وقت میں مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ جذبات کے بھنور میں بہنے کے بجائے حکمت، بصیرت، قانون کی روشنی اور اپنے دینی شعور کے ساتھ قدم اٹھائیں، یہ حقیقت کسی سے پوشیدہ نہیں کہ موجودہ حکومت وندے ماترم جیسے حساس مذہبی مسئلے کو صرف ایک گیت یا ایک رسمی نظم کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک سیاسی ہتھیار کے طور پر استعمال کر

رہی ہے، اس کے ذریعے اکثریتی جذبات بھڑکائے جاتے ہیں، اقلیتوں کو شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

ان کی وفاداری کا امتحان لیا جاتا ہے اور انتخابی سیاست کا ایندھن مہیا کیا جاتا ہے۔ یہ ٹھوس حقیقت ہے کہ حب الوطنی کا تعلق کسی گیت، علامت یا رسوم سے نہیں بلکہ کردار، قانون کی پابندی، ملک کی خدمت اور امن کے قیام سے ہے مگر جب سیاست کا مقصد ہی پولرائزیشن ہو تو پھر ایسے مسائل کو گلے لگا کر الزام کی سیاسی فضا تیار کی جاتی ہے۔

اس پس منظر میں مسلمانوں کو سب سے پہلے اپنی فکری اور ایمانی پوزیشن کو واضح رکھنا چاہیے۔ وندے ماترم کا وہ حصہ جس میں وطن کو الوہی صفات دی گئی ہیں، اسے دیوی کا روپ دیا گیا ہے، اس کے آگے جھکنے کا حکم ہے اور اسے پوجا کے قابل سمجھا گیا ہے، مسلمان اسے نہ پڑھ سکتا ہے، نہ اس پر مجبور کیا جا سکتا ہے اور نہ ایسی کوئی توقع کسی آئینی ریاست میں روا رکھی جا سکتی ہے۔ لہٰذا! مسلمان اپنی اس دینی پوزیشن کو پوری شائستگی اور اعتماد کے ساتھ برقرار رکھیں۔ اپنا موقف نہ گھٹائیں، نہ چھپائیں، نہ خوف میں بدلیں۔

اس امت نے ہمیشہ حق کے ساتھ کھڑے ہو کر جینا سیکھا ہے مگر ساتھ ہی حکمت اور حلم سے کام لینے کا درس بھی دیتی ہے۔ ان حالات میں مسلمانوں کو اپنے آئینی حقوق سے واقف ہونا چاہیے۔ دستورِ ہند انہیں اپنے مذہب پر عمل کرنے، اسے ماننے، اس کی تعلیم دینے اور اپنے ضمیر کے مطابق زندگی گزارنے کا ناقابلِ تنسیخ حق دیتا ہے، کسی طالب علم کو کسی مذہبی یا نظریاتی کلام کی تلاوت پر مجبور کرنا آئین کی روشنی میں بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔

اس لیے والدین، سرپرست، سماجی تنظیمیں اور تعلیمی اداروں کے ذمہ دار افراد اپنے قانونی حقوق کو سمجھیں اور اگر کہیں ان حقوق کو پامال کیا جا رہا ہو تو دستوری طریقوں سے اس کا دفاع کریں، قانون کے راستے کھلے ہیں، اس لیے جذباتی نعروں کے بجائے دستوری پلیٹ فارم کو استعمال کیا جائے۔ مسلمان انتشار، غصے اور ردعمل کی سیاست میں خود کو نہ جھونکیں۔

قوم سے محبت اور اپنے عقیدے سے وفاداری کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ جذباتی تقاریر، سڑکوں پر ٹکراؤ یا تنازع کے راستے کے بجائے اپنے موقف کو علمی، اخلاقی اور قانونی بنیادوں پر پیش کریں۔ جہاں ضرورت ہو، وہاں اہل علم، مفتیانِ کرام اور دانشور اس مسئلے کی اصل حیثیت عوام کو بتائیں تاکہ عام مسلمان کنفیوژن اور دباؤ سے بچ سکیں۔ خصوصاً نوجوان طبقے کو جذبات کی بجائے حکمت کا راستہ سکھایا جائے۔ انہیں بتایا جائے کہ اسلام ہمیں جذبات سے زیادہ دلیل، صبر، ثابت قدمی اور شائستگی کا راستہ دکھاتا ہے۔ اسی کے ساتھ مسلمانوں کے اندر تعلیم، شعور اور اعتماد میں اضافہ ہونا چاہیے۔

آج جس قوم کے پاس اپنی روایت، تاریخ اور اپنے حقوق کا شعور ہوتا ہے اسے خوف دلایا نہیں جا سکتا، لہٰذا! والدین اپنے بچوں کو نہ صرف دینی تعلیم دیں بلکہ انہیں یہ بھی سکھائیں کہ اپنے آئینی اور سماجی حقوق کو کیسے سمجھ کر استعمال کرنا ہے۔ مدارس، کالجز اور تنظیمیں ایسے مسائل کے متعلق علمی مواد تیار کریں تاکہ مسلمان جذبات سے نہیں علم سے جواب دیں، مزید یہ کہ مسلمانوں کو ملک کے اندر مثبت کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔

اپنے پڑوسیوں سے بہتر تعلقات، سماج کے خیرخواہ بن جانا، خدمت، تعلیم، تجارت، اخلاق، دیانت، خیرات یہ سب وہ پہلو ہیں جن سے مسلمان اپنی وفاداری اور اپنے قومی کردار کو ثابت کر سکتے ہیں بغیر اس کے کہ وہ اپنی توحید پر کوئی سمجھوتا کریں، جو قوم اپنے کردار سے پہچانی جائے اسے کوئی گیت پڑھ کر حب الوطنی ثابت کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

یہ بھی ضروری ہے کہ مسلمانوں کے اندر اتحاد اور باہمی مشاورت قائم ہو۔ مختلف جماعتیں، تنظیمیں، ادارے اور علمائے کرام الگ الگ آواز اٹھانے کے بجائے ایک متحدہ، متوازن اور غیر جذباتی موقف پیش کریں۔ اس سے امت کے اندر اعتماد بڑھے گا اور بیرونی دنیا کو بھی ایک واضح اور مدلل پیغام جائے گا، مسلمانوں کو سمجھنا چاہیے کہ وندے ماترم کا مسئلہ وقتی نہیں بلکہ فکری چیلنج ہے۔ اسے وقتی ردعمل سے نہیں بلکہ بلند فکری سطح، دانش مندی، آئینی شعور اور دینی غیرت کے ساتھ حل کرنا ہوگا۔

مسلمان نہ تو زبردستی کسی باطل نظریئے کو قبول کریں اور نہ ہی اپنی شرافت وتہذیب کو چھوڑیں۔

ان کا راستہ وہی ہے جو تاریخ اسلام نے ہمیشہ دکھایا ہے، عقیدے پر استقامت، کردار میں پختگی، زبان میں شائستگی اور قانون کے دائرے میں مضبوط کھڑے رہنا۔

یاد رہے کہ وطن سے محبت ایمان کے منافی نہیں اور ایمان کی حفاظت وطن دشمنی نہیں۔ مسلمان اس ملک کے وفادار تھے، ہیں اور رہیں گے مگر ان کی وفاداری کا معیار کوئی ایسا گیت نہیں ہوسکتا جس کے الفاظ ان کے خالق حقیقی کی ربوبیت کے خلاف جاتے ہوں، ایمان کی حفاظت پہلی ترجیح ہے اور وطن کی خیرخواہی اس کے ساتھ ساتھ چلتی ہے۔

آج کے اس انتشار بھرے ماحول میں مسلمان جب اپنے ایمان کے ساتھ اپنے آئینی حق کا تحفظ کریں گے تو یہی طرزِ عمل ملک میں امن، رواداری، باہمی احترام اور صحیح معنوں میں جمہوری فضا کو فروغ دے گا۔ □□□

ص ۴۹ رکابقیہ ....

ہم خدام آستانہ اور تمام مسلمانانِ اجمیر کے دلوں پر نقش ہو گئی، آج تک ہم خدام میں اس حاضری کے چرچے ہوتے ہیں۔" (دربارِ چشت، مولانا سید حسین علی اجمیری، ص ۶۰)

دربار سلطان الہند میں اعلیٰ حضرت کی قدر ومنزلت کا اندازہ اس ایک جملے سے بخوبی ہوتا ہے "یہ حاضری ایسی عقیدت ومحبت کی حامل تھی کہ ہم خدام آستانہ اور تمام مسلمانانِ اجمیر کے دلوں پر نقش ہوگئی۔ آج تک ہم خدام میں اس حاضری کے چرچے ہوتے ہیں۔" □□□

ص ۵۱ رکابقیہ ....

فیوض ذات مسعودی سے ہے ہندوستاں روشن
ضیائے ماہ طیبہ پر ضیا مسعود غازی ہیں

علوم دین سے مملو فنون جنگ میں ماہر
یداللہ بازوئے شاہ ہدیٰ مسعود غازی ہیں

انھیں حاصل ہوا احقاق حق میں ہے یدطولیٰ
فدائے دیں فدائے مرتضیٰ مسعود غازی ہیں

انھیں سے آئی خوشیوں کی بہاریں ہند میں ہر سو
سلامت، امن وراحت کی فضا مسعود غازی ہیں

کوئی تصویر کیا کھینچے گا ان کے حسن یکتا کی
جمال مصطفیٰ یوسف لِقا مسعود غازی ہیں

انوکھی بات ہے ان کی انوکھی شان ہے ان کی
ضیائے لمع شمع من رأی مسعود غازی ہیں

مشام جاں معطر ہوتا ہے ان کے تصور سے
بہارِ باغ آلِ مرتضیٰ مسعود غازی ہیں

درِ فردوس والا سے کوئی محروم کیوں لوٹے
سخی ہی بس نہیں عین سخا مسعود غازی ہیں

عقیدتمندوں کی حاجت روائی کرتے ہیں ہر دم
سراپا رافتِ رب العلیٰ مسعود غازی ہیں

زیارت جن کی کرنے سے خدا کی یاد آتی ہے
وہی آئینۂ ذات خدا مسعود غازی ہیں

جنہوں نے کفر کی تاریکیاں کافور فرمائی
وہی شمع ھدیٰ ظلمت زِدا مسعود غازی ہیں

اسی کو ما حصل سمجھو حقیقت میں جسیم اکرم
رضائے مصطفیٰ رب کی رضا مسعود غازی ہیں

□ □ □

ص ۶ رکابقیہ ....

ہوتا بلکہ اس کا عمومی اور خصوصی استعمال اپنے دیوی دیوتاؤں اور دیوی دیوتا روپی معظم افراد کے لیے کیا جاتا ہے۔ صرف تعریف کے لیے لفظ پرشنسا (प्रशंसा) سراہنا (विषेशता) وشیشتا (सराहना) جیسے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔

ہندو دھرم میں بھارت ایک دیوی ہے

ہندو سماج میں بھارت کو ایک دیوی مانا جاتا ہے۔ اس حوالے سے وید اور والمیکی رامائن کے حوالے بھی دیئے جاتے ہیں۔ جن میں بھارت کی زمین کو دیوی اور پالنہار مانا گیا ہے۔ علامتی مورتی بھی استعمال ہوتی ہے۔ ملک کے مختلف حصوں میں "بھارت ماتا" کے مندر بھی بنے ہوئے ہیں۔ جنگ آزادی کے عظیم رہنما شری موہن داس گاندھی نے سن 1936 میں

بنارس میں بھارت ماتا مندر کا افتتاح کیا تھا۔اس مندر کو شو پرساد گپتا نے بنوایا تھا۔سن 1973 میں بھارت ماتا کا مندر ہری دوار میں بنایا گیا۔

جنوری 2017ء میں اجین میں بھارت ماتا مندر کا افتتاح کیا گیا اور سال 2024ء میں بھارت کے وزیر اعظم نے بھارت ماتا کے احترام میں خصوصی طور پر سو روپے کا سکہ جاری کیا جس پر بھارت ماتا کی تصویر بنی ہوئی ہے۔

مذکورہ تفصیل سے واضح ہے کہ بھارت جو ہمارا وطن ہے وہ ہمارے ہم وطن ہندوؤں کے لئے صرف وطن نہیں بل کہ دیوی کے درجے میں ہے۔اس لیے اظہار محبت کے طور پر ان کا بھارت کو دیوی کہنا، اس کی پوجا کرنا، اس کی پالہناری کے نعرے لگانا ان کے دھرم کے مطابق ہے لیکن ایسا کرنا کسی بھی طور پر ایک مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کیوں کہ ہمارے یہاں خداوند قدوس کے علاوہ کسی کو خدائی میں شریک ماننا جائز نہیں ہے۔

اسلام اور ہندو دھرم میں بنیادی فرق

اسلام بنیادی طور پر توحیدی مذہب ہے۔جسے ہندی زبان میں ایکیشورواد (एकेश्वरवाद) کہا جاتا ہے۔یعنی ایک ہی خدا کی عبادت کرنا، اس کے سوا کسی کو نہ ماننا۔کسی کو اس کی ذات وصفات میں شریک نہ کرنا۔ہندو دھرم بنیادی طور پر شرک (बहुदेववाद) میں یقین رکھتا ہے، یعنی ایک سے زیادہ خداؤں، دیوی دیوتاؤں کو ماننا۔یہی وہ بنیادی فرق ہے جو اسلام اور ہندو دھرم کے درمیان فرق اور امتیاز پیدا کرتا ہے۔

ہمارے یہاں اللہ کی معبودیت اور اس کی خدائی میں کسی پیغمبر کو بھی شریک نہیں کر سکتے۔جب پیغمبر تک کو اللہ کی خدائی میں شریک نہیں کیا جا سکتا تو کسی وطن یا ملک کو کس طرح اللہ کے برابر یا خدائی کے درجے میں شامل کیا جا سکتا ہے؟

اس کے برعکس ہندو دھرم میں چونکہ شرکت الوہیت کا عقیدہ پایا جاتا ہے اس لیے ان کا وطن کو خدائی کے درجے میں رکھنا، دیوی ماننا ان کے عقیدے کے اعتبار سے تو درست ہو سکتا ہے لیکن حب الوطنی کے نام پر وہ اسی عقیدے کو مسلمانوں پر لادنے کی کوشش کریں تو ایسا کرنا عقلاً درست ہے نہ قانوناً! اور اخلاقی اعتبار سے بھی ایسا کرنا کسی طور پر قرین انصاف نہیں ہے۔

جنگ آزادی اور حب الوطنی

وندے ماترم کے حامیوں کا زور اس بات پر زیادہ رہتا ہے کہ مذکورہ ترانہ جنگ آزادی کے انقلابیوں نے استعمال کیا ہے، اسی کو آڑ بنا کر جذباتیت کا کھیل کھیلا جاتا ہے، مگر ذرا ٹھہریں! حب الوطنی اور انقلابیوں کے نام پر جذباتی فضا بنانے اور مسلمانوں سے مطالبہ کرنے والوں سے ہمارے کچھ سوالات ہیں:

کیا جنگ آزادی کی ساری لڑائی ہندو سماج کے لوگوں نے لڑی تھی؟ کیا جنگ آزادی میں دوسرے مذاہب کے لوگ نہیں تھے؟ کیا جنگ آزادی خالص مذہبی بنیاد پر لڑی گئی تھی؟ یہ وہ سوالات ہیں جو ہر اس انسان کا منہ بند کر دیں گے جو جنگ آزادی اور انقلابیوں کا تذکرہ چھیڑ کر مسلمانوں کو دبانا چاہتا ہے، اس کے علاوہ کچھ اہم نکات بھی ذہن نشین رکھیں جو معترضین کی زبان بندی کے لیے ضروری ہیں۔

جنگ آزادی کی ابتداء، اس گیت کے لکھنے سے پہلے ہی ہو چکی تھی، یہ گیت 1875 میں لکھا گیا جب کہ آزادی کی پہلی لڑائی اس گیت سے اٹھارہ سال پہلے سن 1857ء میں لڑی گئی تھی۔اس وقت بنکم چندر محض انیس سال کے تھے اور کلکتہ کے انگریزی کالج میں پڑھائی کر رہے تھے، پہلی جنگ آزادی کے قائدین میں مغل شہنشاہ بہادر شاہ ظفر، جنرل بخت خان اور مولانا فضل حق خیرآبادی جیسے افراد تھے، تو ہندو سماج کی جانب سے رانی لکشمی بائی، تانتیا ٹوپے اور منگل پانڈے جیسے افراد بھی شریک جنگ ہوئے۔اس وقت تک وندے ماترم کا نام ونشان تک نہیں تھا تو ہندو انقلابی کس نعرے کا استعمال کرتے تھے؟

یہ بات تاریخی حقائق کا حصہ ہے کہ جنگ آزادی میں اگر ہندو مذاہب کے لوگوں نے اپنی قربانیاں دی ہیں تو مسلمان مجاہدین بھی قربانی دینے میں کسی سے پیچھے نہیں رہے۔بعد کے زمانے میں اگر کچھ انقلابی وندے ماترم کا نعرہ لگاتے تھے تو مسلم مجاہدین آزادی "انقلاب زندہ باد" کے نعروں سے اپنا لہو

گرماتے تھے۔

ایک طرف بھگت سنگھ، چندر شیکھر، راج گرو، سکھ دیو اور سبھاش چندر بوس جیسے انقلابی نظر آتے ہیں تو دوسری جانب مولانا کفایت علی کافی، مولانا احمد اللہ شاہ مدراسی، مولانا وہاج الدین، خان بہادر خان اور مولانا فضل حق خیر آبادی جیسے مجاہدین آزادی بھی وطن پر جان لٹاتے نظر آتے ہیں۔

تاریخی نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے تو جنگ آزادی کی ابتدا ہی مسلمانوں کی قیادت اور غلبے سے ہوئی۔ اس لیے حب الوطنی کے نام پر مسلمانوں پر اپنا مذہبی نعرہ یا ترانہ تھوپنا کسی طور پر بھی درست قرار نہیں دیا جا سکتا۔ وطن سے محبت کے لیے ہمیں کسی ثبوت اور دلیل دینے کی ضرورت نہیں ہے، آج بھی کالا پانی جیل کے دروازے پر علامہ فضل حق خیر آبادی کی قبر ہماری حب الوطنی کی گواہ بنی ہوئی ہے۔

جذبہ ضروری یا الفاظ؟

حالیہ مباحثے میں سب سے عجیب و غریب بات یہ ہے کہ ساری گفتگو لفظوں پر ہو رہی ہے، جذبے پر سرے سے کوئی گفتگو ہی نہیں ہو رہی ہے۔ جب کہ بنیادی بات یہ ہے کہ ہمیں جذبہ حب الوطنی پر بات کرنا چاہیے نا کہ اس پر کہ حب الوطنی کا اظہار کن لفظوں کے ذریعے کیا جائے گا؟

ہر انسان اپنی تہذیب اور اپنے مذہب کے مطابق ہی لفظوں کا استعمال کرتا ہے۔ ہندو سماج حب الوطنی کا اظہار جن لفظوں کے ذریعے کرتا ہے وہ اس کی تہذیب کے مطابق ہوتے ہیں۔ مسلمان حب الوطنی کا اظہار ان لفظوں کے ذریعے کرتا ہے کہ جو ان کی اپنی تہذیب کے مطابق ہوتے ہیں۔ جذبہ دونوں کا ایک ہی ہے، اپنے وطن سے محبت، اپنے وطن کی حفاظت، اپنے وطن کی فلاح اور بہبودی کے لیے کام کرنا۔ اس جذبے میں کوئی مسلمان کسی سے پیچھے ہے، پیچھے تھا اور نہ کبھی رہے گا۔

لیکن بات جذبے سے ہٹا کر لفظوں پر ڈال دی گئی ہے اور حب الوطنی کے نام پر زبردستی اپنے الفاظ، اپنا عقیدہ مسلمانوں پر تھوپنے کی جو کوشش ہو رہی ہے وہ کسی طور پر بھی قابل قبول نہیں ہے۔ حب الوطنی کے جذبے میں مسلمان کسی بھی ہندو سے کبھی پیچھے نہیں رہا اور نہ کبھی رہے گا۔ لیکن اگر زور اس بات پر ہو کہ حب الوطنی کا اظہار صرف انہی لفظوں کے ساتھ قابل قبول ہے جو ہندو آستھا کے مطابق ہوں تو یہ بات سراسر غلط اور ناقابل قبول ہے۔

ہمارا دو ٹوک موقف ہے کہ حب الوطنی میں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ وطن کی حفاظت ساتھ مل کر انجام دیں گے لیکن حب الوطنی کے نام پر اگر آپ یہ چاہیں کہ مسلمان وطن عزیز کی مٹی کو دیوی مانیں، خدائی کے درجے میں شامل کر لیں یہ کسی بھی طور پر ممکن نہیں ہے۔ مسلمان کسی بھی طور پر کسی شخص، جگہ یا وطن کو ہرگز ہرگز اللہ تعالیٰ کی خدائی میں شریک نہیں کر سکتا۔

ص ۴۷ کا بقیہ ....

میں رہیں گے۔" (البینۃ: 6)

یعنی بنی اسرائیل کے بہتر فرقے ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت تہتر فرقوں میں بٹے گی مگر ان میں بھی بہتر ہی فرقوں کے عقائد و خیالات باطل ہوں گے، ان کے بھی دلوں سے ایمان رخصت ہو جائے گا، مسلمان نہ رہے گا، جس کی وجہ سے وہ بھی ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ (دیکھئے! رسالہ "بہتر فرقے ہمیشہ جہنم میں" از مولانا رضوان احمد نوری شریفی صاحب، تقریظ حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خان قادری قدس سرہٗ/ فتاویٰ فیض الرسول 1/154، اکبر بک سیلرز لاہور)

اب جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ میرا کوئی فرقہ نہیں! وہ خود ایک نئے فرقہ کا رکن ہیں اور وہ ضرور کافر و مرتد اور ہمیشہ جہنم کی آگ میں رہنے والا ہے۔ (فتاویٰ مفتی اعظم ج2، ص:-178، امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

اللہ تعالیٰ ہمیں فتنۂ صلح کلیت اور اُن کی نحوست سے بچائے اور بدمذہبوں کی تردید کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین بجاہِ سیّدِ المُرسَلین، و خاتمِ النّبیّین، وَالمَعصُومین ﷺ۔

قارئین کرام
یہ شمارہ آپ کو کیسا لگا؟
ہم آپ کے تأثرات کے منتظر ہیں

از: مولانا پٹیل عبد الرحمٰن مصباحی*

مدارس میں کتاب! کتاب سے رجال

بات دل خراش ہو تو مرحلہ وار کرنی چاہیے تاکہ نفیس طبیعت والے ذہین لوگوں پر کم گراں گزرے۔ یہ کہانی اگر راجدھانی دہلی سے شروع کی جائے اور مسجدِ جامع کے ارد گرد کے علاقے کو دیکھا جائے تو مٹیا محل کا وہ کتاب خیز علاقہ جہاں چاروں طرف کتابیں کیا، ایسا لگتا تھا کہ کتب خانے بکھرے پڑے ہیں، آج وہ علاقہ بھی ذہنی غذا سے زیادہ پیٹ پوجا کے سامان پر محیط ہوتا جا رہا ہے۔ خانقاہ میں کتب بینی و کتب فروشی پر بہت اصرار تو نہیں کیا جا سکتا کہ وہ تو عشق کے مے خانے ہیں جہاں ساقی حروف کی سیاہی کا محتاج نہیں ہوتا بلکہ نگاہوں کے نور سے پلا کر ظاہر کو شریعت سے مزین اور باطن کو طریقت سے آراستہ کر دیتا ہے۔

البتہ چند آدابِ مریدین کے شہ پارے اور دو چار احوال و آثار کے صحیفے دستیاب ہوں تو ضرور مستحب کی منزل میں آئیں گے، مگر اب خانقاہوں کی تقریبات میں درواز ے رسومات کی اُن اشیا سے بھرے ہوتے ہیں جن رسومات کی ادائیگی میں کتاب سب سے آخری درجے پر بھی نہیں آتی۔ ہاں! مدارس کے بارے میں یہ بات مسلّم ہے کہ مدرسہ جتنا بڑا کتاب کدہ بن جائے اتنا زیادہ کامیاب کہلاتا ہے، یہاں تو کتابوں پر مرنے اور اوراق کو کفن بنانے کی قسمیں کھانا ایک معمول مانا جاتا ہے۔ اگر یہ کتابوں سے رونق پانے والے مدارس بھی جامع مسجد کے دامن یا خانقاہ کے صحن کی طرح "قحط الکتاب" کا نظارہ پیش کرنے لگیں تو بات اور زیادہ گمبھیر ہو جاتی ہے۔

ویسے یہاں ایک قسم کا تلازم ہے، جہاں قحط الرجال وہاں قحط الکتاب اور جہاں کتاب نہیں وہاں رجال بھی معدوم۔ مدارس معیار اور رقبے کے لحاظ سے دو قسم پر ہیں، کچھ چھوٹے چھوٹے سنگ میل کی طرح اور کچھ بڑے سرائے کی مانند، علم کی منزل حاصل کرتے ہوئے درمیان میں دونوں پڑتے ہیں مگر اپنے اپنے قد کے لحاظ سے، کتابوں اور ان کی خریداری کے سلسلے میں ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ چھوٹے مدارس میں اپنی چھوٹی بڑی تقریبات کے موقع پر چند منتخب کتب فروشوں کو [دو افراد کے قیام و طعام کی شرط پر] مدعو کیا جائے اور محدود تعداد میں مختلف فنون کی کتابوں کا اسٹال لگایا جائے، پھر طلبہ کو کتابوں کی خریداری پر اکسایا بلکہ للچایا جائے اور مہنگی کتابوں کی قیمت ادا کرنے کے لیے تعاونی انتظامات پر بھی غور کیا جائے۔

بڑے مدارس تو پھر بڑے مدارس ہیں، وہاں تو کتب فروش بغیر دعوت کے پہنچے رہتے ہیں، طلبہ خود کتابوں کی خریداری کے شوقین ہوتے ہیں بلکہ اپنی جمع پونجی میں سے کچھ رقم خریداریِ کتب کے لیے مختص بھی رکھتے ہیں۔ ایسے میں صرف دونوں بائع و مشتری کی حوصلہ افزائی ہی کافی ہوتی ہے کتابوں کے بازار میں تیزی لانے کے لیے۔ یہ تیزی صرف کتاب بازار کی معاشی تیزی نہ ہوگی، بلکہ یہ تعلیم کے مجموعی ماحول میں ذہنی ارتقا کا سبب اور رجالِ کار کی پیدائش کا اولین ذریعہ بھی ہوگی۔

مذکورہ توقعات پر کام کرنا واقعی ایک ضرورت ہے مگر اس کے لیے آج کی حقیقت کا پیش نظر ہونا بھی ضروری ہے، کیوں کہ جب تک تشخیص درست نہ ہو علاج ممکن نہیں۔ اگر ایک طرف بڑے مدارس؛ جو کہ بھارت میں ہم اہل سنت کے پاس گنتی کے ہیں؛ ان میں یہ کیفیت پیدا ہو چکی ہو کہ بڑی تقریبات بھی کتابوں کے اسٹال، ٹھیلے، گیلری، پریزینٹیشن وغیرہ کے جداگانہ اہتمام سے خالی ہوں اور روز بروز کتاب فروش قلت خرید کے سبب اپنی موجودگی پر عدم موجودگی کو ترجیح دینے لگے ہوں اور دوسری طرف چھوٹے مدارس میں چھوٹی بڑی کسی تقریب میں کتاب کی فروخت

تو کجا اس کی نمائش تک نہ ہوتی ہو یا ایسی کوئی پلاننگ دور دور تک کسی منتظم کے ذہن میں بھی نہ ہو تو واقعی یہ ایسی صورت حال ہے جو زمانۂ قحط الرجال کی دبے پاؤں آمد کا اعلان کر رہی ہے۔

ظاہر ہے جب قحط الرجال کا پوشیدہ اعلان ہو رہا ہو تو کچھ علامات بھی ظاہر ہوتی ہیں، مثلاً خود چھوٹے بڑے مدارس کی بڑی چھوٹی تقریبات میں کتابوں سے زیادہ اردو والوں کے کباب اور انگریزی والوں کے برگر بکتے ہیں، کتابوں سے زیادہ جبے ٹوپی اور تسبیح کا کاروبار چلتا ہے، کتابوں کی بِکری میں بھی تنزلی کی ترتیب ہو جاتی ہے، عجیب وغریب سوالات کی کتابیں، پنج سورے، قدیم روایتی موضوعات کی کتابیں اور اخیر میں اسلام کا حقیقی فہم پیدا کرنے والی کتابیں۔

بڑے مدارس کی بڑی تقریبات میں "کتابوں کا رقبہ" کم ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ اشیائے خورد و نوش اور اشیائے زیب و زینت کے مقابلے میں کتابوں کی جگہ دسویں حصے کے برابر یا اس سے کم رہ جاتی ہے. ویسے سچ کہیں تو یہ کوئی فطری تبدیلی نہیں ہے، بلکہ یہ ایک کُلّی نظام کے جزئی مظہر کے طور پر باقاعدہ پیدا شدہ تبدیلی ہے۔

ایک ایسی دنیا جہاں "صارفانہ تہذیب" فروغ پاتی ہے تو اپنے ساتھ قلت تفکر اور نخوتِ برانڈ لے کر آتی ہے، یعنی جہاں ایک شخص آئی فون ہاتھ میں تھامنے، رولیکس کلائی میں پہننے، اوڈی میں سوار ہونے اور کسی پانچ ستارہ ہوٹل میں ڈنر کرنے کو عظمت سمجھتا ہو وہاں ذہنی نشو و نما اور فکری مشغلوں کی کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی. ایسے میں بنجر ذہن مطالعۂ کتب سے نہ صرف یہ کہ غافل رہتا ہے بلکہ سرے سے ایسے کسی کام کو جانتا ہی نہیں ہے۔

جدید لائف اسٹائل میں کتاب کی جگہ آخری پائیدان پر بھی تب بنتی ہے جب کہ وہ کتاب کسی خرچ کے طریقے یا ذریعے کو سیکھنے سکھانے والی ہو، ورنہ کتاب کاغذات کے وزن کے اعتبار سے خرید و فروخت کے قابل تو ہو سکتی ہے، کسی ذہنی ورزش کا سامان نہیں ہو سکتی۔

ایسے جدید تہذیبی ماحول میں ہمارے سامنے ایک پوری نسل وجود میں آئی ہے جو اسکول کے چند کالے حروف ڈگری کے لیے رٹ کر فارغ ہو جاتی ہے، اسے اپنی فکری صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کی فکر تو کجا شعور تک نہیں ہوتا۔

ہمیں اسکولوں کے تعلیم سرا سے تو زیادہ غرض نہیں اس لیے کہ ہم ٹھہرے تنگ نظر مُلّا، سو ہم اپنی نظر مدارس تک محدود رکھتے ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ مدارس میں استاد مرکزی نظام ترک کر کے گزشتہ نصف صدی میں اسکول سسٹم رائج کرنے کی پاداش میں تقریباً اسکول والی "فارغ ذہنی" یہاں زیر تعلیم افراد میں بھی نظر آنے لگی ہے. چند نصابی سرگرمیوں کے زور پر سند پانے کی کوشش اور سند کے سہارے جاب کے لیے گردش، بس اتنی تگ و دو حاصل بن چکی ہے پورے تعلیمی نہج کا. یہاں بھی ایسی ذہنی وسعت اور ایسا وسیع علم؛ جو اسلام کے گہرے فہم اور اعلیٰ تفہیم پر مشتمل ہو؛ مطمح نظر نہیں رہے تو کم از کم نگاہِ متعلم سے اوجھل ضرور ہو گئے ہیں۔

کتابوں سے رجال پیدا کرنا اور رجال سے پھر کتاب حاصل کرنا، یہی وہ چکر ہے جو قوموں کی تدبر کی چکی کو رواں دواں رکھتا ہے، کتاب کو اپنے درمیان پھر سے جگہ دیجیے، بڑی جگہ دیجیے، بڑے اسٹال، بڑی لائبریری. پھر کتاب لانے والوں کو پابند کیجیے کہ تنوع کے ساتھ اسٹال لگائیں، موضوعاتی تنوع بھی اور ترتیب کا تنوع بھی. طلبہ کے گرد اتنا کتابی ذخیرہ بکھیر دیجیے کہ وہ پڑھنے پر مجبور اور خریدنے پر مائل ہو جائیں. آپ ہاتھ میں کتاب تھما دیجیے، بدلے میں کتاب آپ کو رجال بنا کر دے گی. ایسا ہی ہوتا ہے، کر کے دیکھیے، خود دیکھ لیں گے کہ ایسا ہی ہوتا ہے۔

قارئین کرام توجہ فرمائیں

ادارہ ہر ماہ پابندی کے ساتھ آپ کو رسالہ بھیجتا ہے مگر ڈاک کی لاپرواہی کی وجہ سے کچھ لوگوں کو رسالہ نہیں پہنچ پاتا، ایسے ممبران سے التماس ہے کہ ہمیں فون کر کے مطلع فرمائیں تا کہ محکمۂ ڈاک میں شکایت کر کے رسالہ پہنچایا جا سکے۔

از: مولانا محمد توصیف رضا قادری علیمی *

فتنۂ صلح کلیت کی نحوست! سد باب اور شرعی احکام

انسانی تاریخ میں ایسے فتنوں نے جنم لیا ہے جنہوں نے صدیوں تک امت مسلمہ کے فکری و اعتقادی ڈھانچے کو ہلا کر رکھ دیا، ان ہی فتنوں میں ایک خطرناک اور گمراہ کن فتنے کا نام صلح کلیت ہے، یہ فتنہ دراصل دینِ اسلام کی اصل تعلیمات اور امتیازی خصوصیات کو مٹا کر، تمام باطل ادیان وملل کو یکساں درجہ دینے اور ہر مذہب کے ماننے والوں کو "برحق" قرار دینے کی سازش کا دوسرا نام ہے۔

صلح کلیت کی تعریف

لفظ "صلح کلیت" دو الفاظ سے مرکب ہے، صلح یعنی میل جول اور کلیت یعنی سب کے ساتھ۔ ایسا رویہ جس میں سب فرقوں کو حق پر سمجھے یا ان سے دینی سطح پر مصالحت کرلے، اسے "صلح کلی" کہلاتا ہے اور اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اسلام کے اصل عقائد کی سرحدیں دھندلا دی جائیں تاکہ حق و باطل ایک ہی صف میں نظر آئیں۔

صلح کلیت کی ابتدا

فتنۂ صلح کلیت برصغیر ہند میں مغلیہ بادشاہ اکبر نے "دینِ الٰہی" کے نام سے شروع کیا۔ جس میں اسلام، ہندومت، بدھ مت، عیسائیت اور دیگر مذاہب کا ملغوبہ تیار کیا گیا۔ مقصد یہ تھا کہ سلطنت کے تمام عوام کو ایک ہی "مذہبی چھت" کے نیچے جمع کیا جائے اور مذہبی اختلافات کو ختم کر دیا جائے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ نظریہ اسلام کو کمزور کرنے اور اس کی امتیازی حیثیت کو مٹانے کی ایک چال تھی۔

موجودہ دور میں صلح کلیت

یہ چیز واضح رہے کہ آج کے دور میں صلح کلیت سے مراد تمام بدمذاہب (مثلاً وہابی، دیوبندی، اہل حدیث، قادیانی، رافضی وغیرہ) سے عملی یا اعتقادی طور پر صلح کر لینا یا اُن بدمذہبوں سے میل جول رکھنا یا اُنہیں حق جاننا بہر حال صلح کلیت ہے۔

احکام واقسام

(1) عملی صلح کلی: جو ان بدمذہبوں سے میل جول، شادی بیاہ وغیرہم کسی بھی طرح کی رشتے داری رکھیں لیکن ان کے عقائد باطلہ کو نہ مانے یا نہ جانے، عملی صلح کلی ہے اور وہ فاسق وگمراہ ہے، سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں:

"وہابی وغیر مقلدین و دیوبندی ومرزائی وغیرہم فرقے آج کل سب کفار مرتدین ہیں، ان کے پاس نشست برخاست حرام ہے، ان سے میل جول حرام ہے، اگرچہ اپنا باپ یا بھائی یا بیٹے ہوں اور اگر ان کو یقیناً کافر جانتا ہے اور پھر ان سے میل جول رکھتا ہے تو اگرچہ اس قدر سے کافر نہ ہوگا مگر فاسق ضرور ہے اور اسے امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی قریب بحرام کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب۔" (فتاویٰ رضویہ، 9/311-312، رضا اکیڈمی ممبئ)

ف:۱ اس طرح کی صلح کلی! آج کل سنیوں میں بڑھتی جا رہی ہے، اس کی علامت یہ ہے کہ بدمذہبوں (گستاخوں) سے دوستی، محبت، میل جول، ان کے یہاں جانا، انہیں اپنے یہاں بلانا، اہل سنت کی مساجد میں آنے دینا، درس وتبلیغ کی اجازت دینا، منع کرنے پر باز نہ آنا، ان کی طرف جھکاؤ یا مائل ہونا، بالخصوص اُن کے رد کرنے پر اپنی ناراضگی ظاہر کرنا اور پوچھنے پر مصلحت کا بہانہ بنانا وغیرہ بدمذہبی اور ایسے صلح کلی سخت فاسق بلکہ بعض صورتوں میں گمراہ اور اُن کے پیچھے نماز نہیں ہوگی۔

(فتاویٰ رضویہ، 11/258، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

ف:۲ چونکہ وہابی دیوبندی اجماعاً کافر ومرتد بے دین ہیں،

احوال قوم وملت

* مضمون نگار اعلیٰ حضرت مشن کٹیہار بہار کے بانی ہیں۔

لہٰذا اُن سے کسی طرح کا معاملہ بالخصوص علما کو منع ہے کہ اُن کا ملنا عوام کے لیے گمراہی کا سبب ہے۔حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"علما کے لئے کچھ تخصیص وجوب نہیں بلکہ علما پر اس صورت میں مواخذہ شدید ہے کہ بدمذہبوں سے ان کا ملنا ہزاروں عوام کے ارتداد وگمراہی کا موجب ہوگا اور ایسے لوگ قائد اہل سنت کہلانے کے مستحق نہیں۔"

(فتاویٰ تاج الشریعہ، 2/231، جامعۃ الرضا بریلی شریف)

(2) اعتقادی صلح کلی: یہ چیز صاف ہے کہ جوان بدمذہبوں سے میل جول رکھے، ساتھ ہی ان کے عقائد کُفریہ سے مطلع ہو کر اُن کے کفر میں شک کرے یا کلی طور پر اُن کے عقائد باطلہ کو حق جانے (یعنی جن بدمذہبوں کی بدمذہبی حد کُفر تک پہنچ گئی ہے) اور جو یہ اعتقاد رکھے کہ وہ سب حق پر ہیں تو وہ اعتقادی صلح کلی ہے اور ایسا صلح کلی بلا شبہ کافر و مرتد ہے۔حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"ایسا صلح کلی جو دیوبندیوں وغیرہم کو جن کی بدمذہبی حد کفر تک پہنچ گئی دانستہ مسلمان جانے انہیں کی طرح مرتد، بے دین ہے۔اس کے (یعنی ایسے صلح کلی کے) پیچھے نماز محض باطل بلکہ اسے دانستہ امام بنانا کفر ہے کہ تعظیم کافر کفر اور انہیں صف میں کھڑا کرنا حرام ہے۔"

(فتاویٰ تاج الشریعہ، 2/184، جامعۃ الرضا بریلی شریف)

ف:۱ ایسا صلح کلی اکثر وہابی دیوبندی رافضی وغیرہ تمام بدمذاہب میں پائے جاتے ہیں جو تقیہ کر کے سنیوں کے صفوں میں شامل ہو جاتے ہیں اور اپنی اقوال ملعونہ کی پرچار کرتے ہیں۔حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ القوی تحریر فرماتے ہیں:

"آج کل کے بہت سے وہابی بھی اپنی وہابیت چھپاتے اور خود کو سنی ظاہر کرتے ہیں اور جب موقع پاتے ہیں تو بدمذہبی کی آہستہ آہستہ تبلیغ کرتے ہیں۔

(بہار شریعت: 16/534، مکتبۃ المدینۃ)

ف:۲ اس طرح کی صلح کلی کی علامت، عملی صلح کلی ہی کی طرح ہوتی ہے۔پس اس میں خاص علامت یہ ہے کہ جب اُن بدمذہبوں کے کفریہ عقائد سے مطلع کراؤ اور اس سے توبہ کرنے کو کہو تو انکار کر دیتے ہیں، جو کہ چھپا ہوا بدمذہب ہوتا ہے، شارح بُخاری مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ ایسے بدمذہب سے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

"پھر جب یہ اس کفری قول سے توبہ کرنے سے انکار کرتا ہے تو یہ بھی دلیل ہے کہ واقعی وہ دیوبندی ہے، اگر وہ سنی ہوتا تو ضرور توبہ کر لیتا۔"

(فتاویٰ شارح بُخاری، 377-3/378، دائرۃ البرکات گھوسی)

صلح کلیت کی نحوست

(1) بدمذہبوں پر سختی نہ کرو، کہنا: یہ صلح کل کا پہلا درجہ ہے اور یہ گمراہی ہے، حدیث پاک میں ہے:

"إذا رأيتم صاحب بدعة فاكفهروا في وجهه فإن الله يبغض كل مبتدع اھ (ت) جب تم کسی بدمذہب کو دیکھو تو اس کے سامنے ترش روئی (سختی) سے پیش آؤ اس لیے کہ خدائے تعالیٰ ہر بدمذہب کو دشمن رکھتا ہے۔" (تاریخ دمشق لابن عساکر، رقم الحدیث: 5144، /33743، ط: دار الفکر بیروت لبنان)

معلوم ہوا کہ بدمذہبوں کے ساتھ لطف و مہربانی سے پیش آنا جائز نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں۔لہٰذا اُن پر سختی کی جائے گی اور جو لوگ "ان پر سختی نہ کرو" کہتے ہیں وہ خود انہیں کی طرح بدمذہب اور اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے۔

(2) بدمذہبوں کی برائی نہ کرو، کہنا: یہ صلح کل کا دوسرا درجہ اور بدترین گمراہی ہے، حدیث پاک میں ہے:

"عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَتَرْعَوُونَ عَنْ ذِكْرِ الْفَاجِرِ؟ اذْكُرُوهُ بِمَا فِيهِ كَيْ يَعْرِفَهُ النَّاسُ وَيَحْذَرَهُ النَّاسُ۔ (ت) حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے دادا سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ فاجر کو برا کہنے سے پرہیز کرتے ہو آخر

اسے لوگ کیوں کر پہچانیں گے فاجر کی برائیاں بیان کرو تا کہ لوگ اس سے بچیں۔" (السنن الکبری للبیہقی، رقم الحدیث: 20914، 10/354، ط: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان)

اور یہ جاننا چاہیے کہ بدمذہب وگمراہ کی ضرر فاسق کے ضرر سے بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اسی لیے ان کی برائی بیان کرنا اور ان کے کفریہ عقائد سے لوگوں کو باخبر کرنا نہایت ضروری ہے، علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ (ت ۷۹۳ھ) فرماتے ہیں:

"حكم المبتدع البغض والعداوة والإعراض عنه والإهانة والطعن واللعن اھ (ت) بدمذہب کے لئے شریعت کا حکم یہ ہے کہ اس کے ساتھ بغض وعداوت رکھیں اور اس سے بچیں اس کی توہین اور اس پر لعن طعن کریں۔"

(شرح المقاصد، 5/231، عالم الکتب بیروت، لبنان)

(3) کافر کو کافر نہ کہو، کہنا: حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

" کافر کو کافر جاننا ضروریاتِ دین سے ہے، قطعی کافر کے کفر میں شک بھی آدمی کو کافر بنا دیتا ہے، اِس زمانہ میں بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ میاں! جتنی دیر اسے کافر کہو گے اُتنی دیر اللہ اللہ کرو یہ ثواب کی بات ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہم کب کہتے ہیں کہ کافر کافر کا وظیفہ کرلو! مقصود یہ ہے کہ اسے کافر جانو اور پوچھا جائے تو قطعاً (یعنی یقینی طور پر) کافر کہو، نہ یہ کہ اپنی صلح کل سے اس کے کفر پر پردہ ڈالو۔"

(ایضاً، 187-1/186، مکتبۃ المدینۃ)

ف:۱ ایسے صلح کل کو جب اُن بدمذہبوں کی کفریہ عقائد سے آگاہ کیے جاتے ہیں تو وہ سننے سے کتراتے ہیں اور اگر سن بھی لیں تو یقین کے بجائے شک وشبہات میں مبتلا ہو جاتے ہیں، بلکہ ان کفریات کی حقیقت چھپانے اور ان پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں، ایسا شخص "مَنْ شَكَّ فِي عَذَابِهِ وَكُفْرِهِ فَقَطْ كَفَرَ اھ (جس نے ان کے عذاب اور کفر میں شک کیا تو وہ بلاشبہ کافر ہو گیا) کے دائرے میں داخل ضرور ہے۔ دیکھیے! (مجمع الأنہر فی شرح ملتقی الأبحر، کتاب السیر، باب العشر والخراج، فصل فی بیان أحکام الجزیۃ، 1/677، ط: دار إحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان/ الدر المختار شرح تنویر الأبصار وجامع البحار، کتاب الجہاد، باب المرتد، ص:345، ط: دار الکتب العلمیۃ، بیروت/ بہار شریعت، ایمان وکفر کا بیان، عقیدہ:7، 1/185، مکتبۃ المدینۃ)

ف:۲ شریعت کا یہ قاعدہ ہے کہ کوئی صحیح العقیدہ مسلمان ہو اگر مرتد کو مرتد، کافر کو کافر، گمراہ کو گمراہ نہ مانے اور اس کو اچھا جانے تو وہی حکم اسی پر لوٹے گا۔ اسی لیے جن اکابر دیوبند پر اُن کے کفریہ عقائد کے سبب علمائے حرمین شریفین نے مرتد کا حکم صادر کیا ہے (جس کی تفصیل حسام الحرمین میں درج ہے) اس کو مرتد ماننا پڑے گا، ورنہ وہی حکم اس پر پلٹ آئے گا اور جن دیوبندی کی تکفیر نہیں کی گئی، وہ گمراہ ہے، تو اس کو گمراہ ماننا پڑے گا، ورنہ خود گمراہ ہوگا۔ (فتاوی رضویہ 11/258 رضا فاؤنڈیشن لاہور)

(4) میرا کوئی فرقہ نہیں، کہنا: یہ صلح کل کی کھلی ہوئی کفر ہے، کیوں کہ حدیث پاک میں ہے:

" وَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى اِثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً، قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔ ترجمہ: بے شک بنی اسرائیل کے بہتر 72 فرقے ہوئے اور میری امت میں تہتر فرقے ہو جائیں گے ایک فرقہ جنتی ہوگا باقی سب جہنمی ہیں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی وہ ناجی فرقہ کون ہے یارسول اللہ ﷺ؟ ارشاد فرمایا: وہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔" (مشکاۃ المصابیح، رقم الحدیث: 171، المکتب الإسلامی، بیروت)

اس حدیث پاک کا صاف مطلب یہی ہے کہ جنت میں جانے والا وہ ایک ہی فرقہ ہے اور وہ فرقہ مسلمان ہوگا۔ ایسا تو ہو نہیں سکتا کہ وہ فرقہ مسلمان نہیں مگر وہ جنت میں جائے گا، یہ محال ہے اور یہ واضح رہے! وہ بہتر فرقے ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

" اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ الْمُشْرِكِیْنَ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا۔ ترجمہ: بے شک جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ بقیہ ص ۴۲/ پر

احوال قوم وملت

از: غلام مصطفےٰ رضوی*

سلطان الہند خواجہ غریب نواز
احترام و عقیدت اور اعلیٰ حضرت

اللہ کے ولیوں کی بارگاہوں میں چین ہے، ان کی یادوں میں چین ہے۔ ان کے تذکروں میں چین ہے۔ اولیائے کرام نے سنت رسول ﷺ کا اہتمام کیا، قناعت و استقامت کا نظارہ پیش کیا، ان کی عملی زندگیاں تقویٰ و طہارت کی مظہر ہوا کرتی تھیں، جن سے صالح انقلاب بر پا ہوتا تھا۔ شرک و کفر کے داغ دُھل جاتے تھے۔ دل و دماغ نورِ ایمان سے روشن ہو جاتے تھے۔ سلطان الہند خواجہ غریب نواز معین الدین حسن چشتی سجزی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ ایسی ہی ہے۔

ہند میں یوں تو اسلام پہلی صدی ہجری میں ہی پہنچ چکا تھا۔ کیرلا و شمال مغربی علاقوں کو اسلام کی کرنیں منور کر رہی تھیں۔ وسط ہند کے اکثر علاقے شرک کا مسکن بنے ہوئے تھے۔ ایسے ماحول میں سلطان الہند خواجہ غریب نواز ہند کی سرزمین پر تشریف لاتے ہیں۔ آپ کی اُجلی ونکھری حیاتِ مبارک سے لاکھوں زندگیوں میں وہ انقلاب آیا کہ وادی ہند ایمان کی بارانِ فیض سے جل تھل ہوگئی، بقول برادر اعلیٰ حضرت علامہ حسن رضا خان قادری بریلوی قدس سرہ العزیز ؎

گلشن ہند ہے شاداب کلیجے ٹھنڈے
واہ! اے ابر کرم زور برسنا تیرا

اللہ تعالیٰ نے سلطان الہند کو ایسا نوازا کہ ہند کا روحانی تاج و تخت آپ سے منسوب ہوا، حکومتیں آتی جاتی رہتی ہیں لیکن مملکت ہند کے روحانی تاج دار حضور غریب نواز ہیں۔ بہت سے تاج و تخت سوئے اجمیر شریف جھکے ہوئے ہیں۔ تاج دارِ روحانیت کی شہنشہی قائم ہے اور اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کی اشاعت کا جو دریا خواجہ غریب نواز نے بہایا تھا وہ اب بھی جاری و ساری ہے۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی بریلوی (رحلت ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) عظیم اسلامی محقق، مصلح، مدبر، مصنف اور مملکت علم کے تاج ور گزرے ہیں۔ آپ کی خدمات کے طفیل وادیِ عشق رسول ﷺ میں بہاروں کا ہجوم ہے، محبت رسول ﷺ کا جو درس آپ نے دیا اس سے بزمِ دل میں رونق و احترام کی فضا قائم ہے۔

دل و جاں وجد کناں جھک گئے بہر تعظیم

آپ نے بارگاہِ رسالت ﷺ کا احترام سکھایا۔ اولیائے کرام اور ان کی بارگاہوں کا ادب بھی سکھایا۔ آپ نے قبولیت دعا کے مقامات میں خواجہ غریب نواز کی بارگاہ کا خصوصی ذکر کیا ہے، آپ نے محض اجمیر کہنے سے منع فرمایا اور "اجمیر شریف" کہنے کا درس دیا۔ حضور غوث اعظم کی دستگیری و سلطان الہند کی فیض رسانی و غریب نوازی کے ضمن میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

"حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور، دست گیر ہیں اور حضرت سلطان الہند معینُ الحقِ وَالدین، ضرور غریب نواز۔" (فتاویٰ رضویہ، اعلیٰ حضرت، رضا اکیڈمی ممبئی، جلد ۱۱، ص ۴۳)

"غلام معین الدین" اور "اجمیر شریف" نہ لکھنے والے (وہابیہ) کے خلاف اعلیٰ حضرت کا قلمی جلال دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے، جس میں بارگاہِ سلطان الہند سے عقیدت کا جمال بھی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

"اجمیر شریف کے نامِ پاک کے ساتھ، لفظ شریف نہ لکھنا اور ان تمام مواقع میں اس کا التزام نہ کرنا، اگر اِس بنا پر ہے کہ حضور سیدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جلوہ افروزیِ حیاتِ ظاہری و مزارِ پُرانوار کو (جس کے سبب مسلمان اجمیر شریف کہتے ہیں) وجہِ شرافت نہیں جانتا، تو گمراہ، بلکہ عدُوُّ اللہ ہے۔" (ایضاً، جلد ۶، ص ۱۸۸)

* مضمون نگار نوری مشن مالے گاؤں مہاراشٹرا کے رکن ہیں۔

حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض و برکات اور منکرین فیضانِ خواجہ غریب نواز کا ذکر کرتے ہوئے ایک مجلس میں اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں:

"حضرت خواجہ کے مزار سے بہت کچھ فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں۔ مولانا برکات احمد صاحب (بریلوی) مرحوم جو میرے پیر بھائی اور میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے، انھوں نے مجھ سے بیان کیا کہ: میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک ہندو، جس کے سر سے پیر تک پھوڑے تھے۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ کس قدر تھے۔ ٹھیک دوپہر کو آتا اور درگاہ شریف کے سامنے گرم کنکروں اور پتھروں پر لوٹتا اور کہتا کہ: خواجہ! اَگن لگی ہے۔ تیسرے روز میں نے دیکھا کہ بالکل اچھا ہو گیا۔

بھاگل پور سے ایک صاحب ہر سال اجمیر شریف حاضر ہوا کرتے تھے، ایک وہابی رئیس سے ملاقات تھی، اس نے کہا: میاں! ہر سال کہاں جایا کرتے ہو؟ بے کار اتنا روپیہ صرف کرتے ہو۔ انھوں نے کہا: چلو اور انصاف کی آنکھ سے دیکھو۔ پھر تم کو اختیار ہے۔ خیر! ایک سال وہ ساتھ میں آیا، دیکھا کہ: ایک فقیر سونٹا لیے روضہ شریف کا طواف کر رہا ہے اور یہ صدا لگا رہا ہے: خواجہ! پانچ روپے لوں گا اور ایک گھنٹہ کے اندر لوں گا اور ایک ہی شخص سے لوں گا۔ جب اس وہابی کو خیال ہوا کہ اب بہت وقت گزر گیا۔ ایک گھنٹہ ہو گیا ہو گا اور اب تک اسے کسی نے کچھ نہ دیا۔ جیب سے پانچ روپے نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھے اور کہا: لو میاں! تم خواجہ سے مانگ رہے تھے، بھلا خواجہ کیا دیں گے؟ لو ہم دیتے ہیں۔

فقیر نے وہ روپے تو جیب میں رکھے اور ایک چکر لگا کے زور سے کہا: خواجہ! تورے بلہاری جاؤں۔ دِلوائے بھی تو کس خبیث منکر سے۔" (الملفوظ، حصہ سوم، رضا اکیڈمی ممبئی، ص ۴۴)

"اَحْسَنُ الْوِعَاء لِآدَابِ الدُّعَا" از مولانا نقی علی خان قادری بریلوی [کی شرح "ذَیْلُ الْمُدَّعَا لِاَحْسَنِ الْوِعَا"] میں اعلیٰ حضرت تحریر فرماتے ہیں کہ وہ چوالیس مقامات جہاں دُعا زیادہ قبول ہوتی ہے، ان میں ایک مزارِ حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری بھی ہے، چنانچہ، آپ لکھتے ہیں:

"سی و نہم: ۳۹ مرقد مبارک حضرت خواجہ غریب نواز معین الحق والدین چشتی قدس سرہ۔" (احسن الوعا مع شرحِ ذیل المدعا، مکتبۃ المدینہ کراچی، ص ۵۹)

حاضری دربار سلطان الہند

بارگاہ سلطان الہند خواجہ غریب نواز اجمیری رحمۃ اللہ علیہ میں اعلیٰ حضرت کی حاضری اہتمام کے ساتھ ہوا کرتی تھی، اعلیٰ حضرت کے دوسرے سفر حج (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء) سے واپسی پر خلیفۂ اعلیٰ حضرت برہان ملت مفتی برہان الحق رضوی جبل پوری اور ان کے والد ماجد مولانا عبد السلام جبل پوری ممبئی میں سفر جبل پور کی دعوت دی، مفتی برہان الحق جبل پوری لکھتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت نے بمبئی سے بریلی شریف کا قصد کیا۔ والد ماجد نے جبل پور تشریف لے جانے کے لیے عرض کیا۔ فرمایا: ابھی تو اجمیر شریف حاضری دیتا ہوا بریلی جاؤں گا، ان شاء اللہ! پھر کبھی جبل پور آؤں گا۔" (اکرام امام احمد رضا، مجلس رضا لاہور ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء، ص ۸۲)

اس سفر اجمیر شریف کے ضمن میں خلیفۂ اعلیٰ حضرت خادم دربارِ اجمیر مقدس مولانا سید حسین علی چشتی اجمیری (رحلت ۲۵/ نومبر ۱۹۶۷ء) لکھتے ہیں:

"(اعلیٰ حضرت) حج و زیارت کی سعادت حاصل کر کے جب ساحل ہندستان پر اُترے تو آپ کے فدائی مختلف بلاد و امصار سے آپ کو لینے بمبئی پہنچ گئے تھے، علاوہ وطن کے اور بھی کئی جگہ سے تار دیئے گئے کہ آپ ہمارے وطن کو اپنے قدوم والا سے منور فرما دیں۔ آپ نے کسی کی نہ سنی، آپ سیدھے غریب نواز خواجہ کے آستانہ پر حاضر ہوئے اور خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی درباری حاضری کے بعد آپ نے ان کے شاہزادے حضرت خواجہ ہند کے دربار میں حاضری دی، یہ حاضری ایسی عقیدت و محبت کی حامل تھی کہ بقیہ ص ۴۰ پر

تصنیف: امام فقیہ ابو اللیث نصر ابن محمد سمرقندی
ترجمہ: علامہ مفتی محمد صالح قادری بریلوی*

فکر آخرت

چالیسویں قسط

گزشتہ سے پیوستہ

تنبیہ از مصنف: لہٰذا بندے کو چاہیے کہ اپنے خصوم (۱) کو راضی کرنے میں بہت زیادہ محنت و کوشش کرے اور جب اللہ اور بندہ کے درمیان والا گناہ ہو (یعنی محض حقوق اللہ سے متعلق) تو اس کا وبال بھی اگرچہ بہت برا اور بہت بڑا ہے مگر حقوق العباد کا وبال تو اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ رحیم تر ہے جب بندہ شرائط کے مطابق توبہ واستغفار کرتا ہے تو وہ اس سے در گذر فرما دیتا ہے اور جب گناہ حقوق العباد سے متعلق ہو تو اس کا مطالبہ اس کے محل سے ہونا ہی ہے لہٰذا جب تک خصم راضی نہیں ہوگا اس میں نہ استغفار کام آئے گا نہ زبانی توبہ نفع دے گی اور اگر خصم کو دنیا میں راضی نہیں کرلے گا قیامت کے دن اس کی نیکیاں لے کر خصم کو دی جائیں گی، جیسا کہ حدیثوں، خبروں میں وارد ہے۔

درحقیقت مفلس کون؟

حدیث شریف: (چنانچہ) فقیہ (مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اس مضمون کی ایک حدیث اپنی پوری سند کے ساتھ بطریق عبدالرحمن، حضرت ابوہریرہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (ایک بار صحابۂ کرام سے) سوال کیا کیا تم جانتے ہو "مَنِ الْمُفْلِسُ مِنْ اُمَّتِیْ؟" میرے امتیوں میں مفلس کون ہے؟ صحابۂ کرام نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ کہلاتا ہے جس کے پاس نہ کوئی درہم ہو نہ کوئی دینار اور نہ برتنے کیلئے کوئی سامان نہ کوئی مال ومتاع ہو۔

حضور نے فرمایا: مفلس میرا وہ امتی ہے جو نماز روزے لے کر قیامت کے دن اس حال میں آئے کہ کسی کو گالی دی تھی اور کسی کو تہمت لگائی تھی اور کسی کا مال ناحق کھایا تھا کسی کا ناحق خون بہایا تھا تو اس کی حسنات میں سے کچھ اس کو اور کچھ اس کو اور کچھ اس کو بطور اقتصاص دلائی جائیں گی پھر جب نیکیاں نبٹ گئیں اور ابھی حقوق ومظالم کا بدلہ پورا نہیں ہوا تو اہل حقوق کے گناہوں میں سے کچھ گناہ اس پر ڈال دئے جائیں گے۔ (پھر بالآخر اسے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ (معاذ اللہ)

نتیجہ: تو ہمیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے ہر وقت عرض کرتے رہیں کہ ہم کو بکثرت توبہ واستغفار کرنے کی توفیق دے اور پھر توبہ پر ثابت بھی رکھے کیونکہ توبہ پر ثابت وقائم رہنا توبہ کرلینے سے بھی زیادہ دشوار مرحلہ ہے۔

ترک عمل اور توبہ شکنی سے بچنے کی بہت تاکید

اہم نصیحت: حضرت امام محمد ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (اے بھائی!) تو اس بات سے بچے رہنے کی پوری کوشش کر اور چوکنا رہ کہ تو کوئی بھلا کام کرتا ہو پھر اسے چھوڑ بیٹھے کیونکہ بات یہ ہے کہ ایسا کوئی نہیں ملے گا جس نے تائب ہونے کے بعد پھر برائیوں کی طرف اگر پلٹا کھایا۔ اور نیک کام چھوڑ دیئے وہ کبھی کامیاب ہوا ہو۔

تائب کے لئے خود بینی اور بے فکری کا خطرہ

نصیحت: تائب کو چاہئے کہ اپنی اجل آنکھوں کے سامنے رکھے (یعنی موت سے ہرگز غافل وبے فکر نہ رہے موت کی سختی قبر وحشر کے ہولناک احوال ومراحل پیش نظر رکھے اخروی نفع وضرر سے آنکھ بند نہ رکھے) تاکہ اسے توبہ پر ثبات ملے اور چاہئے کہ جو گناہ ہو چکے ہیں ان کے بارے میں برابر سوچے (اللہ کی گرفت اور ناراضی کا ڈر دل میں قائم کرے) اور استغفار کی کثرت کرتا رہے اور اس توبہ اور اصلاح کی توفیق پر اللہ بقیہ ص ۳۶ / پر

[۱] خصوم = جمع خصم، خصم کہتے ہیں مقدمہ کے فریق مخالف کو، یہاں خصم سے مراد ہے مدعی، یعنی وہ بندہ جو خلاف مدعی علیہ اپنے حق یا مظلمہ کا دعویٰ کرے گا کہ مجھے اس سے انصاف دلایا جائے، ۱۲ مترجم غفرلہ۔

* مترجم جامعۃ الرضا بریلی شریف کے صدر مفتی اور شیخ الحدیث ہیں۔

منظومات

دو عالم میں بٹتا ہے فیض ان کے در کا

از: سید خادم رسول عینی، بھدرک، اڑیسہ

جونہی حکم آئے شہ بحر و بر کا
نہ ہو عذر لب پر اگر اور مگر کا

سخاوت نبی کی نہیں رکھتی سرحد
دو عالم میں بٹتا ہے فیض ان کے در کا

ہوا خیر کا بول بالا جہاں میں
کٹا ان کی آمد سے سر جسم شر کا

علی الغیب آیت سے ثابت ہوا یہ
ہے علم ان کو ہر ایک غیبی خبر کا

بنیں دشت باغات، باغات جنت
بیاں کیا ہو ان کے قدم کے اثر کا

شفاعت سے ان کی ملا امن قلبی
تھا ماحول ہر سمت محشر میں ڈر کا

بڑھیں عظمتیں ان سے خاکی بشر کی
اثر دیکھئے ایک نوری بشر کا

ہیں یہ برکتیں موئے شاہ زمن کی
ملا تمغہ سیف خدا کو ظفر کا

ہیں مصروف مدحت میں قلب و زباں سب
اثر ہے یہ ان کے کرم کی نظر کا

نہیں دیکھا جنت میں بھی ایسا منظر
جو منظر ہے میرے نبی کے نگر کا

ملی روشنی ان کی سیرت سے سب کو
ہوا خاتمہ عینی اندھے سفر کا

حقیقت آشنا مرد خدا مسعود غازی ہیں

از: محمد جسیم اکرم مرکزی، جامعۃ الرضا بریلی شریف

شجاع وقت امیر لافتی مسعود غازی ہیں
حقیقت آشنا مرد خدا مسعود غازی ہیں

بقیہ ص ۴۰ / پر

مانگنے والا درِ پاک پہ آیا خواجہ

از: شمس تبریز خاکی مرکزی خانقاہ ظہوریہ بلگرام شریف

نور افشاں ہے تمہارا رخِ زیبا خواجہ
ذرہ ذرہ ہوا سرمستِ تمنا خواجہ

بھیک میں دیجیے حسنین کا صدقہ خواجہ
مانگنے والا درِ پاک پہ آیا خواجہ

یک نظر جس نے تمھیں دیکھا، سراہا خواجہ
خواجۂ عثماں نے تمھیں ایسا تراشا خواجہ

عکسِ دربارِ نبی ہے، ترا روضہ خواجہ
تیرا اجمیر، ہمارا ہے مدینہ خواجہ

مظہر نور خدا اس نے سراپا دیکھا
خواب میں جس نے ترا دیکھا ہے جلوہ خواجہ

بھیک اتنی ترے دربار سے مل جاتی ہے
در بدر پھرتا نہیں ہے ترا منگتا، خواجہ

ہو گئی آپ سے اس طرح محبت مجھ کو
کرتا رہتا ہوں شب و روز میں خواجہ، خواجہ

کیوں نہ تسلیم کریں تیری شہنشاہی ہم
شاہِ طیبہ نے تجھے ہند میں بھیجا، خواجہ

زندگی بخش دی تم نے مجھے اپنا کہہ کر
روزِ محشر بھی مری لاج بچانا، خواجہ

شمع خاکی نے بھی طوفاں میں جلا رکھی ہے
کر کے نسبت پہ فقط تیری بھروسہ خواجہ

اپنے رب کی رضا غریب نواز

از: محمد اشرف رضا قادری مدیر اعلیٰ سہ ماہی امین شریعت

اپنے رب کی رضا غریب نواز
مصطفٰے کی عطا غریب نواز

عشق و الفت تمہارا سرمایہ
عاشقِ مصطفٰے غریب نواز

بقیہ ص ۵۴ / پر

ہاویری، کرناٹکا میں دوروزہ سنی تربیتی اجتماع

ایک عظیم الشان صوبائی دینی بیداری اور تنظیمی استحکام کی درخشاں مثال جماعت رضائے مصطفیٰ (کرناٹک) کے زیر اہتمام صوبۂ کرناٹک کی تمام برانچوں کے باہمی تعاون واشتراک سے 20 اور 21 دسمبر کو بمقام: ہاویری (کرناٹک) میں ایک عظیم الشانتاریخی اور صوبائی "دوروزہ سنی تربیتی اجتماع" نہایت نظم و ضبط، اخلاص اور ہمہ گیر دینی مقاصد کے ساتھ منعقد ہوا، یہ اجتماع دینی، فکری، اصلاحی اور تنظیمی اعتبار سے اپنی مثال آپ ثابت ہوا، جس نے اہلِ سنت وجماعت کی قوتِ اجتماعیت اور عوامی وابستگی کو پورے ملک کے سامنے واضح کر دیا یہ اجتماع دو دنوں پر مشتمل تھا، جس میں عوام کا سمندر امڈ آیا۔

20 دسمبر کو خواتین کا خصوصی اور باپردہ اجتماع منعقد ہوا، جس میں تقریباً 80 سے 90 ہزار خواتینِ اسلام نے شرکت کی 21 دسمبر کو مردوں کا عظیم الشان اجتماع ہوا، جس میں تقریباً ایک اندازے کے مطابق چار لاکھ سے زائد افراد شریک اجتماع ہوئے، شرکا گوا، آندھرا پردیش، مہاراشٹرا اور پورے صوبۂ کرناٹک کے مختلف اضلاع سے سیکڑوں بسوں اور ہزاروں کاروں کے ذریعہ تشریف لائے، جبکہ کئی مقامات سے قافلوں کی شکل میں عاشقانِ اہلِ سنت نے شرکت کر کے اجتماع کو یادگار بنا دیا۔

یہ حاضری اس بات کی روشن دلیل تھی کہ عوام آج بھی مذہب حق اہل سنت وجماعت یعنی مسلکِ اعلیٰ حضرت سے مضبوطی کے ساتھ جڑی ہوئی ہے، اس اجتماع کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ رہی کہ پورے ملک سے جید ومقتدر مشائخ عظام، اکابر علما، ائمۂ کرام وسادات کرام اور دینی قائدین اور وارثان انبیائے شرکت فرما کر اس اجتماع کو وقار، عظمت اور علمی وزن عطا فرمایا، بالخصوص قاضی القضاۃ فی الہند جانشینِ تاج الشریعہ، شہزادۂ تاج الشریعہ، قائد اہل سنت، حضرت علامہ مفتی عسجد رضا خان قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ، ونائب قاضی القضاۃ فی الہند امیر المومنین فی الحدیث، ممتاز الفقہاء، شیخ الحدیث، استاذ الاساتذہ شہزادۂ حضور صدر الشریعہ علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ صاحبان کی تشریف آوری نے اجتماع کو ایک تاریخی مقام عطا کیا۔

بصیرت افروز خطابات ہوئے، نظامت کی ذمہ داری خلیفۂ جانشین تاج الشریعہ وخلیفہ حضور محدث کبیر حضرت مولانا سید اعجاز احمد مرکزی صاحب کے ہاتھوں میں تھی، جنھوں نے بحسن وخوبی منصب نظامت کی ذمہ داریاں نبھائیں، اصول اہل سنت کے مطابق اجتماع کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس میں قاری رفیق عالم صاحب نے اپنی دلکش آواز سے حاضرین کے دلوں کو جیت لیا، بعدہ بلبل باغ مدینہ جناب صابر رضا صاحب قبلہ اور واصف شاہ ہدا سید کیفی علی صاحبان کی سحر انگیز آواز میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جام تقسیم ہوئے اور غلامان مصطفیٰ اس سے مستنیر ہوتے رہے۔

بعدہ آل نبی اولاد علی ناشر مسلک اعلیٰ حضرت علامہ مفتی محمد سید عظیم الدین صاحب قبلہ نے خطبۂ استقبالیہ میں کل ہند جماعت رضائے مصطفی کا مختصر پر جامع تعارف پیش کیا پھر معتمد حضور تاج الشریعہ خلیفہ حضور تاج الشریعہ مفسر قرآن مفتی محمد عاشق حسین کشمیری صاحب قبلہ نے درس قرآن میں عظمت والدین کو اجاگر کیا اور نوجوانوں کو والدین کے آداب بجالانے کی تلقین فرمائی، درس قرآن کے بعد درس حدیث میں ناشر مسلک اعلی حضرت مفتی بدرالدین صاحب قبلہ نے رزق حلال کی برکت اور سود کی مذمت پر سیر حاصل گفتگو فرمائی، درس حدیث کے بعد اجتماع گاہ میں ہزاروں عاشقان رسول نے نماز ظہر باجماعت ادا کی پھر ظہرانہ کے بعد اجتماع کا آغاز بلبل باغ مدینہ جناب سلیم رضا مقبولی صاحب قبلہ کی آواز میں نعت رسول سے ہوا بعدہ مفکر اسلام داماد حضور محدث کبیر مفتی شاہد علی مصباحی صاحب قبلہ نے نماز کی فرضیت واہمیت پر مدلل خطاب فرمایا۔

بعدہ خلیفہ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد ساجد علی مصباحی صاحب نے اپنے خطاب میں امت مسلمہ کو درپیش حساس اور اہم موضوعات پر خصوصی توجہ دی طلاق نشہ اور شراب جیسے سلگتے مسائل پر مؤثر اصلاحی خطاب فرمایا جو لوگوں کے دلوں پر اثر انداز رہا ان

کے بعد عملی تربیت کی ذمہ داری خلیفہ حضور تاج الشریعہ مناظر اہل سنت مفتی محمد انیس عالم سیوانی صاحب قبلہ نے حدیث نبوی صلوا کما رأيتموني أصلي کو موضوع بنا کر نماز کی اہمیت اس کے درست طریقہ ادا اور نماز ترک کرنے کے شدید وبال کو دلائل کے ساتھ واضح فرمایا اور آپ کی عملی تربیت سامعین کے لئے فکر انگیز ثابت ہوئی بعدہ حضرت مولانا فیاض عالم صاحب قبلہ نے انتہائی سہل انداز میں وضو میں ہونے والی غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے فرائض اور سنن کی رعایت کے ساتھ صحیح طور پر لوگوں کو وضو کرنے کا طریقہ سکھایا۔

پھر اسی اجتماع گاہ میں ہزاروں عاشقان مصطفی نے باجماعت نماز عصر ادا کی بعد عصر اجتماع میں ایک مؤثر اور با مقصد اسلامی سوال و جواب کا سیشن بھی منعقد ہوا جس میں خلیفہ حضور قائد ملت قاضی کرناٹک حضرت علامہ مفتی محمد اسلم صاحب قبلہ نے عوام کے شرعی سوالوں کے مدلل اور اطمینان بخش جوابات عطا کئے اور بعد نماز مغرب فاتح کرناٹک خلیفہ حضور محدث کبیر مناظر اہل سنت حضرت علامہ مفتی شہزاد عالم مصباحی شیخ الادب جامعۃ الرضا بریلی شریف نے رد رافضیت اور عشق مصطفی جیسے اہم موضوعات پر مدلل گفتگو کرتے ہوئے احباب اہل سنت کے عقائد کو مضبوطی فراہم کی پھر دوبارہ مفسر قرآن معتمد حضور تاج الشریعہ الحاج مفتی عاشق حسین صاحب قبلہ غلامان مصطفی کے روبرو ہوئے اور فکر آخرت پر فکر انگیز خطاب فرمایا۔

بعدہ جانشین حضور تاج الشریعہ حضور قائد اہل سنت حضرت علامہ مفتی عسجد رضا خان صاحب قبلہ نے اپنے ولولہ انگیز اور فکر آفرین خطاب میں مسلک اعلی حضرت کی حقانیت اہل سنت و جماعت کی ذمہ داریاں مرکز اہل سنت بریلی شریف سے مضبوط وابستگی اور جماعتی نظم و ضبط کی اہمیت کو واضح فرمایا آپ کے خطاب نے عوام کے دلوں میں دینی غیرت اور تنظیمی شعور کو مزید مضبوط کیا حضور محدثِ کبیر نے اپنے جامع اور دل نشیں خطاب میں نماز کی پابندی، سنت رسول ﷺ پر عمل، عقائد اہلِ سنت کی حفاظت، فکر آخرت، دینی تشخص اور عملی دینداری پر زور دیا۔

آپ کے خطاب نے حاضرین کے قلوب میں ایمان کی تازگی اور عمل کا جذبہ پیدا کیا اس اجتماع کا ایک نہایت تاریخی اور یادگار پہلو یہ رہا کہ لاکھوں افراد، جن میں مردوں کے ساتھ ساتھ بڑی تعداد میں خواتین نے بھی نبیرۂ اعلیٰ حضرت پیر طریقت، جانشین تاج الشریعہ، قائد ملت حضور علامہ مفتی عسجد رضا خان دامت برکاتہم العالیہ کے دستِ مبارک پر بیعت ہو کر سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ تاج الشریعہ میں داخل ہوئے اور مسلکِ اعلیٰ حضرت و مرکز اہلِ سنت بریلی شریف سے اپنی وابستگی کا عملی اعلان کیا۔

اس اجتماع کے نتیجے میں بہت سے افراد اور ذمہ داران نے اپنے اپنے علاقوں میں جماعت رضائے مصطفیٰ کی نئی برانچ قائم کرنے کے لیے باقاعدہ درخواستیں پیش کیں، جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ یہ اجتماع محض ایک جلسہ نہیں بلکہ ایک مضبوط دینی و تنظیمی تحریک کا سنگِ میل تھا۔ انتظامی اعتبار سے بھی یہ اجتماع قابلِ رشک رہا۔ جگہ جگہ رضا کاران کے رہنمائی کاؤنٹر قائم تھے، جہاں آنے والے مہمانوں کی خدمت، رہنمائی اور سہولت کا بہترین انتظام موجود تھا۔ شرکا کے لیے لنگر کا شاندار انتظام کیا گیا تھا دور دراز سے آنے والوں کے لیے ریلوے اسٹیشن اور بس اسٹینڈ سے اجتماع گاہ تک فری بس سروس فراہم کی گئی، جس سے عوام کو بے حد سہولت ملی۔ دینی نظم و ضبط کا یہ عالم تھا کہ نماز کے اوقات میں اسی اجتماع گاہ میں باجماعت نماز کا اہتمام کیا گیا اور ہزاروں افراد نے ایک ہی جگہ صف بستہ ہو کر نمازیں ادا کی، جو اس اجتماع کے حقیقی مقصد اور دینی روح کی واضح علامت ہے۔

الغرض 20 اور 21 دسمبر، ہاویری میں منعقد ہونے والا یہ سنی تربیتی اجتماع ہر پہلو سے ایک کامیاب، منظم، پُرامن اور تاریخی صوبائی اجتماع ثابت ہوا، یہ اجتماع اہلِ سنت و جماعت کے اتحاد، دینی بیداری، اصلاحِ معاشرہ، نماز کی پابندی اور تنظیمی استحکام کا ایک روشن نمونہ بن کر سامنے آیا، جس کی بازگشت اب پورے صوبۂ کرناٹک کے ساتھ ساتھ ملک کے مختلف حصوں میں سنائی دے رہی ہے، اللہ تعالیٰ اس عظیم اجتماع کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے، جماعت رضائے مصطفیٰ کو مزید قوت، اخلاص اور وسعت عطا

فرمائے اور اس کے دینی و اصلاحی اثرات کو پورے ملک میں عام فرمائے، فیضانِ اعلیٰ حضرت جاری و ساری رہے، آمین۔

رپورٹ: اراکین جماعت رضائے مصطفےٰ، ہاویری

□ □ □

حضرت علامہ نعیم اللہ خاں صاحب رضوی کا انتقالِ پُر ملال

آج بتاریخ ۱۳ دسمبر ۲۰۲۵ء بروز سنیچر سوشل میڈیا کے ذریعہ یہ جانکاہ خبر موصول ہوئی کہ خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، استاذُ العلماء والفضلاء والمفتین، شیخُ المعقولات والمنقولات، سابق شیخُ الحدیث و صدرُ المدرسین دار العلوم منظرِ اسلام، بریلی شریف کا انتقال ہو گیا ہے: اناللہ وانا الیہ رٰجعون۔

حضرت علامہ، و مولانا نعیم اللہ خاں علیہ الرحمۃ معقولات و منقولات دونوں فنون میں یکتائے زمانہ تھے، درسیات کے بے تاج بادشاہ، نہایت ملنسار، متقی، منکسر المزاج اور سادہ طبع انسان تھے۔ آپ کی وضع قطع اور سادگی کو دیکھ کر اندازہ بھی نہیں ہوتا تھا کہ آپ اس قدر بلند پایہ شیخُ الحدیث اور معقولات کے ماہر ہیں۔

یقیناً حضرت کے انتقال سے ان کے پسماندگان کے ساتھ ساتھ ان کے ہزاروں تلامذہ اور عقیدت مندوں کو شدید رنج و ملال لاحق ہیں اور اس فقیر قادری کو اس حادثہ فاجعہ کا قلبی و روحی صدمہ ہے لیکن

مرضئ مولا از ہمہ اولیٰ

کے تحت صبر کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں کیونکہ یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ حضرت کی مغفرت فرمائے، درجات بلند کرے، اور تمام پسماندگان، خصوصی طور پر حضرت کے شہزادگان عالی مرتبت حضرت مولانا فضل حق صاحب نوری مولانا فہیم رضا رضوی مولانا فضل رسول رضوی و اہل خاندان و متعلقین اور شاگردوں کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین بجاہ حبیبک سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم۔

شریک غم والم

محمد تیسیر الدین عرف تحسین رضا قادری رفاعی
استاد دار العلوم ضیاء مصطفیٰ فہیم آباد کالونی کانپور

ص ۵۱ / کا بقیہ.........................

رنج و آلام میں گھرا ہوں میں
غم کی کر دو دوا غریب نواز

میری مشکل کو آساں کر دیجے
میرے مشکل کشا غریب نواز

علم و روحانیت کے وہ سلطاں
دین کا آئینہ غریب نواز

ملکِ ہندوستاں کے ولیوں میں
رتبہ اعلیٰ ترا غریب نواز

لاکھوں کافر نے تیرے ہاتھوں پر
دیں کا کلمہ پڑھا غریب نواز

تیرا در چھوڑ کر کہاں جاؤں
میرے حاجت روا غریب نواز

خواجہ عثمان آپ کے مرشد
مرحبا مرحبا غریب نواز

کب سے مشتاقِ دید ہے اشرفؔ
اپنا جلوہ دکھا غریب نواز

□ □ □

جماعت رضائے مصطفےٰ

یہ اعلیٰ حضرت کی قائم فرمودہ ایک روشن تاریخ کی حامل جماعت ہے، جس کی نشاۃ ثانیہ حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز کے ہاتھوں ہوئی۔

برادران اہل سنت اپنے اپنے علاقے میں اس کی شاخیں قائم کریں، اس عظیم جماعت کے ممبر بنیں اور مرکز سے جڑ کر اپنی ملّی و مذہب خدمات انجام دیں اور کامیابیوں سے ہمکنار ہوں۔

مزید معلومات کیلئے 7055078621 پر رابطہ کریں۔

सुन्नी दुनिया में इश्तिहार देकर अपने कारोबार और इदारे को फ़रोग़ दें

Monthly Package Four Colour महाना पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	کوارٹر پیج Quarter Page	ہاف پیج Half Page	فل پیج Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	8000/-	10000/-	15000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	6000/-	8000/-	12000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	4000/-	6000/-	10000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Quarterly Package Four Colour तिमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	20000/-	25000/-	35000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	15000/-	20000/-	30000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	10000/-	15000/-	25000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Half Yearly Package Four Colour छमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	30000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	20000/-	35000/-	50000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	15000/-	25000/-	40000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Yearly Package Four Colour सालाना पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	50000/-	70000/-	100000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	35000/-	60000/-	80000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	25000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Black & White Package any in side Magzine ब्लैक एण्ड व्हाईट पैकेज रिसाला में कहीं भी

1	Monthly	1500/-	3000/-	5000/-	ماہانہ	۱
2	Quarterly	4000/-	8000/-	12000/-	سہ ماہی	۲
3	Half Yearly	7000/-	12000/-	16000/-	ششماہی	۳
4	Yearly	10000/-	16000/-	20000/-	سالانہ	۴

नोट:-

1 तीन महीने का मतलब कोई भी तीन महीने, इसी तरह 6 या 12 महीने का मतलब कोई भी 6 या 12 महीने।

2 वक़्त और हालात के पेशे नज़र इश्तिहार की इबाअत मुक़द्दम व मुवख़्ख़र भी हो सकती है।

3 पूरे इश्तिहार की रक़म एक मुश्त पेशगी जमा करनी होगी।

Contact: 82 Saudagaran, Dargah Aalahazrat, Bareilly Sharif (U.P.), Pin - 243003, Mob. 9411090486
Account Details: Asjad Raza Khan, SBI A/c No. 10592358910, IFSC Code: SBIN0000597

RNI No. UPMUL/2017/71926
Postal Regd. No. UP/BR-34/2026-28

JANUARY-2026
PAGES 56 WITH COVER

PER COPY : ₹ 30.00
PER YEAR : ₹ 350.00

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Bara Bazar, Bareilly
Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Sharif (U.P.) PIN : 243003, Editor Asjad Raza Khan